اشاعت کا ۴۷ واں سال

روزنامہ آفاق سرینگر

Daily Afaaq Srinagar

بانی: مرحوم پیرزادہ محمد یوسف قادری

Visit us at: www.dailyafaaq.com

3 بدنام منشیات اسمگلر سلیم ڈولا کو ترکی سے واپس لانا این سی بی کی بڑی کامیابی

7 سری لنکا کی برتری: پہلے ٹی 20 میں بنگلہ دیشی ٹیم ڈھیر، شورنا کی فائٹنگ اننگز ضائع

8 ایران آبنائے ہرمز کو بطور معاشی ایٹمی ہتھیار استعمال کر رہا ہے

Ph:- 0194-2452028, 2475279 Fax:- 0194-2475279

afaaqkashmir.yahoo.com dailyafaaq

RNI NO: 43732/85 Wednesday 29 April 2026

ESTABLISHED IN 1985

29 اپریل 2026ء بمطابق 11 ذوالقعدہ 1447ھ بدھ وار، جلد نمبر 47، شمارہ نمبر 102، صفحات 8، قیمت 3 روپے

دہشت گردی، علیحدگی پسندی اور انتہا پسندی سے نمٹنے کے لیے متحدہ محاذ وقت کی ضرورت: راجناتھ

آپریشن سندور ہندوستان کے اس عزم کی علامت ہے کہ

دہشت گردی کے گڑھ اب مناسب سزا سے اچھوتے نہیں رہیں گے

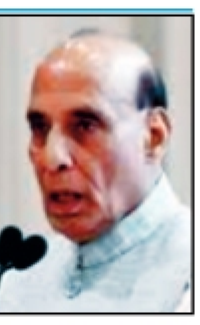

نئی دہلی/۲۸ اپریل (ایجنسیز) وزیر دفاع راج ناتھ سنگھ نے آپریشن سندور کو دہشت گردی کے خلاف ہندوستان کے پختہ عزم کی علامت قرار دیتے ہوئے دہشت گردی، علیحدگی پسندی اور انتہا پسندی جیسی "برائیوں" کا مقابلہ کرنے کے لیے دہشت گردوں کے محفوظ ٹھکانوں کو ختم کرنے اور کسی بھی سیاسی استثنیٰ کو مسترد کرتے ہوئے متحدہ محاذ بنانے کی ضرورت پر زور دیا ہے۔ مسٹر سنگھ نے یہ بات منگل کو کرغزستان کے بشکیک میں شنگھائی تعاون تنظیم (ایس سی او) کے وزرائے دفاع کی میٹنگ سے خطاب کرتے ہوئے کہی۔ انہوں نے کہا کہ آپریشن سندور ہندستان کے اس عزم کی علامت ہے کہ دہشت گردی کے گڑھ اب مناسب سزا سے اچھوتے نہیں رہیں گے۔ انہوں نے دہشت گردی، علیحدگی پسندی اور انتہا پسندی جیسی "برائیوں" سے نمٹنے کے لیے محفوظ ٹھکانوں کو ختم کرنے اور کسی بھی سیاسی استثنیٰ کو مسترد کرتے ہوئے متحدہ محاذ بنانے کی ضرورت پر زور دیا۔ انہوں نے کہا کہ ملک کی طرف سے اسپانسرڈ سرحد پار دہشت گردی، جو کسی کی خودمختاری پر حملہ کرتی ہے، کو نظر انداز نہیں (بقیہ ۶ پر)

موسمیاتی تبدیلی زرعی نظام اور انسانی زندگی کیلئے سنگین خطرہ، لیفٹیننٹ گورنر

زراعت میں موسمیاتی تبدیلی کے چیلنج سے نمٹنے کیلئے مشترکہ کوششوں کی ضرورت پر زور

ایل جی نے "دیرپا اور موسمیاتی طور پر زرعی نظام: اختراعات اور پالیسی فریم ورک" پر قومی سمٹ میں شرکت کی

جموں/۲۸ اپریل/ (ڈی آئی پی آر) لیفٹیننٹ گورنر منوج سنہا نے آج ایس کاسٹ جموں میں "دیرپا اور موسمیاتی طور پر زرعی نظام: اختراعات اور پالیسی فریم ورک" کے موضوع پر قومی سمٹ میں شرکت کی۔ انہوں نے سائنسدانوں، اختراع کاروں اور دیگر شراکت داروں پر زور دیا کہ وہ زراعت میں موسمیاتی تبدیلی کے چیلنج سے نمٹنے اور دیرپا زرعی ماحولیاتی نظام کو تبدیل کرنے کے لئے مل کر کام کریں۔ انہوں نے کہا، "اب وقت آگیا ہے کہ معمولی تبدیلیوں سے آگے بڑھ کر جرأت مندانہ، سائنس پر مبنی اور کسان مرکوز تبدیلی کو اپنایا جائے۔ (بقیہ ۶ پر)

دیہی ترقی کیلئے بڑی پیش رفت: 3,566 کروڑ روپے کے سڑک منصوبوں کو منظوری

شیوراج سنگھ چوہان نے عمر عبداللہ کو پی ایم جی ایس وائی-4 کی منظوری کا خط سپرد کیا

"ترقی یافتہ جموں و کشمیر ہی ترقی یافتہ بھارت کی بنیاد ہے": شیوراج سنگھ چوہان

سرینگر/۲۸ اپریل/ (ایجنسیز/ پی آئی بی) جموں و کشمیر میں دیہی بنیادی ڈھانچے، خواتین کو بااختیار بنانے اور زراعت پر مبنی خوشحالی کے فروغ کو آج بڑی تقویت ملی جب زراعت و کسانوں کی بہبود اور دیہی ترقی کے مرکزی وزیر شیوراج سنگھ چوہان نے سری نگر کے ایس کے آئی سی سی (شیر کشمیر انٹرنیشنل کنونشن سینٹر) میں منعقدہ ایک تقریب کے دوران پردھان منتری گرام سڑک یوجنا (پی ایم جی ایس وائی-4) (بیچ دوم) کے تحت منظور شدہ منصوبوں کی منظوری کا خط جموں و کشمیر کے وزیر اعلیٰ عمر عبداللہ کے حوالے کیا۔ اس موقع پر دین دیال انتودیہ یوجنا - نیشنل رورل لائیولی ہڈ مشن (ڈی اے وائی-این آر ایل ایم) کے تحت 24 ریاستوں اور مرکز کے زیر انتظام علاقوں کے لیے 4,568.23 کروڑ روپے سے زائد کی "مدِ منظوری" بھی جاری کی گئی۔ اس پروگرام میں وزیر اعلیٰ عمر عبداللہ، نائب وزیر اعلیٰ سریندر کمار چودھری، جموں و کشمیر کے وزیر برائے زراعت، دیہی ترقی، پنچایتی راج، امداد باہمی اور انتخابات جاوید احمد ڈار، قائد حزب اختلاف سنیل کمار شرما، ارکان پارلیمنٹ، متعدد اراکین اسمبلی، وزارت دیہی ترقی کے سیکریٹری روہت کنسل، جموں و کشمیر حکومت کے سینئر افسران اور بڑی تعداد میں دیہی عوام، کسانوں اور مستفید خواتین نے شرکت کی۔ عوام سے خطاب کرتے ہوئے مرکزی وزیر شیوراج سنگھ چوہان نے کہا کہ وہ جموں و کشمیر کسی رسمی حیثیت یا عہدے کے احساس کے ساتھ نہیں بلکہ خدمت کے جذبے کے تحت آئے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ وزیر اعظم نریندر (بقیہ ۶ پر)

عمر عبداللہ کا شیوراج سنگھ چوہان کو خراجِ تحسین

"مدھیہ پردیش والے آپ کو ماما کہتے ہیں، وہ غلط نہیں"

سرینگر/۲۸ اپریل (ایجنسیز) جموں و کشمیر کے وزیر اعلیٰ عمر عبداللہ نے منگل کو ایس کے آئی سی سی سرینگر میں منعقد ایک اہم تقریب کے دوران مرکزی وزیر شیوراج سنگھ چوہان کی ترقیاتی خدمات اور ذاتی دلچسپی کی بھرپور تعریف کرتے ہوئے کہا کہ مدھیہ پردیش میں انہیں جس محبت سے "ماما" کہا جاتا (بقیہ ۶ پر)

انجینئر رشید کو بیمار والد سے ملاقات کے لیے ایک ہفتے کی عبوری ضمانت

سرینگر/۲۸ اپریل (آفاق نیوز) دہلی ہائی کورٹ نے بارہمولہ کے رکن پارلیمان انجینئر رشید کو ان کے شدید بیمار والد سے ملاقات کی اجازت دینے کے مقصد سے عبوری ضمانت منظور کر لی ہے۔ اس فیصلے کے بعد خاندان سمیت ان تمام حلقوں میں راحت کی لہر دوڑ گئی ہے جو اس معاملے پر گہری نظر رکھے ہوئے تھے۔ آل انڈیا پیپلز کے چیف ترجمان انعام اُن نبی (بقیہ ۶ پر)

سرینگر میں اسلحہ و گولہ بارود کے ساتھ پانچ افراد گرفتار

یو اے پی اے کے تحت کارروائی تیز

سرینگر/۲۸ اپریل (ایجنسیز) وادی کشمیر میں سیکیورٹی ایجنسیوں نے دہشت گردی کے معاون نیٹ ورک کے خلاف کارروائیاں مزید تیز کرتے ہوئے سرینگر سے پانچ افراد کو اسلحہ اور گولہ بارود سمیت حراست میں لے لیا ہے۔ پولیس کے مطابق گرفتار شدگان کے خلاف غیر قانونی سرگرمیوں کی روک تھام کے قانون (یو اے پی اے) کے تحت مقدمہ درج کیا گیا ہے۔ حکام کا کہنا ہے کہ ان کے قبضے سے قابلِ (بقیہ ۶ پر)

جموں تا سری نگر وندے بھارت ٹرین سروس 30 اپریل کو شروع ہوگی

جموں/۲۸ اپریل (یو این آئی) جموں و کشمیر میں سیاحت اور بہتر سفری رابطوں کو فروغ دینے کے لیے شمالی ریلوے کے جموں ڈویژن کی جانب سے 30 اپریل کو وندے بھارت افتتاحی خصوصی ٹرین سروس شروع کی جائے گی۔ یہ سروس کٹڑا (بقیہ ۶ پر)

مرکزی پیکیج پر کام مقررہ وقت میں مؤثر اور اعلیٰ معیار کے ساتھ مکمل کئے جائیں گے، وزیر اعلیٰ

پروجیکٹوں کی منظوری پر مرکزی وزیر کا شکریہ ادا، انہیں جموں و کشمیر کا سچا دوست اور خیر خواہ قرار دیا

سری نگر/۲۸ اپریل/ (ڈی آئی پی آر) وزیر اعلیٰ عمر عبداللہ نے آج شیر کشمیر انٹرنیشنل کنونشن سینٹر (ایس کے آئی سی سی) میں منعقدہ پردھان منتری گرام سڑک یوجنا (پی ایم جی ایس وائی)-IV (بیچ دوم) کی آغازی تقریب سے خطاب کیا جو جموں و کشمیر میں دیہی رابطوں اور بنیادی ڈھانچے کو مضبوط بنانے کی جانب ایک اہم قدم ہے۔ اس پروگرام کا باقاعدہ آغاز مرکزی وزیر برائے دیہی ترقی، زراعت اور بہبود کساناں شیوراج سنگھ چوہان نے کیا۔ وزیر اعلیٰ نے اجتماع سے خطاب کرتے ہوئے مرکزی وزیر کا والہانہ خیر مقدم کیا اور پروجیکٹوں کی منظوری پر ان کا شکریہ ادا کرتے ہوئے انہیں جموں و کشمیر کا سچا دوست اور خیر خواہ قرار دیا۔ انہوں نے اس بات پر زور دیا کہ اگرچہ یہ منصوبے مرکزی حکومت کی جانب سے منظور شدہ ہیں، جموں و کشمیر انتظامیہ اس بات کو یقینی بنائے گی کہ یہ کام مقررہ وقت (بقیہ ۶ پر)

کشمیر ولو کرکٹ بیٹ ہندوستان کی دستکاری اور آئی پی کی طاقت کی نمائندگی کرتا ہے، پیوش گوئل

جموں و کشمیر کے اندر اس کی مینوفیکچرنگ کو فروغ دینے کی ضرورت پر زور

سرینگر/۲۸ اپریل/ (پی آئی بی) کامرس اور صنعت کے مرکزی وزیر پیوش گوئل نے آج اعلان کیا کہ کھیلوں سے متعلق تمام دانشورانہ املاک (آئی پی) رجسٹریشن - بشمول ٹریڈ مارک، کاپی رائٹ، پیٹنٹ، ڈیزائن، روایتی علم اور جغرافیائی اشارے - کو تین سال کی مدت کے لیے فیس سے مستثنیٰ قرار دیا جائے گا، جو فوری طور پر نافذ العمل ہوگا۔ یہ اعلان نئی دہلی میں عالمی دانشورانہ املاک کے دن کی تقریبات سے خطاب کرتے ہوئے کیا گیا، جس کا موضوع تھا "آئی پی اور اسپورٹس: تیار، سیٹ، انوویٹ!"۔ کھیلوں کے ماحولیاتی نظام میں اختراع کو فروغ دینے کے لیے ایک خصوصی مہم کے طور پر اعلان کردہ یہ چھوٹ آئی پی کے تمام زمروں پر لاگو ہوگی۔ وزیر موصوف نے یہ بھی ہدایت کی کہ فوری طور پر ایک نوٹیفکیشن جاری کیا جائے اور اس بات پر روشنی ڈالی کہ فیس میں چھوٹ کے علاوہ حکومت موجودہ اسکیموں کے تحت سہولت فراہم کرے گی تاکہ اختراع کاروں، طلباء، کاریگروں اور اسٹیک ہولڈرز کو آئی پی رائٹس فائل کرنے اور محفوظ بنانے میں (بقیہ ۶ پر)

اردو زبان کے خاتمے کی خبریں بے بنیاد، صرف عوامی اعتراضات

طلب کرنے کا نوٹیفکیشن جاری ہوا: ناصر اسلم وانی

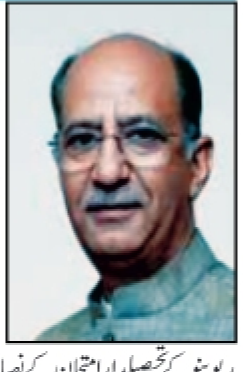

جموں/۲۸ اپریل (یو این آئی) جموں و کشمیر نیشنل کانفرنس کے سینئر رہنما اور وزیر اعلیٰ کے مشیر ناصر اسلم وانی نے منگل کے روز ان دعوؤں کو مسترد کر دیا کہ حکومت نے محکمہ ریونیو کے تحصیلدار امتحان کے نصاب میں اردو کو لازمی زبان کی حیثیت سے ہٹانے کا کوئی فیصلہ کیا ہے۔ انہوں نے کہا کہ محکمہ ریونیو کی جانب سے صرف ایک نوٹیفکیشن جاری کیا گیا ہے جس میں عوام سے اس معاملے پر اعتراضات اور تجاویز طلب کی گئی ہیں اور کسی بھی حتمی فیصلے سے پہلے رائے حاصل کرنا ایک جمہوری عمل کا حصہ ہے۔ وانی نے یہ بات اپنے سرکاری رہائش گاہ پر ایک پریس کانفرنس کے دوران صحافیوں سے گفتگو کرتے ہوئے کہی، جہاں ان کے ہمراہ نائب وزیر اعلیٰ سریندر چودھری بھی موجود تھے۔ ناصر اسلم وانی نے محکمہ ریونیو میں اردو زبان کی اہمیت پر زور دیتے ہوئے کہا کہ یہ زبان سرکاری کام کاج کا ایک لازمی حصہ ہے، خاص طور پر ان افسران کے لیے جو اردو (بقیہ ۶ پر)

9 مئی تک مجموعی طور پر موسم خشک

30 اپریل کو دوپہر کے آخر میں کچھ مقامات

پر گرج چمک کے ساتھ ہلکی بارش کا امکان

سری نگر/۲۸ اپریل (ایجنسیز) منگل کو صبح سے دھوپ چھاؤں کا کھیل جاری رہنے کے بیچ موسمیاتی مرکز سری نگر نے 9 مئی تک مجموعی طور پر موسم خشک رہنے کے بیچ کبھی ہلکی بارش، کبھی تیز ہواؤں اور کہیں ژالہ باری کا امکان ظاہر کیا۔ جے کے این ایس کے مطابق موسمیاتی مرکز سری نگر نے منگل کو موسم کی تازہ کاری میں کہا کہ 28 اور 29 اپریل کو مطلع عام طور پر ابر آلود رہنے کے بیچ دوپہر اور شام کے اوقات میں کئی مقامات پر گرج چمک کیساتھ ہلکی بارش، کئی جگہوں پر تیز ہوا اور ژالہ باری متوقع ہے۔ جبکہ 30 اپریل کو دوپہر کے آخر میں کچھ مقامات پر گرج چمک کے ساتھ ہلکی بارش کا امکان ہے۔ مئی کی پہلی اور دوسری تاریخ کو بھی موسم خشک رہنے کے بیچ دوپہر کے وقت ہلکی بارش متوقع ہے جبکہ 3 اور 5 مئی کو مطلع عام طور پر ابر آلود رہنے کے بیچ دوپہر اور شام کے وقت کئی مقامات پر گرج چمک کیساتھ ہلکی بارش ہو سکتی ہے۔ اور 6 سے 9 مئی کے دوران عام طور پر الگ تھلگ جگہوں پر دوپہر کے وقت ہلکی بارش کیساتھ خشک رہنے کو (بقیہ ۶ پر)

جموں و کشمیر حکومت نے میڈیکل کلیم اسکینڈل پر

ریلائنس جنرل انشورنس کو دو برس کے لیے بلیک لسٹ کر دیا

سرینگر/۲۸ اپریل (یو پی آئی) جموں و کشمیر حکومت نے سرکاری ملازمین اور پنشنرز کے لیے گروپ میڈیکل کلیم انشورنس پالیسی میں سنگین بے ضابطگیوں، معاہداتی خلاف ورزیوں اور ناقص عمل درآمد کے الزامات پر ریلائنس جنرل انشورنس کمپنی کو دو سال کے لیے بلیک لسٹ کر دیا ہے۔ اس اقدام کو انتظامی شفافیت اور مالی نظم و ضبط کو یقینی بنانے کی جانب ایک اہم قدم قرار دیا جا رہا ہے۔ سرکاری ذرائع کے مطابق، کمپنی کے خلاف کارروائی اس وقت سامنے آئی جب ایک تفصیلی جائزے میں انکشاف ہوا کہ میڈیکل کلیم اسکیم کے نفاذ میں کئی بڑی کمیاں، تاخیر، اور سہولیات کے حصول میں ملازمین کو غیر معمولی مشکلات کا سامنا کرنا پڑا۔ رپورٹ کے مطابق کمپنی نے نہ صرف معاہدے کی متعدد شقوں کی خلاف ورزی کی بلکہ متعدد کیسز میں مالی بے ضابطگیوں اور کلیم ادائیگی میں غیر ضروری رکاوٹوں کی شکایات بھی سامنے آئیں۔ افسران نے بتایا کہ بارہا سرکاری نوٹسوں اور وارننگز کے باوجود کمپنی نے اپنے کام میں کوئی خاطر خواہ بہتری نہیں لائی، جس کے بعد حکومت نے سخت کارروائی کرتے ہوئے ریلائنس جنرل انشورنس کو مستقبل کے کسی بھی سرکاری ٹینڈر، اسکیم (بقیہ ۶ پر)

پولیس نے کئی علاقوں میں انسداد منشیات کی کارروائیوں میں تیزی لائی

تلاشی کے دوران سونگھنے والے کتوں کا استعمال، متعدد مقامات پر چھاپے

سرینگر/۲۸ اپریل/ (آفاق نیوز) منشیات کی لعنت کو ختم کرنے کے لیے پرعزم کوشش کے تحت، ہندواڑہ اور اننت ناگ میں پولیس نے منشیات سے پاک جموں و کشمیر کے لیے جاری مہم کے تحت انسداد منشیات کی کارروائیوں کو نمایاں طور پر تیز کر دیا ہے۔ ہندواڑہ میں، پولیس نے پتہ لگانے کی صلاحیتوں کو بڑھانے کے لیے کلیدی مقامات پر خاص طور پر تربیت یافتہ اسنفر ڈاگ یونٹ تعینات کیے ہیں۔ ان کینائن اسکواڈز کو ناکہ چیکنگ، سرپرائز انسپکشنز اور علاقے پر تسلط کی مشقوں کے دوران فعال طور پر استعمال کیا جا رہا ہے۔ (بقیہ ۶ پر)

بمنہ میں آپسی جھگڑے کا خونین انجام

ایک شخص ہلاک، پولیس نے کیس درج کیا

سرینگر/۲۸ اپریل (یو پی آئی) سرینگر کے بمنہ علاقے میں قمیتی چوک پر دو گروپوں کے درمیان معمولی تکرار کے بعد شروع ہونے والی جھڑپ نے منگل کے روز ایک انسانی جان لے لی۔ واقعہ اس وقت پیش آیا جب دو گروپوں کے درمیان ہونے والی کہا سنی نے شدت اختیار کی اور بعد میں دونوں جانب کے رشتہ دار بھی اس میں شامل ہو گئے، جس کے نتیجے میں صورتحال مزید بگڑ گئی۔ ذرائع نے بتایا کہ ابتدائی طور پر پیش آنے والی بحث نے جلد ہی پرتشدد رخ اختیار کیا، جس دوران ایک شخص شدید طور پر زخمی ہوا۔ زخمی کو فوری طور پر جے وی سی اسپتال بمنہ منتقل کیا گیا، تاہم ڈاکٹرز نے اسے پہنچتے ہی مردہ قرار دے دیا۔ ہلاک شدہ شخص کی شناخت سید عادل ولد سید منظور ساکن قمیتی چوک بمنہ کے طور پر ہوئی ہے۔ پولیس نے اس سلسلے میں ایف آئی آر درج کر کے تحقیقات شروع کر دی ہیں، جبکہ علاقے میں کشیدگی کے پیش نظر پولیس کی اضافی نفری بھی تعینات کی گئی ہے۔ مقامی لوگوں نے انتظامیہ سے مطالبہ کیا ہے کہ واقعہ میں ملوث تمام افراد کے خلاف سخت کارروائی عمل میں لائی جائے تاکہ مستقبل میں ایسے ناخوشگوار واقعات سے بچا جا سکے۔

منشیات فروشوں کی جائیدادوں ضبط کرنے کا سلسلہ جاری

سرینگر میں ڈیڑھ کروڑ روپے کے اثاثے قرق

سرینگر/۲۸ اپریل/ (آفاق نیوز) نشہ مکت جموں و کشمیر ابھیان کے تحت منشیات کی اسمگلنگ کے خلاف اپنے تیز کریک ڈاؤن کو جاری رکھتے ہوئے سری نگر میں پولیس نے ایک بدنام زمانہ منشیات فروش کی تقریباً 1.5 کروڑ روپے کی غیر منقولہ جائیداد قرق کی۔ پولیس اسٹیشن رعناواری نے این ڈی پی ایس ایکٹ کی دفعہ 68-ایف کے تحت کارروائی کرتے ہوئے ملزم بلال احمد پٹو ولد علی محمد پٹو ساکن سلطان محلہ، سید اکدل، سری نگر کی 11 مرلہ زمین کے ساتھ ایک منزلہ رہائشی مکان منسلک کیا۔ ملزم این ڈی پی ایس ایکٹ کی دفعہ (بقیہ ۶ پر)

جاوید رانا نے پونچھ میں سیلابی امداد، ٹریفک مینجمنٹ

اور ای ایم آر ایس کے کام کاج کا جائزہ لیا

جموں/۸اپریل/(ڈی آئی پی آر)وزیر برائے جل شکتی، جنگلات وماحولیات اور قبائلی امور محکمہ جات جاوید احمد رانا نے آج ایک میٹنگ کی صدارت کی جس میں ضلع پونچھ میں سیلاب سے متعلق امدادی کوششوں، ٹریفک کے انتظام، مٹی کے تحفظ کے اقدامات اور اہم ترقیاتی امور کا جائزہ لیا گیا۔ میٹنگ میں ضلع ترقیاتی کمشنر پونچھ اشوک شرما اور متعلقہ محکموں کے سینئر ضلعی افسران نے بذریعہ ویڈیو کانفرنسنگ شرکت کی۔ میٹنگ کا مقصد سیلاب سے متاثرہ علاقوں میں امداد کی فراہمی کو تیز کرنا اور بنیادی ڈھانچے کو مضبوط بنانا تھا۔ وزیر موصوف نے کالابن، سرہوتی اور سنگیوٹے میں سیلاب (بقیہ ۶ پر)

''راجیہ سبھا انتخابات میں پی ڈی پی اور بی جے پی کی خفیہ تھیٹرنگ بے نقاب''؛ نیشنل کانفرنس کا الزام

پارٹی نے ووٹنگ کی نگرانی کے لیے چیف ایجنٹ مقرر نہیں کیا

سرینگر/۲۸اپریل(ایجنسیز) جموں وکشمیر کی حکمراں جماعت نیشنل کانفرنس (این سی) نے الزام عائد کیا ہے کہ گزشتہ برس چار نشستوں پر منعقد ہونے والے راجیہ سبھا انتخابات میں پیپلز ڈیموکریٹک پارٹی (پی ڈی پی) کی جانب سے چیف ایجنٹ مقرر نہ کرنا اس بات کا واضح ثبوت ہے کہ پی ڈی پی اور بھارتیہ جنتا پارٹی (بی جے پی) کے درمیان ایک بار پھر پس پردہ مفاہمت موجود تھی۔ این سی نے اپنے ایک بیان میں کہا کہ ایک آر ٹی آئی درخواست کے جواب میں یہ حقائق سامنے آئے ہیں کہ راجیہ سبھا انتخابات کے دوران پی ڈی پی واحد سیاسی جماعت تھی جس نے ووٹنگ کی نگرانی کے لیے چیف ایجنٹ مقرر نہیں کیا۔ پارٹی نے اپنے 'ایکس' ہینڈل پر لکھا: ''یہ بالکل حیران کن نہیں کہ بی جے پی نے مطلوبہ اعداد وشمار نہ ہونے کے باوجود یہ نشست جیت لی۔'' این سی کے مطابق، پی ڈی پی نے اس انتخابات میں باضابطہ طور پر این سی امیدواروں کی حمایت کا اعلان کیا تھا تاکہ بی جے پی کو اقتدار کی راہ سے روکا جاسکے، مگر عملی طور پر صورتحال اس کے برعکس رہی۔ آر ٹی آئی سے سامنے آنے والی تفصیلات میں کہا گیا ہے کہ پی ڈی پی نے چیف ایجنٹ نہ مقرر کرکے بی جے پی کے لیے راستہ ہموار کیا۔ این سی نے مزید کہا: ''اب یہ بات ہمارے بیانات یا سیاسی تجزیوں سے نہیں، بلکہ آر ٹی آئی کے ذریعے ثابت ہو چکی ہے کہ بی جے پی کو ووٹ کہاں سے ملے۔'' پارٹی نے پی ڈی پی پر سخت (بقیہ ۶ پر)

لفٹیننٹ گورنر نے ''لچک کی لہریں، ریڈیو شاردا ایک کہانی' کتاب کے اجراء میں شرکت کی

لفٹیننٹ گورنر نے ریچ ثقافت اور اقدار کے تحفظ کیلئے مسٹر رمیش ہانگلو اور ان کی ٹیم کی ستائش کی

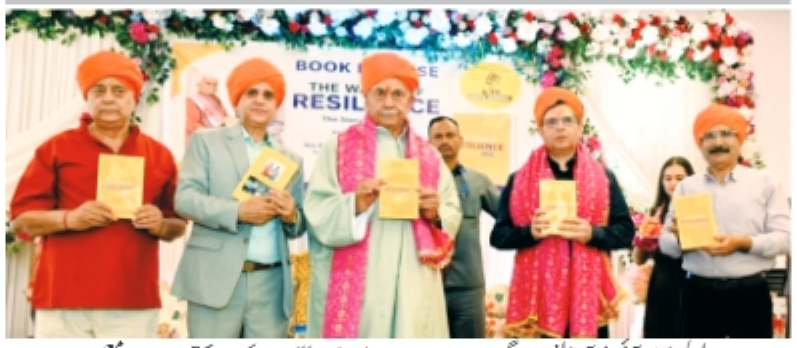

جموں ۲۸اپریل/(ڈی آئی پی آر)لفٹیننٹ گورنر مسٹر منوج سنہا نے آج ریڈیو شاردا کے بانی مسٹر رمیش ہانگلو کی طرف سے مدون کتاب ''دی ویوز آف ریزیلینس، اسٹوری آف ریڈیو شاردا'' کا اجراء کیا۔ یہ کتاب عام سامعین، ادیبوں اور کشمیری پنڈت کمیونٹی کی معروف شخصیات کے لکھے گئے مضامین کا مجموعہ ہے اور کمیونٹی کی سماجی واقتصادی (بقیہ ۶ پر)

سکینہ ایتو نے ایم ایل اے زینہ پورہ کی والدہ کی وفات پر تعزیت کا اظہار کیا

جموں/۲۸اپریل/(ڈی آئی پی آر)وزیر برائے صحت وطبی تعلیم، سماجی بہبود اور تعلیم محترمہ سکینہ ایتو نے زینہ پورہ کے ایم ایل اے شوکت حسین غنی کی والدہ کے انتقال پر گہرے رنج وغم کا اظہار کیا ہے۔ اپنے تعزیتی پیغام میں وزیر نے اس مشکل وقت میں شوکت حسین غنی اور سوگوار خاندان سے دلی ہمدردی کا اظہار کیا۔ انہوں نے ماں کے ضیاع کو ایک ناقابل تلافی خلاء قرار دیا اور مرحوم کی روح کیلئے ابدی سکون کیلئے دعا کی۔ وزیر نے دکھ کی اس گھڑی میں ایم ایل اے اور ان کے غمزدہ خاندان کے ساتھ یکجہتی کا اظہار کیا۔

ایڈیشنل چیف سیکرٹری سیاحت نے بڈگام کا دورہ کیا

نشہ مکت جموں وکشمیر رَن کو فلیگ آف کیا، شجرکاری مہم میں حصہ لیا

گورنمنٹ ڈگری کالج بڈگام میں منشیات کے خلاف بڑے پیمانے پر بیداری پروگرام کا اِنعقا

بڈگام/۲۸اپریل/(ڈی آئی پی آر) ضلع انتظامیہ بڈگام نے آج شیخ العالم ڈگری کالج بڈگام میں 100 روزہ جموں وکشمیر نشہ مکت ابھیان' کے تحت ایک جامع پروگرام کا انعقاد کیا جس کا مقصد منشیات کے استعمال کے خلاف عوامی بیداری اور اجتماعی اقدامات کو مضبوط بنانا تھا۔ اس پروگرام میں ایڈیشنل چیف سیکرٹری سیاحت ڈاکٹر آشیش چندر ورما جو بڈگام کے ضلعی سرپرست بھی ہیں، بطور مہمان خصوصی شرکت کی۔ تقریب کا آغاز رَن فار نشہ مکت جموں وکشمیر کے (بقیہ ۶ پر)

نفرت ختم کرنے اور عوام کے مسائل حل کرنے کا وقت آ گیا ہے: معراج ملک

سیاسی گنجائش سکڑ رہی ہے، نوجوان سیاست میں آئیں ورنہ تبدیلی ممکن نہیں

سرینگر/۲۸اپریل(ایجنسیز)جموں وکشمیر کے ایم ایل اے معراج ملک نے اپنی رہائی کے بعد واضح کیا ہے کہ ریاست میں سیاسی اسپیس تیزی سے سکڑ رہا ہے اور اگر نوجوان آگے نہیں آئیں گے تو تبدیلی ناممکن ہو جائے گی۔ انہوں نے کہا کہ ان کی جدوجہد سیاست نہیں بلکہ سوچ اور عوامی فلاح کے لیے ہے اور یہ سفر رُکے گا نہیں۔ معراج ملک منگل کے روز کٹھوعہ جیل سے رہائی پانے کے بعد جموں میں اپنے گھر پہنچے، جہاں ان کا پرتپاک استقبال کیا گیا۔ ان کی رہائی جموں وکشمیر ہائی کورٹ کی جانب سے پبلک سیفٹی ایکٹ کے تحت ان کی حراست کو کالعدم قرار دینے کے بعد عمل میں آئی۔ ملک نے صحافیوں سے بات کرتے (بقیہ ۶ پر)

سرینگر میں ایک خاتون سمیت دو غیر مقامی افراد کو گرفتار

ہیرائن ضبط، مزید تحقیقات جاری

سرینگر/28اپریل/کے پی ایس/سرینگر میں ایک خاتون سمیت دو غیر مقامی افراد کو گرفتار کرکے ان کے قبضے سے ہیروئن ضبط کیا۔ کشمیر پریس سروس کے موصولہ اطلاعات کے مطابق سرینگر کے کرالہ کھڈ علاقے میں پولیس نے منگل کو ایک چیکنگ آپریشن کے دوران دو غیر مقامی افراد کو گرفتار کیا اور ان کے قبضے سے ہیروئن برآمد کی۔ گرفتار افراد کی شناخت مینو زوجہ روشن علی عمر تقریباً 45 سال اور منان احمد شیخ ولد روشن علی عمر تقریباً 29 سال کے طور پر ہوئی ہے۔ دونوں اتر پردیش کے بجنور ضلع کے (بقیہ ۶ پر)

تین کمروں سے اُمید کی ایک روشن کرن تک

مسرت بانو کو کرناہ میں تعلیم کے فروغ پر اعزاز سے نوازا گیا

کرناہ/۲۸اپریل/پیرزادہ زبیر/دور افتادہ سرحدی علاقہ کرناہ، جو سخت سردیوں کے دوران کئی مہینوں تک ضلع ہیڈکوارٹر سے کٹا رہتا ہے، وہاں عزم اور وژن کی ایک حیرت انگیز داستان سامنے آئی ہے، یہ ایک ایسی کہانی جسے اب اعلیٰ سطح پر تسلیم کیا جا رہا ہے۔ چمکوٹ کرناہ کی رہائشی اور اقرا ماڈل پبلک اسکول کی چیئرپرسن مسرت بانو کو آج اُن کی شاندار خدمات کے اعتراف میں معزز یونین وزیر اور وزیر اعلیٰ کی جانب سے شعبہ تعلیم میں بطور خاتون صنعتکار ایک باوقار ایوارڈ سے نوازا گیا۔ ان کا سفر 2008 (بقیہ ۶ پر)

گورنمنٹ ڈگری کالج چاڈورہ میں محمد شفیع پنڈت یادگاری لیکچر کا انعقاد

مرحوم کی سماجی وثقافتی خدمات کو سراہا گیا

سرینگر/۲۸اپریل/(نامہ نگار)معاشرتی بہبود کے دو ممتاز اداروں، کشمیر کنسرن فاؤنڈیشن اور ہیلپ فاؤنڈیشن کشمیر نے آج مشترکہ طور پر گورنمنٹ ڈگری کالج چاڈورہ میں "محمد شفیع پنڈت یادگاری لیکچر" کا انعقاد کیا۔ لیکچر کا موضوع "دیہی نوجوانوں کے لیے سول سروسز کے امکانات" تھا۔ یہ تقریب مرحوم محمد شفیع پنڈت (آئی اے ایس) کو خراج عقیدت پیش کرنے کے لیے منعقد کی گئی، جو اپنی انسان دوست خدمات اور عوامی فلاح کے لیے معروف تھے۔ مرحوم کا انتقال 19 ستمبر 2024 کو 80 برس کی عمر میں ہوا۔ وہ جموں وکشمیر کے پہلے مسلم IAS آفیسر تھے جنہوں نے 1969 میں سول سروسز امتحان میں کامیابی حاصل کی۔ تقریب میں ریٹائرڈ آئی اے ایس افسر اور سابق کمشنر سیکریٹری کفایت (بقیہ ۶ پر)

رانا نے پونچھ میں جے پی ڈی سی ایل کے کام کاج کا جائزہ لیا

جموں/۲۸اپریل/(ڈی آئی پی آر)وزیر برائے جل شکتی، جنگلات وماحولیات اور قبائلی امور مسٹر جاوید احمد رانا نے پونچھ ضلع میں جموں پاور ڈسٹری بیوشن کارپوریشن لمیٹڈ کے کام کاج کا جائزہ لیا جس میں اصلاح شدہ ڈسٹری بیوشن سیکٹر اسکیم کے نفاذ کو تیز کرنے پر خصوصی توجہ دی گئی۔ میٹنگ میں جے پی ڈی سی ایل کے مینیجنگ ڈائریکٹر، چیف انجینئر اور دیگر سینئر افسران نے شرکت کی جنہوں نے وزیر کو کاموں کی موجودہ صورتحال سے آگاہ کیا اور ضلع میں آر ڈی ایس ایس کے تیزی سے نفاذ کیلئے روڈ میپ کا خاکہ پیش کیا۔ وزیر موصوف نے پیش رفت کا تفصیلی جائزہ لیا۔ آر ڈی ایس ایس کو ایک تبدیلی کا اقدام قرار دیتے ہوئے جس کا مقصد بجلی کی تقسیم کے شعبے کو جدید اور مضبوط بنانا ہے، انہوں نے بہتر کارکردگی، سخت جوابدہی اور فعال (بقیہ ۶ پر)

منشیات فروشوں اور ان کے بچوں کی ویری فکیشن نہیں ہوگی، ایس ایس پی اننت ناگ

سرینگر/۲۸اپریل(یو پی آئی)ضلع اننت ناگ میں منشیات کی اسمگلنگ اور منشیات کے نیٹ ورک سے وابستہ افراد کے خلاف کارروائی کو مزید سخت کرتے ہوئے ایس ایس پی اننت ناگ نے تصدیقی عمل (ویری فکیشن) سے متعلق اہم اور سخت ہدایات جاری کی ہیں۔ پولیس ذرائع کے مطابق حالیہ دنوں میں مختلف این ڈی پی ایس کیسز کی تحقیقات کے دوران یہ بات سامنے آئی ہے کہ ضلع میں سرگرم منشیات کے گروہ اور اسمگلر نہ صرف غیر قانونی سرگرمیوں میں ملوث ہیں بلکہ ان کے براہ راست تعلقات دہشت گرد تنظیموں اور بیرونی ہینڈلرز سے بھی جڑے ہوئے ہیں۔ اس وجہ سے یہ نیٹ ورک ریاستی اور قومی سلامتی کے لیے سنگین خطرہ تصور کیا جا رہا ہے۔ پولیس نے واضح کیا کہ یہ عناصر خطرناک منشیات اور ممنوعہ مواد کی ترسیل کے ذریعے معاشرے کو بگاڑنے، نوجوان نسل کو تباہی کی طرف دھکیلنے اور سماجی ہم آہنگی کو متاثر کرنے میں انتہائی اہم کردار ادا کر رہے ہیں۔ اسی پس منظر میں ایس ایس پی اننت ناگ نے تمام فیلڈ یونٹس کو ہدایت دی ہے کہ پاسپورٹ، سرکاری ملازمت، کنٹریکٹر کارڈز اور دیگر معاملات سے متعلق کسی بھی قسم کی کردار یا پس منظر کی جانچ کے دوران اگر درخواست دہندہ کا منشیات کے نیٹ ورک یا پھیلے ہوئے سنڈیکیٹس سے کوئی تعلق پایا جاتا ہے تو اس کا واضح طور پر سرخ سیاہی مزید یہ کہ ایسے افراد کو کسی بھی صورت میں سیکیورٹی کلیئرنس نہ دی جائے، اور ان کے کیسز کو فوری طور پر مسترد کیا جائے۔ پولیس کا کہنا ہے کہ اننت ناگ پولیس عوامی تحفظ اور قومی سلامتی کی پاسداری کے لیے پرعزم ہے اور منشیات اور دہشت گردی سے جڑے (بقیہ ۶ پر)

فوج اور ایلفا انٹرنیشنل کے اشتراک سے کپواڑہ میں مفت طبی کیمپ

اور منشیات مخالف آگاہی لیکچر کا انعقاد

کپوارہ/۲۸اپریل/پیرزادہ سعید پیرزادہ زبیر/عوام اور فوج کے مابین تعلقات کو مضبوط بنانے اور عوامی فلاح و بہبود کے فروغ کے تسلسل میں، چک کیگام آرمی کیمپ نے ایلفا انٹرنیشنل کے اشتراک سے جگر پورہ، کپواڑہ میں ایک مفت طبی کیمپ کا انعقاد کیا۔ اس طبی کیمپ میں مقامی لوگوں کی بڑی تعداد نے شرکت کی اور جامع طبی سہولیات سے مستفید ہوئے جن میں طبی مشاورت، موٹاپا، ذیابیطس، بلڈ پریشر، بریسٹ کینسر اور منہ کے کینسر کی مفت (بقیہ ۶ پر)

جموں وکشمیر میں میگھالیہ کے نابالغ لڑکے کو

'سی ایم کنیکٹ' ہیلپ لائن کی کال کے بعد بچا لیا گیا

شیلانگ/۲۸اپریل(یو این آئی): حکام نے منگل کے روز بتایا کہ میگھالیہ کی 'سی ایم کنیکٹ' ہیلپ لائن 1971 پر آنے والی ایک ہنگامی کال کے نتیجے میں ریاست کے ایک نابالغ لڑکے کو بچا لیا گیا، جو جموں و کشمیر میں غلاموں جیسی صورتحال میں پھنس گیا تھا۔ 24 اپریل کو 1971 ہیلپ لائن پر ایک کال کرنے والے نے اطلاع دی کہ میگھالیہ کا ایک نابالغ بچہ کشمیر میں پھنس گیا ہے اور اسے ایک ریسٹورنٹ میں بدسلوکی اور استحصالی حالات میں کام کرنے پر مجبور کیا جا رہا ہے۔ مبینہ طور پر نابالغ بچے سے حد سے زیادہ کام لیا جا رہا تھا، اسے اجرت دینے سے انکار کیا گیا اور اسے ہراساں کیا جا رہا تھا۔ حکام نے بتایا کہ بچہ شدید جذباتی دباؤ کا شکار تھا، یہاں تک کہ اس میں خود کو نقصان پہنچانے جیسے خیالات کے تشویشناک علامات پائے گئے۔ اس شکایت پر کارروائی کرتے ہوئے، 1971 سی ایم کنیکٹ سسٹم نے فوری طور پر انتظامی ذرائع سے معاملے کو آگے بڑھایا اور جموں و کشمیر کے حکام کے ساتھ ہم آہنگی شروع کی۔ حکام نے فوری کارروائی کو یقینی بنانے کے لیے رات بھر مسلسل رابطہ برقرار رکھا۔ چند ہی گھنٹوں میں، جموں وکشمیر (بقیہ ۶ پر)

نشامکت جے اینڈ کے ابھیان کے تحت بڈگام میں میڈیکل شاپس کا معائنہ

خلاف ورزی پر پانچ دکانیں سیل کر دی گئیں

اسرینگر/۲۸اپریل/(آفاق نیوز) نشامکت جموں وکشمیر ابھیان کے ایک حصے کے طور پر، بڈگام میں پولیس نے مختلف مقامات پر میڈیکل شاپس کی ایک جامع معائنہ مہم چلائی، جس میں ضلع بڈگام کے دور دراز علاقوں پر خصوصی توجہ دی گئی، تاکہ سرکاری ضابطوں کی سختی سے تعمیل کو یقینی بنایا جاسکے اور دوائیوں کے غلط استعمال کو روکا جا سکے۔ مہم کے دوران مختلف تھانوں، پولیس چوکیوں کے افسران اور ڈرگ کنٹرول ڈیپارٹمنٹ کے اہلکاروں پر مشتمل مشترکہ ٹیموں نے مکمل معائنہ کیا۔ ٹیموں نے سٹاک رجسٹر، خرید وفروخت کے ریکارڈ، درست لائسنس، اور میڈیکل شاپ کے مالکان کے زیر انتظام دیگر لازمی دستاویزات کی چھان (بقیہ ۶ پر)

جموں میں شدید گرمی کا قہر، جموں زو میں جانوروں

کے تحفظ کے لیے خصوصی انتظامات سخت کر دئیے گئے

سرینگر/۲۸اپریل(یو پی آئی) خطہ جموں اس وقت جھلسا دینے والی گرمی کی لپیٹ میں ہے، جہاں درجہ حرارت معمول سے کئی درجے زیادہ ریکارڈ کیا جا رہا ہے۔ اسی صورتحال کے پیش نظر جموں زو انتظامیہ نے جانوروں کو ہیٹ ویو سے محفوظ رکھنے کے لیے اضافی اقدامات شروع کر دیے ہیں۔ ای ٹی وی بھارت کے نمائندہ محمد اشرف گنائی نے زو پہنچ کر ان انتظامات کا تفصیلی جائزہ لیا۔ نگروٹا کے خانپور علاقے میں 162 ہیکٹر پر پھیلا جموں زو اس وقت شدید گرمی کے باعث خصوصی توجہ کا مرکز بنا ہوا ہے۔ شہر کا زیادہ سے زیادہ درجہ حرارت 39 سے 39.4 ڈگری سیلسیس تک پہنچ گیا ہے، جو عام اوسط سے تقریباً تین ڈگری زیادہ ہے، جبکہ کم سے کم درجہ حرارت 22 سے 23.3 ڈگری سیلسیس کے درمیان درج کیا گیا۔ زو انتظامیہ نے شیروں، ریچھوں اور دیگر حساس جانوروں کے باڑوں کے نزدیک واٹر کولرز نصب کیے ہیں، جب کہ پورے زو میں اسپرنکلرز کا نظام چلایا جا رہا ہے تاکہ جانوروں اور پرندوں کو ٹھنڈک ملتی رہے۔ شیڈز میں اضافی سایہ فراہم کرنے کے لیے کپاس کے خیمے بھی لگائے گئے ہیں۔ سبزی خور جانوروں کے لیے تربوز، کھیرے اور ریشے دار غذائیں شامل کی گئی ہیں تاکہ ان کے جسم میں پانی کی مقدار برقرار رہے۔ دوسری جانب گوشت خور جانوروں کے پینے کے پانی میں گلوکوز ملایا جا رہا ہے، تاکہ وہ سخت گرمی میں توانائی برقرار رکھ سکیں۔ وائلڈ (بقیہ ۶ پر)

پی ایس اے نے جموں وکشمیر کے تعلیمی شعبے میں اہم پالیسی مسائل اٹھائے

معیاری تعلیم کے عزم کا اعادہ، نجی تعلیمی شعبے میں فوری سرکاری تعاون اور جامع اصلاحات کا مطالبہ

سرینگر/۲۸اپریل/ایک بیان کے مطابق پرائیویٹ اسکولز ایسوسی ایشن (پی ایس اے) نے آج سرینگر میں ایک اہم پریس کانفرنس کا انعقاد کیا، جس میں جموں و کشمیر کے نجی تعلیمی شعبے کو درپیش متعدد اہم مسائل کو اجاگر کیا گیا اور ساتھ ہی معیاری تعلیم اور طلبہ کی فلاح و بہبود کے لیے اپنے غیر متزلزل عزم کا بھرپور اعادہ کیا گیا۔ پریس کانفرنس کے دوران، ایسوسی ایشن نے انتظامی اور پالیسی سطح پر درپیش مختلف چیلنجز پر روشنی ڈالی اور جموں و کشمیر حکومت سے، جس کی قیادت وزیر اعلیٰ عمر عبداللہ، لیفٹیننٹ گورنر منوج سنہا، وزیر صحت و تعلیم محترمہ سکینہ ایتو، چیف سیکریٹری اٹل ڈلو، سیکریٹری تعلیم رام نواس شرما، ایف ایف آر سی چیئرمین، چیئرمین جے کے (بقیہ ۶ پر)

نشہ مکت مہم جاری، وادی میں مزید 4 منشیات فروش گرفتار

بھاری مقدار میں ممنوعہ مادہ برآمد

سرینگر/۲۸اپریل(آفاق نیوز)وادی بھر میں منشیات کے خلاف جاری مہم ''نشہ مکت جموں کشمیر ابھیان'' کے تحت پولیس نے کپواڑہ، اونتی پورہ، ہندوارہ اور اننت ناگ میں چار منشیات فروشوں کو گرفتار کرکے ان کے قبضے سے قابل اعتراض و ممنوعہ مواد برآمد کیا ہے۔ پولیس کے مطابق یہ کارروائیاں مختلف علاقوں میں چیکنگ اور گشت کے دوران انجام دی گئیں۔ کپواڑہ میں گرفتاری: پولیس اسٹیشن کرالپورہ کی ایک ٹیم معمول کے گشت کے دوران شالورہ کراسنگ پر ایک مشتبہ شخص کو روک کر تلاشی لی۔ اس کی شناخت اعجاز احمد بٹ ولد غلام محی الدین بٹ ساکن شمنگ کے طور پر ہوئی۔ تلاشی کے دوران اس کے قبضے سے چرس برآمد کی گئی، جس کے بعد (بقیہ ۶ پر)

ضلع انتظامیہ سرینگر اور کلچرل اکیڈیمی کے اشتراک سے منشیات مخالف آگاہی پروگرام

کرٹن کال تھیٹر کا ڈراما ''آلو'' منشیات مخالف آگاہی کا موثر ذریعہ رہا

سری نگر/۲۸اپریل/جمیل انصاری/نشہ مکت بھارت مہم کے تحت ضلع انتظامیہ سرینگر اور جموں اینڈ کشمیر اکیڈیمی آف آرٹ کلچر اینڈ لینگویجز کے اہتمام سے ایس پی ہائر سیکنڈری اسکول سرینگر میں بامقصد منشیات مخالف آگاہی پروگرام کا انعقاد کیا گیا۔ پروگرام کا مقصد طلبہ اور نوجوانوں میں منشیات کے مضر اثرات کے بارے میں شعور بیدار کرنا اور ایک صحت مند، منشیات سے پاک معاشرے کے قیام کو فروغ دینا تھا۔ اس موقع پر بڑی تعداد میں طلبہ، اور اساتذہ نے شرکت کی اور آگاہی سرگرمیوں میں بھرپور دلچسپی کا مظاہرہ کیا۔ تقریب پر کلچرل اکیڈیمی کے اسسٹنٹ ایڈیٹر ڈاکٹر سید افتخار احمد نے استقبال کیا اور پروگرام کے حوالے سے اپنے خیالات کا اظہار کیا۔ تقریب پر کرٹن کال تھیٹر سرینگر (بقیہ ۶ پر)

وادی بھر میں پولیس کی منشیات کیخلاف آگاہی پروگراموں کا انعقاد

اسکولوں کے طلباء، مذہبی سکالروں اور دیگر لوگوں کی بڑے پیمانے پر شرکت

سرینگر/۲۸اپریل(آفاق نیوز)نشہ مکت جموں کشمیر ابھیان کے تحت جموں وکشمیر پولیس نے وادی کے مختلف اضلاع اونتی پورہ، بڈگام، بارہمولہ اور گاندربل میں منشیات کے خلاف بڑے پیمانے پر آگاہی مہمات، تعلیمی سیشنز، کمیونٹی میٹنگز اور نوجوانوں کی شمولیت پر مبنی سرگرمیوں کا سلسلہ جاری رکھتے ہوئے معاشرے کو منشیات کے بڑھتے ہوئے خطرے سے بچانے کی کوششوں کو مزید تیز کر دیا ہے۔ اونتی پورہ میں پولیس اسٹیشن پامپور کی جانب سے گورنمنٹ گرلز ہائر سیکنڈری اسکول پامپور میں آگاہی پروگرام منعقد کیا گیا، جس میں طالبات کو منشیات کے جسمانی، ذہنی، سماجی اور قانونی نقصانات سے آگاہ کیا گیا۔ پولیس افسران نے کھل کر گفتگو کی، سوال وجواب کا سیشن رکھا اور (بقیہ ۶ پر)

خاندانی سیاست والی پارٹیاں ملک کی بہنوں اور بیٹیوں

کو اسمبلی اور پارلیمنٹ میں نہیں آنے دینا چاہتیں: وزیر اعظم مودی

وارانسی، 28 اپریل (یو این آئی) وزیر اعظم نریندر مودی نے کانگریس سمیت دیگر اپوزیشن جماعتوں کو کھل کر نشانہ بناتے ہوئے کہا کہ سیاسی مفادات کی خاطر کچھ خاندانی سیاست والی پارٹیاں ملک کی بہنوں اور بیٹیوں کو اسمبلی اور پارلیمنٹ تک پہنچنے نہیں دینا چاہتیں۔ پی ایم مودی نے منگل کو یہاں خواتین کے ایک اجلاس سے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ بی جے پی-این ڈی اے حکومت کا مطلب ہی ناری شکتی کا فروغ، خواتین کو بااختیار بنانا اور ان کی زندگی کو آسان بنانا ہے۔ آج ہر شعبے اور ہر میدان میں ہندوستان کی بیٹیاں شاندار کارکردگی دکھا رہی ہیں، اس لیے فطری طور پر پالیسی سازی اور ملک کے مستقبل سے جڑے اہم فیصلوں میں بھی خواتین کا کردار مزید بڑھنا چاہیے کیونکہ آج ملک کو اس کی سخت ضرورت ہے۔ وزیر اعظم نے کہا کہ نئی پارلیمنٹ کی عمارت کی تعمیر کے پیچھے بھی خواتین کی زیادہ شمولیت کا تصور ایک بڑا سبب تھا۔ خواتین کو ریزرویشن دینے کا معاملہ گزشتہ 40 برسوں سے زیر التوا تھا۔ سال 2023 میں بی جے پی-این ڈی اے حکومت نے پارلیمنٹ میں ناری شکتی وندن ایکٹ پاس کر کے اس سمت میں ایک تاریخی قدم اٹھایا۔ پی ایم مودی نے کہا، قانون بننے کے بعد اس کا نفاذ بھی ضروری ہے۔ اسی

لیے حال ہی میں پارلیمنٹ میں اس پر بحث کی گئی اور آئینی ترمیم کے لیے قانون پیش کیا گیا، جس کے بعد خواتین بڑی تعداد میں اسمبلیوں اور پارلیمنٹ تک پہنچ سکیں گی لیکن کانگریس، سماج وادی پارٹی، ٹی ایم سی اور ڈی ایم کے جیسی خاندانی سیاست والی جماعتوں نے ایک بار پھر ملک کی خواتین کے ساتھ دھوکہ کیا۔ ان جماعتوں نے گزشتہ چالیس برسوں سے خواتین کے ریزرویشن پر رکاوٹ ڈالی ہوئی تھی۔ سماج وادی پارٹی نے تو اسے کھل کر مسترد کر دیا ہے۔ وزیر اعظم نے الزام لگایا کہ یہ تمام خاندانی سیاست والی پارٹیاں ناری شکتی سے خوفزدہ ہیں۔ یہ پارٹیاں ملک کی بہنوں اور بیٹیوں کو اسمبلی اور پارلیمنٹ میں آنے نہیں دینا چاہتی کیونکہ انہیں معلوم ہے کہ اگر بیٹیاں زمینی سطح پر سرگرم ہو گئیں تو ان کی خاندانی سیاست اور اقتدار پر اجارہ داری ختم ہو جائے گی۔ پی ایم مودی نے اطمینان ظاہر کرتے ہوئے کہا کہ ملک کی بہنوں اور بیٹیوں نے ان جماعتوں کی مکارانہ نیت کو بخوبی پہچان لیا ہے۔ انہوں نے کہا کہ حال ہی میں آسام، کیرالہ، پڈوچیری، مغربی بنگال اور تمل ناڈو میں خواتین نے ریکارڈ ووٹنگ کی، جو خواتین مخالف جماعتوں کو سزا دینے کے لیے تھی۔ وزیر اعظم نے مزید کہا کہ گزشتہ 11 برسوں میں ملک کی تقریباً 10 کروڑ خواتین کو سیلف ہیلپ گروپس سے جوڑا گیا ہے۔ کاشی میں بھی ایک لاکھ پچیس ہزار سے زائد خواتین ان گروپس سے وابستہ ہیں۔ ان کوششوں کے نتیجے میں اب تک تین کروڑ خواتین لکھپتی دیدی بن چکی ہیں، جن میں کاشی کی ہزاروں خواتین بھی شامل ہیں۔

عالمی تعاون کو مضبوط کرنے اور اقوام متحدہ کے چارٹر کے تئیں نئی عہد بستگی کی ضرورت: بیئر بوک

کوئی بھی ملک اکیلے آپس میں جڑے ہوئے عالمی چیلنجوں کا حل نہیں نکال سکتا

نئی دہلی، 28 اپریل (یو این آئی) اقوام متحدہ کی جنرل اسمبلی کے 80 ویں سیشن کی صدر اینالینا بیئر بوک نے بڑھتی ہوئی جغرافیائی سیاسی کشیدگی اور بین الاقوامی نظام پر بڑھتے ہوئے دباؤ کے درمیان عالمی تعاون کو مضبوط کرنے اور اقوام متحدہ کے چارٹر کے تئیں نئے سرے سے عہد بستگی کی اپیل کی ہے۔ محترمہ بیئر بوک نے وزیر خارجہ ڈاکٹر ایس جے شنکر کے ساتھ منگل کو یہاں بات چیت کے بعد ایک پریس بریفنگ میں کہا کہ کثیر جہتی اور بین الاقوامی قانون کو سنگین چیلنجوں کا سامنا ہے۔ انہوں نے کہا کہ آج اقوام متحدہ، کثیر جہتی اور بین الاقوامی قانون صرف دباؤ میں نہیں ہیں، بلکہ براہ راست حملے کی زد میں ہیں۔ انہوں نے امن و سلامتی، ترقی اور انسانی حقوق کے ستونوں میں بڑھتے ہوئے بکھراؤ اور تناؤ کی طرف بھی اشارہ کیا۔ محترمہ بیئر بوک نے اس بات پر زور دیا کہ کوئی بھی ملک اکیلے آپس میں جڑے ہوئے عالمی چیلنجوں کا حل نہیں نکال سکتا۔ انہوں نے موسمیاتی تبدیلی، کووڈ-19 جیسے عالمی صحت کے بحران، اور یوکرین جنگ سمیت تنازعات اور عالمی تجارتی راستوں میں رکاوٹ کے معاشی اثرات پر بھی اپنے خیالات کا اظہار کیا۔ انہوں نے کہا کہ بین الاقوامی قانون کی پاسداری

کرنا اور پائیدار ترقی کے اہداف کو پورا کرنا سب کے مفاد میں ہے۔ اس سے قبل انہوں نے ڈاکٹر جے شنکر کے ساتھ دو طرفہ بات چیت کی، جس میں مشترکہ عالمی ترجیحات پر تعاون کو مضبوط کرنے پر توجہ مرکوز کی گئی۔ ہندوستان کے کردار کا ذکر کرتے ہوئے انہوں نے اسے کثیر جہتی حل کو آگے بڑھانے میں ایک اہم شراکت دار قرار دیا۔ صدر نے اقوام متحدہ کو مزید موثر اور جوابدہ بنانے کی ضرورت پر بھی زور دیا اور کہا کہ اقوام متحدہ میں اصلاحاتی کوششوں کا مقصد ملکی سطح پر بہتر نفاذ اور لوگوں کی زندگیوں پر زیادہ اثرات کو یقینی بنانا ہے۔ محترمہ بیئر بوک حکومت کی دعوت پر ایشیا کے وسیع دورے کے حصے کے طور پر ہندوستان آئی ہیں۔ اپنے قیام کے دوران انہوں نے اعلیٰ سرکاری حکام، الیکٹرانکس اور انفارمیشن ٹیکنالوجی کی وزارت کے نمائندوں، ہندوستان میں اقوام متحدہ کی ٹیم اور بھوٹان میں اقوام متحدہ کی ٹیم کے نمائندوں سے ملاقات کی۔ وہ مزید اعلیٰ سطحی ملاقاتوں کے لیے بدھ سے جمعرات تک چین کا دورہ کریں گی۔ اس سے قبل ڈاکٹر جے شنکر نے ملاقات کے بعد سوشل میڈیا پر ایک پوسٹ میں کہا کہ آج دوپہر اقوام متحدہ کی جنرل اسمبلی کی صدر اینالینا بیئر بوک کی میزبانی کرنا خوشگوار رہا۔ ہم نے اقوام متحدہ 80، پائیدار ترقی کے اہداف، مصنوعی ذہانت کے اثرات اور مغربی ایشیا کے تنازع پر تبادلہ خیال کیا۔ ہم نے اس بات پر زور دیا کہ کثیر جہتی نظام میں اصلاحات کی ضرورت ہے، تاکہ وہ آج کی حقیقتوں، خاص طور پر گلوبل ساؤتھ کی صورتحال کی بہتر عکاسی کر سکے۔

ای ڈی نے آر کام کی تقریباً تین ہزار کروڑ کی املاک قرق کیں

نئی دہلی، 28 اپریل (یو این آئی) انفورسمنٹ ڈائریکٹوریٹ (ای ڈی) نے ریلائنس کمیونیکیشنز لمیٹڈ (آر کام) بینک دھوکہ دہی کیس میں 3,034.90 کروڑ روپے کے اثاثے قرق کر لیے ہیں۔ اس کے ساتھ ہی ریلائنس انل امبانی گروپ (آر اے اے جی) سے وابستہ معاملات میں مجموعی قرقی 19,344 کروڑ روپے سے تجاوز کر گئی ہے۔ ای ڈی نے منگل کو بتایا کہ اثاثوں کو ضائع ہونے سے بچانے اور بینکوں اور عوام کے مفادات کے تحفظ کے لیے منی لانڈرنگ پریوینشن ایکٹ (پی ایم ایل اے) 2002 کی دفعہ 5 کے تحت یہ عبوری قرقی کی گئی ہے۔ سپریم کورٹ کی ہدایات پر تشکیل دی گئی خصوصی تحقیقاتی ٹیم (ایس آئی ٹی) بینک اور عوامی فنڈز کی مبینہ خرد برد اور منی لانڈرنگ کے الزامات سے متعلق مقدمات کی تحقیقات کر رہی ہے۔ یہ تحقیقات اسٹیٹ بینک آف انڈیا، پنجاب نیشنل بینک، بینک آف بڑودہ اور لائف انشورنس کارپوریشن آف انڈیا (ایل آئی سی) کی جانب سے آر کام، انل ڈی امبانی اور دیگر کے خلاف درج کرائی گئی سی بی آئی کی متعدد ایف آئی آرز کی بنیاد پر شروع کی گئی تھیں۔ ای ڈی کے مطابق، آر کام اور اس کی گروپ کمپنیوں نے ملکی اور غیر ملکی قرض دہندگان سے قرض لیا تھا، جس کی کل واجب الادا رقم 40,185 کروڑ روپے ہے۔ تحقیقات میں پروموٹرز سے وابستہ اثاثوں کا پتہ چلا ہے، جن میں ممبئی کی اوشا کرن بلڈنگ میں ایک فلیٹ، پونے کے کھنڈالہ میں ایک فارم ہاؤس اور احمد آباد کے سانند میں زمین کا ایک حصہ شامل ہے۔ اس کے علاوہ رائز-ای ٹرسٹ کے تحت ایک گروپ یونٹ میسرز رائز انفینٹی پرائیویٹ لمیٹڈ کے پاس موجود ریلائنس انفراسٹرکچر لمیٹڈ کے 7.71 کروڑ شیئرز بھی قرق کر لیے گئے ہیں۔ مبینہ طور پر رائز-ای ٹرسٹ انل امبانی کے خاندان کا ایک نجی فیملی ٹرسٹ ہے، جسے اثاثوں کے تحفظ اور وسائل جمع کرنے کے لیے بنایا گیا تھا تاکہ قرض دہندہ بینکوں کو دی گئی ذاتی ضمانت سے پیدا ہونے والی واجبات سے اثاثوں کو بچایا جا سکے۔

راجناتھ سنگھ نے بشکیک میں چین، روس، بیلاروس اور

کرغزستان کے وزرائے دفاع کے ساتھ دو طرفہ ملاقاتیں کیں

نئی دہلی، 28 اپریل (یو این آئی) وزیر دفاع راجناتھ سنگھ نے منگل کے روز کرغزستان کے شہر بشکیک میں شنگھائی تعاون تنظیم (ایس سی او) کے اجلاس کے موقع پر چین، روس، کرغزستان اور بیلاروس کے وزرائے دفاع کے ساتھ دو طرفہ ملاقاتیں کیں اور باہمی مفادات سمیت بین الاقوامی اہمیت کے حامل موضوعات پر تبادلہ خیال کیا۔ مسٹر سنگھ ایس سی او ممالک کے وزرائے دفاع کے اجلاس میں شرکت کے لیے کرغزستان کے دورے پر ہیں۔ دو طرفہ ملاقاتوں کے بعد انہوں نے سوشل میڈیا پر سلسلہ وار پوسٹس کے ذریعے اس کی معلومات فراہم کیں۔ انہوں نے کہا کہ بشکیک میں ایس سی او وزرائے دفاع کے اجلاس کے دوران کرغزستان کے وزیر دفاع میجر جنرل مکاسیتوف رسلان مصطفیٰ وچ کے ساتھ انتہائی نتیجہ خیز ملاقات ہوئی۔ ہندوستان اور کرغز جمہوریہ اسٹریٹجک شراکت دار ہیں، جو جمہوریت، ترقی، ثقافت اور شاندار ورثے جیسی مشترکہ اقدار پر یقین رکھتے ہیں۔ وزیر دفاع نے کہا کہ ہندوستان کرغز جمہوریہ کے ساتھ شراکت داری کے فروغ کو اعلیٰ ترجیح دیتا ہے۔ دونوں ممالک کے درمیان دو طرفہ تعاون مختلف شعبوں میں پھیلا ہوا ہے اور دفاعی تعاون ہمارے تعلقات کا ایک اہم ستون ہے۔ بیلاروس کے وزیر دفاع کے ساتھ ملاقات کے بعد انہوں نے کہا کہ بیلاروس کے وزیر دفاع لیفٹیننٹ جنرل وکٹر خرینن سے مل کر انتہائی خوشی ہوئی۔ ہماری بات چیت دونوں ممالک کے درمیان دفاعی تعاون کو مستحکم کرنے پر مرکوز رہی۔ مسٹر سنگھ نے بتایا کہ انہوں نے روس کے وزیر دفاع آندرے بیلوسوف اور چین کے وزیر دفاع ایڈمرل ڈونگ جون کے ساتھ بھی بات چیت کی۔ ہندوستان کی جانب سے ان سفارتی ملاقاتوں کو خطے میں استحکام اور فوجی تعاون کے حوالے سے نہایت اہم قرار دیا جا رہا ہے۔

بدنام منشیات اسمگلر سلیم ڈولا کو ترکی سے واپس لانا این سی بی کی بڑی کامیابی: شاہ

تمام مفرور منشیات مجرموں اور منظم جرائم کے سنڈیکیٹ کے ارکان کو قانون کے کٹہرے میں لایا جائے گا

نئی دہلی، 28 اپریل (ایجنسیز) مرکزی وزیر داخلہ امت شاہ نے کہا ہے کہ نارکو سنڈیکیٹ کے خلاف حکومت کی 'زیرو ٹالرنس' پالیسی کے مطابق نارکوٹکس کنٹرول بیورو (این سی بی) نے ترکی سے بدنام منشیات اسمگلر محمد سلیم ڈولا کو واپس لانے میں بڑی کامیابی حاصل کی ہے۔ مسٹر شاہ نے منگل کو سوشل میڈیا پلیٹ فارم ایکس پر ایک پوسٹ میں کہا کہ مودی حکومت کی نارکو سنڈیکیٹ کے خلاف زیرو ٹالرنس پالیسی کے تحت این سی بی نے آج ترکی سے بدنام منشیات اسمگلر محمد سلیم ڈولا کو واپس لانے میں بڑی کامیابی حاصل کی ہے۔" انہوں نے کہا کہ ڈرگ کارٹیل کو مکمل طور پر ختم کرنے کے حکومتی مشن کے تحت ہماری انسداد منشیات ایجنسیوں نے عالمی ایجنسیوں کے مضبوط نیٹ ورک کے ذریعے سرحدوں کے پار بھی اپنی گرفت مضبوط کر لی

ہے۔ انہوں نے مزید کہا کہ ڈرگ سرغنہ کہیں بھی چھپ جائیں، اب ان کے لیے کوئی جگہ محفوظ نہیں ہے۔ سلیم ڈولا کی واپسی حکومت کے اس مضبوط عزم کو ظاہر کرتی ہے کہ تمام مفرور منشیات مجرموں اور منظم جرائم کے سنڈیکیٹ کے ارکان کو قانون کے کٹہرے میں لایا جائے گا۔ این سی بی نے بین الاقوامی اور ہندوستانی خفیہ ایجنسیوں کے ساتھ مل کر آپریشن 'گلوبل ہنٹ' کے تحت مطلوب منشیات اسمگلر محمد سلیم ڈولا کو ترکی سے واپس لانے میں کامیابی حاصل کی۔ آج صبح نئی دہلی کے اندرا گاندھی بین الاقوامی ہوائی اڈے پر پہنچتے ہی این سی بی نے اسے حراست میں لے لیا۔ سلیم ڈولا (59 سال، ممبئی کا رہائشی) کے خلاف مارچ 2024 میں ہندوستان کی درخواست پر انٹرپول ریڈ نوٹس جاری کیا گیا تھا۔

مدر ڈیری نے 30 سے زائد نئی مصنوعات پیش کرنے کا اعلان کیا

کاؤ ملک اور اسٹینڈرڈائزڈ ملک کو جموں و کشمیر جیسے بازاروں میں پیش کیا جائے گا

نئی دہلی، 28 اپریل (یو این آئی) مدر ڈیری نے اس گرمی کے سیزن میں 30 سے زیادہ نئی مصنوعات بازار میں متعارف کرانے کا منگل کے روز اعلان کیا اور کہا کہ اس سے اہم زمروں میں اس کے کاروبار میں تقریباً 30 فیصد تک اضافہ ہونے کی امید ہے۔ کمپنی نے ایک پریس ریلیز میں بتایا کہ ان ویلیو ایڈیڈ مصنوعات کو پورے سیزن کے دوران مرحلہ وار طریقے سے بازار میں لایا جائے گا۔ ان مصنوعات کو لذت، صحت، سہولت اور علاقائی پسند جیسے اہم پہلوؤں کو مدنظر رکھتے ہوئے تیار کیا گیا ہے، جو ہر عمر کے صارفین اور بدلتی طرز زندگی کے مطابق متنوع اور دلکش متبادل فراہم کریں گے۔ آئس کریم سیگمنٹ میں کمپنی تقریباً 20 نئی مصنوعات پیش کر رہی ہے۔ ان میں پہلی بار ٹو ان ون مٹکا اور ٹب فارمیٹ، پریمیم کرافٹڈ رینج اور نوجوانوں میں مقبول فلیورز جیسے کریم چیز پستہ کون اور پستہ قلفی کسّاٹا شامل ہیں۔ اس کے علاوہ گو-لوسپ برانڈ کے تحت کم کیلوریز والی آئس کریم کی نئی رینج بھی پیش کی جا رہی ہے، جو تین ذائقوں - چوکو آلمنڈ، شاہی میوہ اور کیسر پستہ ملائی قلفی میں دستیاب ہوگی۔ کمپنی اپنے فریش ڈیری پورٹ فولیو میں جامن یوگرٹ اور بھونا زیرا رائتہ جیسی مصنوعات بھی شامل کر رہی ہے۔ نئی کیٹیگری شری کھنڈ کو مغربی بازاروں کے لیے تین مزید ذائقوں میں پیش کیا جائے گا جبکہ شمالی علاقوں کے لیے میٹھی دہی متعارف کرائی جائے گی۔ کمپنی اپنے یو ایچ ٹی دودھ کے پورٹ فولیو کو بھی وسعت دے گی جس کے تحت کاؤ ملک اور اسٹینڈرڈائزڈ ملک کو جموں و کشمیر جیسے بازاروں میں پیش کیا جائے گا تاکہ طویل مدت تک محفوظ رہنے والے اور آسان استعمال والے دودھ کی بڑھتی ہوئی مانگ کو پورا کیا جا سکے۔

منیش سسودیا نے بھی جسٹس سوارن کانتا

کی عدالت میں پیش ہونے سے انکار کر دیا

نئی دہلی، 28 اپریل (ایجنسیز) اروند کیجریوال کے بعد اب دہلی کے سابق نائب وزیر اعلیٰ منیش سسودیا نے بھی جسٹس سوارن کانتا شرما کو خط لکھ کر مطلع کیا ہے کہ دہلی ایکسائز پالیسی کیس میں نہ تو وہ اور نہ ہی ان کے وکیل ان کی عدالت میں پیش ہوں گے۔ اپنے خط اور سوشل میڈیا 'ایکس' پر ایک پوسٹ میں مسٹر سسودیا نے کہا کہ 'پورے احترام کے ساتھ'، ان کا ضمیر انہیں موجودہ حالات میں جج کے سامنے کارروائی میں حصہ لینا جاری رکھنے کی اجازت نہیں دیتا ہے۔ انہوں نے لکھا کہ یہ کسی فرد کا سوال نہیں ہے، بلکہ اس اعتماد کا سوال ہے جس پر نظام انصاف قائم ہے کہ ہر شہری کو نہ صرف انصاف ملنا چاہیے بلکہ انصاف ہوتے ہوئے نظر بھی آنا چاہیے۔ سابق ڈپٹی وزیر اعلیٰ نے واضح کیا کہ عدلیہ اور آئین پر ان کا اعتماد "غیر متزلزل" ہے لیکن جب دل میں سنگین شکوک پیدا ہوں تو محض رسمی شرکت مناسب نہیں ہے۔ انہوں نے کہا، "اس لیے، میرے پاس ستیہ گرہ کے علاوہ کوئی چارہ نہیں بچا ہے۔ یہ اقدام مسٹر کیجریوال کے ذریعہ اسی طرح کا موقف اختیار کرنے کے کچھ ہی وقت کے بعد آیا ہے، جنہوں نے اپنے ریکیوزل درخواست (جج کو معاملے سے ہٹنے کی عرضی) خارج ہونے کے بعد عدالت میں پیش ہونے سے انکار کر دیا تھا۔ یہ پیش رفت ایک غیر معمولی اور تلخ ٹکراؤ کی نشاندہی کرتی ہے، جس میں عام آدمی پارٹی (اے اے پی) دونوں سینئر لیڈروں نے عدالتی کارروائی کا بائیکاٹ کرنے کا فیصلہ کیا ہے اور اشارہ دیا ہے کہ وہ سپریم کورٹ کے سامنے قانونی راستہ اختیار کریں گے۔

خواتین کے ریزرویشن پر

حکومت آل پارٹی میٹنگ بلائے: کانگریس

نئی دہلی، 28 اپریل (یو این آئی) کانگریس نے کہا ہے کہ جن ریاستوں میں اسمبلی انتخابات مجوزہ تھے، وہاں اب انتخابات تقریباً مکمل ہو چکے ہیں، اس لیے حکومت کو خواتین کے ریزرویشن کے نفاذ کے مسئلے پر فوری طور پر آل پارٹی میٹنگ بلانی چاہیے۔ کانگریس کے شعبہ مواصلات کے انچارج جے رام رمیش نے منگل کو سوشل میڈیا پلیٹ فارم ایکس پر ایک پوسٹ میں کہا کہ اب مختلف ریاستی اسمبلیوں کے انتخابات کی مہم ختم ہو چکی ہے اور لوک سبھا کی حد بندی (ڈی لیمیٹیشن) کو نافذ کرنے کی حکومت کی کوشش اپوزیشن کے اتحاد کی وجہ سے ناکام ہو گئی ہے، لہٰذا اب وزیر اعظم نریندر مودی کو خواتین کے ریزرویشن کے معاملے پر پہل کرنی چاہیے۔ انہوں نے کہا کہ ناری شکتی وندن ایکٹ 2023 کو سال 2029 سے لوک سبھا کی موجودہ نشستوں کے

ساتھ کس طرح نافذ کیا جا سکتا ہے، اس پر غور و خوض کے لیے آل پارٹی میٹنگ بلائی جانی چاہیے۔ یہ قدم ممکن، مطلوب اور ضروری ہے۔ کانگریس رہنما نے الزام لگایا کہ پارلیمنٹ کے خصوصی اجلاس کے دوران خواتین کا ریزرویشن اصل مسئلہ نہیں تھا بلکہ اس وقت کا ایجنڈا حد بندی سے متعلق تھا۔ انہوں نے کہا کہ اب وقت آ گیا ہے کہ خواتین کو انصاف دلانے کے لیے ٹھوس اقدامات کیے جائیں۔

مارچ میں صنعتی پیداوار میں 4.1 فیصد اضافہ

نئی دہلی، 28 اپریل (یو این آئی) عالمی چیلنجز کے درمیان گھریلو کان کنی شعبے کی بہتر کارکردگی کی بدولت مارچ میں ملک کی صنعتی پیداوار کا اشاریہ 4.1 فیصد بڑھا، جو گزشتہ پانچ ماہ میں سب سے کم رفتار ہے۔ یہ اکتوبر 2025 کے بعد کی سب سے سست رفتار ترقی ہے۔ اس سال فروری میں صنعتی پیداواری اشاریہ میں 5.1 فیصد اضافہ درج کیا گیا تھا۔ مرکزی شماریاتی دفتر کی جانب سے منگل کو جاری اعداد و شمار کے مطابق مارچ میں مینوفیکچرنگ شعبے کی شرح نمو فروری کے 5.9 فیصد سے گھٹ کر 4.3 فیصد رہ گئی، جبکہ بجلی کے شعبے کی ترقی 2.3 فیصد سے کم ہو کر 0.8 فیصد رہ گئی۔ تاہم کان کنی شعبے کی شرح نمو فروری کے 3.1 فیصد کے مقابلے میں مارچ میں بڑھ کر 5.5 فیصد ہو گئی۔ پورے مالی سال 2025-26 کے دوران بھی صنعتی پیداوار میں 4.1 فیصد اضافہ ریکارڈ کیا گیا، جس میں سب سے بڑا حصہ مینوفیکچرنگ سیکٹر کا رہا، جہاں پیداوار میں پانچ فیصد اضافہ ہوا۔ مالی سال 2024-25 میں یہ شرح بھی 4.1 فیصد رہی تھی۔ سال بھر میں کان کنی شعبے کی شرح نمو گزشتہ سال کے تین فیصد سے گھٹ کر 1.4 فیصد اور بجلی کے شعبے کی 5.2 فیصد سے کم ہو کر ایک فیصد رہ گئی۔ صنعتی پیداوار میں مینوفیکچرنگ کا حصہ 77.63 فیصد، کان کنی کا 14.37 فیصد اور بجلی کا 7.99 فیصد ہے۔ مینوفیکچرنگ کے 23 صنعتی گروپوں میں سے مارچ میں 14 میں پیداوار بڑھی ہے۔ ان میں سرفہرست تین شعبے بنیادی دھاتیں (8.6 فیصد)، موٹر گاڑیاں، ٹریلر اور سیمی ٹریلر (18.1 فیصد) اور مشینری و آلات (11.2 فیصد) شامل ہیں۔

ٹیکسٹائل اور دستکاری کے شعبے کو ترجیحی بنیادوں پر قدرتی گیس کی فراہمی

گیس سلنڈروں کی کالا بازاری اور ذخیرہ اندوزی کے خلاف مہم جاری

نئی دہلی، 28 اپریل (ایجنسیز) مغربی ایشیا کے بحران کے باعث متاثرہ علاقوں میں گیس کی فراہمی کو یقینی بنانے میں مصروف حکومت نے ٹیکسٹائل اور دستکاری کے شعبے کو قدرتی گیس کی فراہمی کے لیے ترجیحی زمرے میں رکھا ہے۔ اس مقصد کے لیے گیس کی فراہمی گزشتہ چھ ماہ کی اوسط کھپت کے 80 فیصد پر برقرار رکھی گئی ہے۔ اس کے علاوہ، ٹیکسٹائل کے شعبے میں 29 اہم خام مال پر کسٹم ڈیوٹی کو موخر کرنے کے ساتھ ساتھ، وزارت ٹیکسٹائل دیگر خام مال بشمول انسانوں کے ذریعہ تیار فائبر (ایم ایم ایف) ٹیکسٹائل ویلیو چین اور کپاس پر بھی کسٹم ڈیوٹی ہٹانے کی کوششیں کر رہی ہے۔ مغربی ایشیا کے بحران سے پیدا ہونے والی صورتحال کے بارے میں معلومات فراہم کرنے کے لیے منگل کو یہاں منعقدہ بین وزارتی بریفنگ میں سینئر حکام نے بتایا کہ وزارت ٹیکسٹائل نے مختلف قسم کے یارن (دھاگے) پر اینٹی ڈمپنگ ڈیوٹی ہٹانے یا اسے موخر کرنے کی سفارش کی ہے۔ حکام نے بتایا کہ گیس سلنڈروں کی کالا بازاری اور ذخیرہ اندوزی کے خلاف مہم جاری ہے اور مارچ سے اب تک ملک بھر میں 67,000 سے زائد سلنڈر ضبط کیے جا چکے ہیں، 1160 سے زائد ایف آئی آر درج کی گئی ہیں اور 271 افراد کو گرفتار کیا گیا ہے۔ انہوں نے کہا کہ حکومت کی اپیل کے بعد پیر تک ملک میں 42,800 سے زائد پی این جی صارفین نے اپنے ایل پی جی کنکشن واپس کر دیے ہیں۔ مزید برآں، 9 اپریل سے اب تک ممبئی، کوچی، وشاکھاپٹنم، چنئی اور متھرا کی ریفائنریوں کے ذریعے کیمیکل، فارماسیوٹیکل اور پینٹ کی صنعتوں کو 8300 ٹن سے زیادہ پروپیلین اور 870 ٹن بیوٹائل ایکریلیٹ فروخت کیا گیا ہے۔

وکست بھارت بنانے کے لیے خواتین کو بااختیار بنانا مرکزی حیثیت رکھتا ہے۔ ڈاکٹر منسکھ مانڈویہ

نئی دہلی۔ 28 اپریل (ایم این این) محنت اور روزگار نیز نوجوانوں کے امور اور کھیلوں کے مرکزی وزیر ڈاکٹر منسکھ مانڈویہ نے آج سوئیگی اسٹری: کام کرنے والی خواتین کا جشن میں شرکت کی، جو سوئیگی کی طرف سے اپنے خواتین ڈیلیوری شراکت داروں کی ہمت اور استحکام کو تسلیم کرنے کے لیے منعقد کی گئی ایک تاریخی پہل ہے۔ اس تقریب میں سوئیگی فوڈ مارکیٹ پلیس اور انسٹامارٹ کی خواتین ڈیلیوری پارٹنرز کو اکٹھا کیا گیا، جنہوں نے باوقار طریقے سے روزی روٹی کمانے اور اپنے خاندانوں کی مدد کرنے کے لیے اہم سماجی و اقتصادی مشکلات پر قابو پا لیا ہے۔ اس موقع پر اجتماع سے خطاب کرتے ہوئے ڈاکٹر مانڈویہ نے اس بات پر زور دیا کہ افرادی قوت میں خواتین کی مساوی شرکت سماجی ضرورت اور معاشی ضرورت دونوں ہے۔ انہوں نے کہا کہ وکست بھارت بنانے کے لیے خواتین کو بااختیار بنانا مرکزی حیثیت رکھتا ہے۔ ڈاکٹر مانڈویہ نے کہا کہ وزیر اعظم جناب نریندر مودی کی قیادت میں، ہندوستان نے خواتین کے لیے نئے اور بہتر مواقع سامنے آتے ہیں دیکھے ہیں، جس سے خواتین کے روزگار کے اشاریوں میں تبدیلی کے ساتھ کافی بہتری آئی ہے۔ خواتین افرادی قوت کی شرکت کی شرح (ایف ایل ایف پی آر) 2017-18 میں 23.3

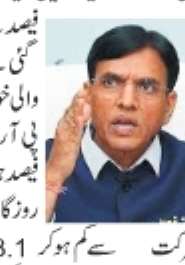

فیصد سے بڑھ کر 2025 میں 40 فیصد ہو گئی ہے۔ اسی عرصے کے دوران کام کرنے والی خواتین کی آبادی کا تناسب (ایف ڈبلیو پی آر) 22 فیصد سے بڑھ کر تقریباً 39 فیصد ہو گیا ہے۔ مزید برآں، خواتین کی بے روزگاری کی شرح (ایف یو آر) 5.6 فیصد سے کم ہو کر 3.1 فیصد رہ گئی ہے، جس سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ روزگار کی تلاش کرنے والی خواتین اب اسے زیادہ کامیابی سے تلاش کر رہی ہیں۔

ہندوستان الیکٹرانک مینوفیکچرنگ میں دنیا کے لیے ایک اہم قابل اعتماد

ویلیو چین اور سپلائی چین پارٹنر کے طور پر ابھرے گا۔ اشونی ویشنو

وشاکھاپٹنم۔ 28 اپریل (ایجنسیز) الیکٹرانکس اور انفارمیشن ٹکنالوجی، ریلویز اور اطلاعات و نشریات کے مرکزی وزیر جناب اشونی ویشنو نے کہا کہ ہندوستان الیکٹرانک مینوفیکچرنگ میں دنیا کے لیے ایک بڑے قابل اعتماد ویلیو چین اور سپلائی چین پارٹنر کے طور پر ابھرنے کے لیے تیار ہے۔ وہ وشاکھاپٹنم میں گوگل کلاؤڈ انڈیا اے آئی ہب کی گراؤنڈ بریکنگ تقریب کے بعد آندھرا پردیش کے چیف منسٹر جناب این چندرابابو نائیڈو کے ساتھ کئی مرکزی وزراء، ریاستی وزراء اور صنعت کے قائدین کی موجودگی میں اجتماع سے خطاب کر رہے تھے۔ یہ پروجیکٹ، 15 بلین ڈالر کی تخمینی سرمایہ کاری کے ساتھ تیار کیا جا رہا ہے، اور اس میں وشاکھاپٹنم میں 1 گیگاواٹ ہائپر اسکیل AI ڈیٹا سینٹر شامل ہوگا۔ آندھرا پردیش کی حکومت نے اس پروجیکٹ کے لیے ترلوواڈا، رامبیلی اور اڈوی ورم علاقوں میں تقریباً 600 ایکڑ اراضی مختص کی ہے۔ شری اشونی ویشنو نے روشنی ڈالی کہ ہندوستان پہلے ہی آئی ٹی خدمات

میں ایک رہنما کے طور پر ابھرا ہے اور اب الیکٹرانکس کی تیاری میں تیزی سے ترقی کر رہا ہے۔ وزیر نے عزت مآب وزیر اعظم کے وژن کی تعریف کی، ملک کو ٹیکنالوجی کے کلیدی شعبوں جیسے سیمی کنڈکٹرز، کوانٹم، خلائی اور مصنوعی ذہانت میں ایک عالمی مرکز کے طور پر ابھرنے کی ضرورت پر زور دیا۔ انہوں نے نوٹ کیا کہ ہندوستان نے موبائل مینوفیکچرنگ میں اہم پیش رفت کی ہے، جس میں موبائل فون ملک کی اعلیٰ برآمدی اشیاء میں سے ایک بن گیا ہے۔ اب تقریباً 50% گھریلو الیکٹرانک مانگ مقامی پیداوار کے ذریعے پوری کی جا رہی ہے۔

نیتی آیوگ نے شمولیتی اور پیداواری صلاحیت پر مبنی ترقی کو

فروغ دینے کے لیے ڈی پی آئی @2047 کا روڈ میپ جاری کیا

نئی دہلی، 28 اپریل (ایم این این) ٹیکنالوجی کے میدان میں مسابقت کے اصول تیزی سے بدل رہے ہیں۔ اب برتری صرف اختراع تک محدود نہیں ہے، بلکہ اس کا دارومدار اختراعات کو مختلف شعبوں، اداروں اور نظاموں سے جوڑنے کی صلاحیت پر ہے اور پھر اس بات پر کہ اسے کتنی تیزی سے بڑے پیمانے پر عام کیا جا سکتا ہے۔ اس نئے منظرنامے میں ڈیجیٹل بنیادیں غیر معمولی اہمیت اختیار کر چکی ہیں، کیونکہ یہی وہ ذرائع ہیں جن کے ذریعے خیالات، اطلاقات اور خدمات تجرباتی مرحلے سے نکل کر قومی سطح پر اثر انداز ہوتی ہیں۔ اسی پس منظر میں نیتی آیوگ نے 27 اپریل 2026 کو وکست بھارت کے لیے ڈی پی آئی 2047 کا روڈ میپ جاری کیا۔ یہ ایک اسٹریٹجک خاکہ ہے جو ہندوستان کے ڈیجیٹل پبلک انفراسٹرکچر کے سفر کے اگلے مرحلے کا خاکہ پیش کرتا ہے، جو شمولیتی، غیر خطی اور پیداواری صلاحیت پر مبنی ترقی کو فروغ دینے کا محرک ہوگا۔ اس روڈ میپ کی رونمائی نیتی آیوگ کے نائب چیئرمین سمن بیری، اور حکومت ہند کے پرنسپل سائنٹفک ایڈوائزر راجنے کمار سود نے مشترکہ طور پر کی۔ اس موقع پر ندھی چھبر (سی ای او، نیتی آیوگ)، وی اننتھا ناگیشورن (چیف اکنامک ایڈوائزر)، دیب جانی گھوش، شنکر مروواڈا (شریک بانی و سی ای او، ایک اسٹیپ فاؤنڈیشن) سمیت دیگر معزز مہمان اور شخصیات بھی موجود تھیں۔ تقریب میں صنعتوں کے سربراہان، اسٹارٹ اپس اور ترقیاتی شراکت داروں نے شرکت کی۔

ہندوستان نے مالی میں دہشت گردانہ حملوں کی شدید مذمت کی

نئی دہلی، 28 اپریل (یو این آئی) ہندوستان نے افریقی ملک مالی میں دہشت گردانہ حملوں کی شدید مذمت کرتے ہوئے وہاں کے عوام اور حکومت کے ساتھ یکجہتی کا اظہار کیا ہے۔ ہندوستان نے ہر طرح کی دہشت گردی سے نمٹنے کے عزم کا اعادہ کرتے ہوئے کہا ہے کہ وہ خطے میں امن اور استحکام کی کوششوں کی حمایت کرتا ہے۔ وزارت خارجہ نے منگل کو ایک بیان جاری کرتے ہوئے کہا کہ ہندوستان مالی میں کئی مقامات کو نشانہ بنا کر کیے گئے دہشت گردانہ حملوں کی شدید مذمت کرتا ہے۔ ہم متاثرین کے خاندانوں کے ساتھ اپنی گہری ہمدردی کا اظہار کرتے ہیں اور اس مشکل وقت میں مالی کی حکومت اور عوام کے ساتھ اپنی یکجہتی کا اظہار کرتے ہیں۔ ہم اس دہشت گردانہ حملے میں مالی کے وزیر دفاع اور سابق فوجیوں کے امور کے وزیر جنرل سادیو کامارا کے انتقال پر بھی اپنی دلی تعزیت کا اظہار کرتے ہیں۔ ہندوستان ہر طرح کی دہشت گردی اور اسکی تمام شکلوں کے خلاف لڑنے کے اپنے پختہ عزم کا اعادہ کرتا ہے اور خطے میں امن و استحکام کو یقینی بنانے کی کوششوں کی حمایت کرتا ہے۔ قابل ذکر ہے کہ مالی میں اتوار کو باغیوں نے کئی شہروں اور فوجی اڈوں پر حملہ کر کے قبضہ کر لیا۔ طویل عرصے سے القاعدہ اور اسلامک اسٹیٹ گروپ سے وابستہ دہشت گردوں کے ساتھ ساتھ علیحدگی پسند بغاوت کا سامنا کرنے والے فوجی حکمرانی والے اس ملک میں تشدد کا یہ تازہ واقعہ ہے۔ مالی کی وزارت دفاع نے دفاعی سربراہ جنرل سادیو کامارا کے خاندان سے تعزیت کا اظہار کرتے ہوئے ان کی ہلاکت کی تصدیق کی ہے۔ ہندوستان کی جانب سے اس بیان کو عالمی سطح پر دہشت گردی کے خلاف متحد موقف کے طور پر دیکھا جا رہا ہے۔

بنگلہ دیش کا اپنے پہلے جوہری بجلی گھر میں یورینیم ایندھن کی لوڈنگ شروع کرنے کا فیصلہ

ڈھاکہ/۲۸ اپریل/(آفاق نیوز ڈیسک) بنگلہ دیش آج منگل 28 اپریل کو اپنے پہلے جوہری بجلی گھر میں یورینیم ایندھن کی بھرائی شروع کر رہا ہے، جسے کل 2,400 میگاواٹ کی پیداواری صلاحیت والے اس نیوکلیئر پاور پلانٹ کو آن لائن کر دینے کی طرف کلیدی قدم قرار دیا جا رہا ہے۔ یہ بات ڈھاکہ میں ملکی حکومت کی طرف سے بتائی گئی۔ تقریباً 170 ملین کی آبادی والے اس جنوبی ایشیائی ملک کے نیشنل پاور گرڈ کو عموماً بہت زیادہ دباؤ کا سامنا رہتا ہے اور ملک کے پہلے جوہری بجلی گھر اس لیے فعال بنانے کی کوششیں کی جا رہی ہیں کہ نیشنل گرڈ پر دباؤ کم کیا جا سکے۔ یہ ایٹمی بجلی گھر پوری طرح فعال ہو جانے کے بعد بنگلہ دیش کی بجلی کی مجموعی ضروریات میں سے 10 فیصد کے پورا کرنے کا باعث بن سکے گا۔ ڈھاکہ میں اس دور کی بنگلہ دیشی وزیر اعظم شیخ حسینہ اور تب روس کے شہر سوچی میں موجود صدر پوٹن کی اس ورچوئل ملاقات کی ایک تصویر، جو روپ پور نیوکلیئر پاور پلانٹ کے لیے روسی یورینیم کی پہلی کھیپ کی فراہمی کے موقع پر پانچ اکتوبر 2023ء کو ہوئی تھیڈھاکہ میں اس دور کی بنگلہ دیشی وزیر اعظم شیخ حسینہ اور تب روس کے شہر سوچی میں موجود صدر پوٹن کی اس ورچوئل ملاقات کی ایک تصویر، جو روپ پور نیوکلیئر پاور پلانٹ کے لیے روسی یورینیم کی پہلی کھیپ کی فراہمی کے موقع پر پانچ اکتوبر 2023ء کو ہوئی تھیبنگلہ دیش میں روپ پور کے مقام پر ملک کے اس پہلے جوہری بجلی گھر کی تعمیر کا کام 2017ء میں شروع ہوا تھا اور اس منصوبے پر 11 بلین ڈالر کے برابر تعمیراتی لاگت آئے گی۔ یہ پلانٹ ابتدائی طور پر اسی سال اگست میں اپنی پیداوار شروع کر دے گا، جو تقریباً؟300 میگاواٹ کے برابر ہوگی۔ اس کے بعد اگلے سال کے آخر تک یہ ایٹمی بجلی گھر اپنی پوری پیداواری صلاحیت کے مطابق کام کرنا شروع کر دے گا۔ اس جوہری پاور پلانٹ کے لیے بنگلہ دیش کو یورینیم روس نے فراہم کیا ہے۔ روپ پور میں اس نیوکلیئر پاور پلانٹ کے سینئر سائنٹیفک انفارمیشن آفیسر نے نیوز ایجنسی اے ایف پی کو بتایا، اس نیوکلیئر پاور پلانٹ میں ایندھن کے طور پر یورینیم کی لوڈنگ مکمل ہو جانے کے بعد اس کے ری ایکٹر کے سب سے اندرونی حصے میں ایک کنٹرولڈ نیوکلیئر فشن ری ایکشن شروع کر دیا جائے گا۔ بنگلہ دیش کو ہر سال خاص طور پر موسم گرما میں بجلی کی طلب میں بہت زیادہ اضافے اور کم پیداوار کے باعث لوڈ شیڈنگ کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ اس سال اب تک اس ملک کے لیے ایران جنگ کی وجہ سے بھی بہت سی مشکلات پیدا ہو چکی ہیں کیونکہ بنگلہ دیش اپنی توانائی کی ضروریات کے لیے 95 فیصد تک تیل اور قدرتی گیس مشرق وسطیٰ کے ممالک سے درآمد کرتا ہے، مگر اس وقت بنگلہ دیش کو بھی آبنائے ہرمز کی بندش کے اثرات کا سامنا ہے۔ ملکی دارالحکومت میں ڈھاکہ یونیورسٹی کے نیوکلیئر انجینئرنگ کے پروفیسر شفیق الاسلام نے اے ایف پی کو بتایا، ری ایکٹر میں یورینیم فیول کی لوڈنگ بہت پیچیدہ اور حساس مرحلہ ہوتا ہے، جس میں ہر لمحے بہت زیادہ احتیاط کی ضرورت ہوتی ہے۔ اس لیے اس پاور پلانٹ کے ابتدائی طور پر فعال ہونے سے پہلے بھی تفصیلی سیفٹی اور سکیورٹی چیکنگ لازمی ہوگی۔

صدر ٹرمپ نے امریکی انتخابات کو دھاندلی زدہ اور دنیا کے لیے مذاق قرار دے دیا

واشنگٹن، 28 اپریل (ایجنسیز) امریکی صدر ڈونلڈ ٹرمپ نے امریکی انتخابات کو دھاندلی زدہ اور دنیا کے لیے مذاق قرار دے دیا۔ صدر ٹرمپ نے ٹرتھ سوشل پر ایک پوسٹ میں لکھا کہ امریکہ کے انتخابات میں دھاندلی ہوئی، چوری کی گئی، پوری دنیا میں امریکی انتخابات مذاق بن کر رہ گئے ہیں۔ انھوں نے مزید لکھا کہ ہمیں انتخابات ٹھیک کرنے ہوں گے یا یہ ملک نہیں رہے گا، تمام ریپبلکنز شفاف انتخابات کے لیے لڑیں اور امریکہ ایکٹ کو بچائیں، تمام ووٹرز کو ووٹر آئی ڈی ضرور دکھانی چاہیے۔ ڈونلڈ ٹرمپ نے لکھا کہ ووٹ ڈالنے کے لیے تمام ووٹرز کو شہریت کا ثبوت ضرور دکھانا چاہیے، جب کہ بیمار، معذور، فوجی یا سفر کے علاوہ کوئی میل ان بیلٹ نہیں ہونا چاہیے۔ واضح رہے کہ جمعہ کو روئٹرز کی ایک رپورٹ میں کہا گیا ہے کہ امریکی صدر ڈونلڈ ٹرمپ نے کرٹ اولسن (وکیل اور سابق نیوی سیل) کو 2020 کے انتخابات میں مبینہ دھاندلی اور غیر ملکی مداخلت کے ثبوت تلاش کرنے کا کام سونپا۔ اولسن یہ ثابت کرنا چاہتے تھے کہ ڈومینین ووٹنگ سسٹمز کی مشینیں ہیک ہوئی تھیں، لیکن پورٹو ریکو میں ہونے والی وفاقی تحقیقات

میں اس کا کوئی ثبوت نہیں ملا۔ اس کے بعد اولسن نے تحقیق کرنے والی کمپنی موجاوے ریسرچ انکارپوریشن پر الزام لگایا کہ وہ ان کے کام میں رکاوٹ ڈال رہی ہے اور خفیہ طور پر جارج سورس سے پیسے لے رہی ہے، جسے کمپنی نے رد کر دیا۔ بعد میں تحقیقات کو جارجیا اور ایریزونا تک بڑھا دیا گیا اور اس عمل میں سی آئی اے اور ایف بی آئی اور ڈائریکٹر آف نیشنل انٹیلی جنس تلسی گبارڈ کے ادارے کے وسائل استعمال کیے گئے۔ ناقدین کے مطابق، یہ اقدامات انتخابات کی ساکھ پر سوال اٹھانے کی کوشش ہو سکتے ہیں، خاص طور پر ایسے وقت میں جب ٹرمپ کی مقبولیت کم ہو رہی ہے۔

امریکہ میں نیشنل سائنس بورڈ کے تمام ارکان برطرف

واشنگٹن، 28 اپریل (یو این آئی) امریکی صدر ڈونلڈ ٹرمپ کی انتظامیہ نے سرکاری فنڈنگ سے چلنے والے نیشنل سائنس بورڈ کے تمام اراکین کو برطرف کر دیا۔ غیر ملکی میڈیا رپورٹس کے مطابق ایک سابق رکن اور قانون سازوں کا کہنا ہے کہ قومی سائنسی ادارے کی پالیسی سازی کرنے والے بورڈ کے تمام 22 ارکان کو برطرف کر دیا ہے۔ قومی سائنسی ادارے کی پالیسی سازی بورڈ نیشنل سائنس بورڈ (این ایس بی) میں یہ برطرفیاں ٹرمپ انتظامیہ کے اس سلسلے کی تازہ کڑی ہیں جس کے تحت وفاقی حکومت کی ساخت میں بنیادی تبدیلیاں کی جا رہی ہیں۔ راجر بیچی کو 2020 میں ٹرمپ کی جانب سے سائنس بورڈ میں دوسری 6 سالہ مدت کے لیے دوبارہ تعینات کیا گیا تھا، انہوں نے کہا ہے کہ مجھے اور میرے ساتھیوں کو برطرفی کی کوئی وجہ نہیں بتائی گئی۔ انہوں نے میڈیا سے گفتگو کرتے ہوئے کہا کہ برطرفی کا ای میل مختصر اور واضح تھا، جس میں صرف 'آپ کی خدمات کا شکریہ' کہا گیا تھا۔ اس سے قبل محکمہ تعلیم اور امریکی ایجنسی برائے بین الاقوامی ترقی سمیت متعدد اداروں میں بھی بڑے پیمانے پر کٹوتیاں کی گئی ہیں۔

بحرین نے 69 غیر ملکیوں کی شہریت منسوخ کر دی

منامہ، 28 اپریل (یو این آئی) بحرین نے ایران کی حمایت کرنے کے الزام میں تقریباً 69 افراد کی شہریت منسوخ کر دی ہے۔ غیر ملکی ذرائع ابلاغ کے مطابق بحرین کی وزارت داخلہ نے اعلان کیا کہ اس نے 69 افراد کی شہریت منسوخ کر دی ہے، جن میں سے بعض آپس میں رشتہ دار بھی ہیں۔ رپورٹس کے مطابق ان پر ایران کے ساتھ ہمدردی رکھنے اور غیر ملکی عناصر کے ساتھ ملی بھگت کا الزام عائد کیا گیا ہے۔ یہ اقدام ایسے وقت میں سامنے آیا ہے جب تہران نے اسرائیل اور امریکہ کی جانب سے ایران کے خلاف شروع کی گئی جنگ کے تناظر میں بحرین میں تنصیبات کو نشانہ بنایا تھا۔ جاری کردہ حکم نامے میں کہا گیا ہے کہ تمام 69 افراد غیر ملکی ہیں، بحرینی قانون کے تحت کسی بھی شخص کی شہریت اس صورت میں ختم کی جا سکتی ہے جب اسے ملک کو نقصان پہنچانے یا بے وفائی کا مرتکب سمجھا جائے۔ لندن میں قائم بحرین انسٹی ٹیوٹ فار رائٹس اینڈ ڈیموکریسی نے اس اقدام کو خطرناک قرار دیتے ہوئے کہا ہے کہ یہ بین الاقوامی قانون کی کھلی خلاف ورزی ہے۔

صحافی جمی کیمل کے میلانیا ٹرمپ کو 'متوقع بیوہ' کہنے پر صدر ٹرمپ کا برطرفی کا مطالبہ

واشنگٹن، 28 اپریل (ایجنسیز) امریکی صدر ڈونلڈ ٹرمپ نے پیر کو مطالبہ کیا ہے کہ اے بی سی چینل لیٹ نائٹ شو کے میزبان جمی کیمل کو فارغ کر دے، کیوں کہ انھوں نے اپنے شو میں وائٹ ہاؤس کوریسپانڈنٹس ڈنر

کے ایک اسکیچ کے دوران خاتون اول میلانیا ٹرمپ کو مذاقاً 'متوقع بیوہ'' کہہ دیا تھا۔ اس سے قبل میلانیا ٹرمپ نے بھی اشارہ دیا تھا کہ ان ریمارکس کی وجہ سے جمی کیمل کو نوکری سے نکال دینا چاہیے۔ ڈونلڈ ٹرمپ نے سوشل میڈیا پلیٹ فارم ٹرتھ سوشل پر لکھا' جمی کیمل کو فوری طور پر ڈزنی اور اے بی سی سے نکال دیا جانا چاہیے۔''انھوں نے اس مذاق کو' تشدد کی قابل مذمت ترغیب'' قرار دیا۔ کیمل نے یہ جملہ اپنے شو' جمی کیمل لائیو'' میں جمعرات کو کہا تھا، یعنی وائٹ ہاؤس کوریسپانڈنٹس ڈنر سے چند دن قبل، جس میں ایک مسلح شخص نے داخل ہو کر فائرنگ کی تھی، جس کی وجہ سے صدر ٹرمپ، میلانیا اور دیگر اعلیٰ حکام کو حفاظتی اقدام کے طور پر فوری طور پر نکال کر لے جایا گیا تھا۔ کیمل نے طنزیہ انداز میں کہا تھا خاتون اول ایسی چمک رکھتی ہیں جیسے ایک متوقع بیوہ۔ 'میلانیا ٹرمپ نے پیر کی صبح ایکس ایک پوسٹ میں کہا کہ کیمل کا مونولاگ کامیڈی نہیں بلکہ زہریلا ہے' اور یہ امریکہ میں سیاسی بیماری کو بڑھا رہا ہے۔ انھوں نے مزید کہا کہ ایسے افراد کو ہمارے گھروں میں ہر رات نفرت پھیلانے کا موقع نہیں ملنا چاہیے اور اے بی سی پر الزام لگایا کہ وہ کیمل کی حمایت کر رہا ہے۔ انھوں نے مطالبہ کیا کہ ادارے کو اس کے خلاف سخت قدم اٹھانا چاہیے۔ ڈونلڈ ٹرمپ نے بھی کہا کہ ملانیا ٹرمپ کے بارے میں جمی کیمل کے ریمارکس انتہائی حیران کن اور شرم ناک ہیں، ان کے خاتون اول کو متوقع بیوہ کے ریمارکس کے بعد فائرنگ کا واقعہ پیش آیا، مسلح شخص بدترین ارادے کے ساتھ وائٹ ہاؤس عشائیہ کی تقریب میں آیا، کیمل کے ریمارکس پر عوام میں شدید غم وغصہ پایا جاتا ہے۔ امریکی صدر نے مطالبہ کیا ڈزنی اور اے بی سی نیٹ ورک جمی کیمل کو فوری ملازمت سے برطرف کرے۔ یہ تنازع اے بی سی کی پیرنٹ کمپنی ڈزنی کے لیے آزادی اظہار کا بڑا امتحان بن گیا ہے، کیمل نے اس سے پہلے بھی صدر ٹرمپ پر طنزیہ جملے کسے تھے، جن میں انھوں نے وائٹ ہاؤس میں ہونے والی ایک تقریب اور ٹرمپ کے سوشل میڈیا پوسٹس کا مذاق اڑایا تھا، جنھیں بعد میں ہٹا دیا گیا تھا۔ وائٹ ہاؤس کی پریس سیکریٹری کیرولائن لیویٹ نے کیمل کے ریمارکس کو شدید غیر متوازن قرار دیا اور کہا کہ ایسے بیانات لوگوں کو تشدد کی طرف مائل کر سکتے ہیں۔ یہ تنازع اب ڈزنی کے نئے سی ای او جوش ڈی امارو کے لیے بھی پہلا بڑا امتحان سمجھا جا رہا ہے۔

معصوم فائق کو جینیاتی مرض کے علاج کیلیے 24 لاکھ ڈالر کا انجکشن لگ گیا

سنگاپور، 28 اپریل (یو این آئی) سنگاپور سے تعلق رکھنے والے معصوم فائق کے خاندان نے ایک بڑی خوشخبری سناتے ہوئے بتایا ہے کہ اسپائنل مسکولر ایٹروفی (ایس ایم اے) جیسے نایاب جینیاتی مرض میں مبتلا ان کے بیٹے کو 24 لاکھ سنگاپوری ڈالر مالیت کا مہنگا ترین جینیاتی علاج زولجینزما (Zolgensma) کا انجکشن لگا دیا گیا ہے۔ غیر ملکی ذرائع ابلاغ کے مطابق معصوم فائق کے اہلخانہ نے 24 اپریل کو انسٹاگرام پر ایک پوسٹ کے ذریعے بتایا کہ اس وقت ہماری تمام تر توجہ فائق کی صحت یابی اور قریبی نگرانی پر مرکوز ہے۔ علاج کے بعد باقاعدہ فالو اپ، سٹیرائڈز جیسی ادویات اور خون کے ٹیسٹ ضروری ہیں تاکہ اس کی حالت کو مستحکم رکھا جا سکے۔' فائق کے والدین کے لیے یہ سفر انتہائی کٹھن رہا ہے۔ 2025 میں جب وہ اپنے چوتھے بچے کی آمد کے منتظر تھے، تو حمل کے دوسرے سہ ماہی میں ڈاکٹروں نے انکشاف کیا کہ ان کا ہونے والا بچہ ایس ایم اے کا شکار ہے، یہ وہی بیماری تھی جس نے ان کے بڑے بیٹے فارس کی جان لی تھی۔ یاد رہے کہ فائق کے بڑے بھائی کو 2017 میں ایس ایم اے کی تشخیص ہوئی تھی اور تمام ترطبی کوششوں کے باوجود وہ 24 جون 2022 کو انتقال کر گیا تھا۔ والدین کا کہنا تھا کہ اس بار تشخیص جلد ہونے کی وجہ سے ان کے پاس فائق کو بچانے کا موقع موجود تھا کیونکہ اس میں ابھی علامات ظاہر نہیں ہوئی تھیں۔ یہ ایک انتہائی نایاب اور خطرناک جینیاتی بیماری ہے جو جسم کے ان خلیوں (موٹر نیورونز) کو تباہ کر دیتی ہے جو حرکت کرنے، نگلنے اور سانس لینے کے ذمہ دار ہوتے ہیں۔ ماہرین کے مطابق ایک بار جب اس کی علامات ظاہر ہو جائیں تو پہنچنے والا نقصان ناقابل تلافی ہوتا ہے، اور فی الحال اس کا کوئی مکمل علاج دریافت نہیں ہو سکا ہے۔ فائد کے خاندان نے علاج کے لئے خطیر رقم چیریٹی پلیٹ فارم رے آف ہوپ (Ray of Hope') کے ذریعے جمع کی، جس کی بدولت فائق کو یہ زندگی بچانے والا علاج ملنا ممکن ہو سکا ہے۔

BEFORE THE HON'BLE COURT OF PRINCIPAL DISTRICT AND SESSIONS JUDGE AT SRINAGAR

In the case of:
1. Sahara Syed
W/O Mufti Mohammad Muzaffar
2. Ahyan Mufti
D/O Mufti Mohammad Muzffar
Both residents of 110, Gulberg Colony, Sector-3 Hyderpora, Srinagar
Caveator
V/S
Public at large
Non-caveators
In the matter of: Caveat Petition under section 148-A of CPC.
May it please Your Honour:
The caveators most humbly submit as under:
1. That the caveators are the domicile of UT of J&K and has every right to invoke jurisdiction of this Hon'ble Court for the protection and safeguard of their legal rights.
2. That the applicants/caveators apprehend that anyone from public at large may file any suit/ application/ any proceedings against the Caveators before this Hon'ble Court.
3. That in case any such suit/application/any proceedings comes up before this Hon'ble Court wherein the caveators are parties no orders be passed in ex-parte unless the caveators/caveator's counsel (Advocate Irshad Masoom, Chamber No.205, Lawyer's Chamber Building, Saddar Court, Srinagar) is heard in the matter.
4. That the caveator has published the public notice regarding the filing of caveat in daily news paper "Afaaq". The news paper is annexed herewith.
5. That this application is supported by an affidavit.
IN THE PREMISES, it is therefore prayed to your honour that no order/direction may be passed against the Caveator/applicant unless the caveator/ Caveator's counsel (Advocate Irshad Masoom, Chamber No.205, Lawyer's Chamber Building, Saddar Court, Srinagar) is being provided an opportunity of being heard first, same shall be in the interest of law and justice.

Dated: ____/10/2025
CAVEATOR THROUGH COUNSEL
IRSHAD MASOOM & ASSOCIATES
ADVOCATES J&K HIGH COURT
CELL NO. 9906714776

دبئی میں سائیکل اور ای اسکوٹر چلانے والوں کیلئے نئے قوانین نافذ

دبئی، 28 اپریل (ایجنسیز) سائیکل اور ای اسکوٹر کیلئے نیا مانیٹرنگ یونٹ قائم کر دیا گیا، اس حوالے سے نئے قوانین نافذ کر دیے گئے ہیں۔ غیر ملکی ذرائع ابلاغ کے مطابق دبئی میں سائیکل اور ای اسکوٹر کے استعمال میں حالیہ برسوں میں بہت اضافہ ہوا ہے، جس کے بعد سائیکل اور ای اسکوٹر کیلئے نیا مانیٹرنگ یونٹ قائم کر دیا گیا ہے۔ رپورٹس کے مطابق انتظامیہ نے سائیکل سواروں کیلئے ہیلمٹ اور دور سے چمکنے والی جیکٹ کو لازمی قرار دیا ہے۔ انتظامیہ کے مطابق ای اسکوٹر پر ایک سے زائد سواری پر پابندی ہوگی، ای اسکوٹر استعمال کیلئے کم از کم عمر 16 سال ہونی چاہیے جبکہ ای اسکوٹر کی رفتار 20 کلومیٹر فی گھنٹہ مقرر کی گئی ہے۔

برطانیہ کا مسترد افغان پناہ گزینوں کی واپسی پر غور

لندن، 28 اپریل (یو این آئی) کابل میں برطانوی حکام اور طالبان نمائندوں کے درمیان ممکنہ بیدا خلیوں پر رابطوں کا انکشاف ہوا ہے جس کے بعد انسانی حقوق پر نئی بحث چھڑ گئی۔ برطانیہ نے ایسے افغان شہریوں کو واپس افغانستان بھیجنے کے امکان پر غور شروع کر دیا جن کی پناہ کی درخواستیں مسترد ہو چکی ہیں۔ رپورٹس کے مطابق کابل میں برطانوی حکام اور طالبان نمائندوں کے درمیان اس معاملے پر ابتدائی رابطے اور بات چیت ہوئی ہے۔ افغان وزارت داخلہ کے ترجمان مفتی عبدالمتین غنی کا کہنا ہے کہ طالبان حکومت واپس بھیجے جانے والے افغان شہریوں کو قبول کرنے کے لیے تیار ہے اور اس حوالے سے برطانوی حکام سے گفتگو ہو چکی ہے۔ دوسری جانب برطانوی وزیر داخلہ شبانہ محمود نے بھی اس بات کی تصدیق کی ہے کہ حکومت درخواست مسترد ہونے والے افغان پناہ گزینوں کی ممکنہ واپسی کے قانونی اور عملی پہلوؤں کا جائزہ لے رہی ہے۔ اعداد و شمار کے مطابق گزشتہ برس 7 ہزار 330 افغان شہریوں کی پناہ درخواستیں مسترد ہوگئیں تاہم صرف 135 افراد کو رضا کارانہ یا جبری طور پر واپس بھیجا جا سکا۔ ماہرین اور انسانی حقوق کے اداروں نے خبردار کیا کہ افغانستان میں خواتین کے حقوق، آزادی اظہار اور مجموعی سکیورٹی صورتحال کے باعث جبری واپسی ایک متنازع اور خطرناک قدم ثابت ہو سکتی ہے۔ یہ معاملہ برطانیہ میں امیگریشن پالیسی اور سرحدی کنٹرول پر جاری سیاسی بحث کا نیا مرکز بن گیا ہے۔

سدہار کمیٹی سوزکول کا تعزیتی اجلاس

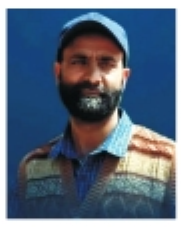

25 اپریل 2026 کو سدہار کمیٹی کا ایک تعزیتی اجلاس زیر صدارت محترم غلام نبی ورزی منعقد ہوا۔ اجلاس میں کمیٹی کے صدر محترم غلام حسن زرگر کے وفات پر گہرے رنج وغم کا اظہار کیا گیا اور اللہ تعالیٰ سے دعا کی کہ مرحوم کو جنت الفردوس عطا فرمائیں اور لواحقین کو یہ صدمہ برداشت کرنے کی توفیق عطا فرمائیں۔ غلام حسن ایک مخلص، پرہیزگار، ملنسار اور صوم و صلواۃ کے پابند تھے۔ انہوں نے محلہ سوزکول کی آبادکاری کیلئے ہمیشہ دل وجان سے خدمت کی۔ سدہار کمیٹی کے سارے ممبران ان کے لواحقین کے اس دکھ کی گھڑی میں برابر کے شریک ہیں۔ اجلاس میں مندرجہ ذیل ممبران نے شرکت کی۔

عبدالمجید وانی، فیاض احمد راجا، آفتاب احمد زرگر، اعجاز احمد خان، منظور احمد شاہ، نذیر احمد شاکا، بلال احمد کچھے، ظہور احمد خان، نذیر احمد بٹ، طارق احمد وانی، جاوید احمد ڈار۔

PUBLIC NOTICE

I want to upgrade my contractor card from CEE To BEE. In this regard if any body have any objection he/she may contact to office of SE Sewerage Division Srinagar Muncipal Corporation within seven days from the date of publication of this notice.
Mohd Syed Peerzada
S/o Gh Mohi U Din Peerzada
R/o Meelyal Dard Hari Khar Gund Kupwara Meelyal

جنگ کے بعد سے ایران میں ادویات کی شدید قلت

تہران، 28 اپریل (یو این آئی) ایران پر امریکہ اور اسرائیل کے مشترکہ حملوں کے بعد سے ایرانی دواخانوں (فارمیسیوں) میں ادویات کی شدید کمی ہوگئی ہے۔ ایرانی حکام کے مطابق، 28 فروری سے اب تک امریکہ اور اسرائیل نے ملک کے مختلف صوبوں میں تقریباً 25 فارماسیوٹیکل مراکز پر حملے کیے ہیں۔ نشانہ بنائے گئے مراکز کی فہرست میں بڑے اور تزویراتی طور پر اہم ادارے شامل ہیں، جن میں کینسر، امراض قلب، انستھیزیا اور ملٹیپل اسکلیروسس کی دوائیں بنانے والے مراکز کے ساتھ ساتھ تہران میں واقع پاسچر انسٹی ٹیوٹ بھی شامل ہے۔ تہران کے ولی عصر اسکوائر کے پاس ایک فارمیسی میں کام کرنے والے ڈاکٹر پیزمان نعیم نے ''اسپوتنک'' کو بتایا کہ ''ذیابیطس اور امراض قلب جیسی کچھ ادویات مارکیٹ میں انتہائی نایاب ہوگئی ہیں۔ جنگ کے دوران بھی ان کی سپلائی بہت کم تھی اور شہریوں کو مشکلات کا سامنا کرنا پڑا تھا۔ اب صورتحال مزید سنگین ہوگئی ہے۔' ڈاکٹر نعیم نے ذکر کیا کہ چیلنجوں کے باوجود صورتحال قابو میں ہے۔ ایرانی حکام نے ایک ہیلپ لائن قائم کی ہے جس کے ذریعے شہری یہ جان سکتے ہیں کہ کون سی دوائیں اسٹاک میں نہیں ہیں اور وہ کن فارمیسیوں میں دستیاب ہو سکتی ہیں۔ فارماسسٹوں نے مریضوں کو ادویات فراہم کرنے کے لیے خود ایک نیٹ ورک تیار کیا ہے۔ ایرانی حکومت ادویات کے شعبے کو امداد فراہم کر رہی ہے، لیکن پابندیوں کی وجہ سے کچھ مخصوص غیر ملکی دوائیں مارکیٹ میں بہت کم ملتی ہیں۔ ڈاکٹر کے مطابق، ان ادویات کی تیاری کے لیے ضروری کچھ خام مال کے حصول میں بھی مسائل آ رہے ہیں۔

سانحہ اِرتحال

یہ خبر انتہائی دُکھ کے ساتھ دی جاتی ہے کہ غلام محمد زہگیر ولد غلام احمد زہگیر ساکن شیشہ گری محلہ خانیار 28 اپریل 2026 بمطابق 10 ذی القعدہ 1447ھ بروز منگل وار اس دارِفانی سے انتقال کر گئے۔ اناللہ وانا الیہ راجعون۔ اللہ تعالیٰ مرحوم کو جنت الفردوس میں جگہ دیں، آمین۔

تعزیت پُرسی صرف تین روز تک جاری رہے گی۔

سوگواران:
طفیل احمد زہگیر (فرزند)، جاوید احمد بلخی (فرزند نسبتی)
غلام مصطفیٰ زہگیر، محمد شفیع زہگیر (برادران)، سمیع اللہ زہگیر

The Jammu and Kashmir Bord of School Education Sub Office Pulwama
PUBLIC NOTICE

I have passed / appeared in SSE Class 10th under Roll No: 132024000 Session: Oct-NOV-2025 through THE JAMMU AND KASHMIR BOARD OF SCHOOL EDUCATION. The error has been committed by the Govt HSS Kakapora against my M/N as Abida Bano instead of Abida. Now I have applied for correction in the The Jammu And Kashmir Board Of School Education, New Campus Bemina Srinagar. If any person has any objection in this regard nay file the same in the office of the Assistant Secretary, Sub office Pulwama within seven lays from the date of the publication of this notice, after the expiry of said period, no objection will be entertained.
This is published for the information of the general public. he correct particulars be recorded as under:
Name: Sallar Farooq
Fathers Name: Farooq Ahmad Bhat
Mothers Name: Abida
Date of Birth: 26-01-2011
Residence:Kakapora

The Jammu and Kashmir Bord of School Education Sub Office Pulwama
PUBLIC NOTICE

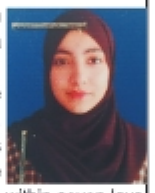

I have passed / appeared in SSE Class 10th under Roll No: 132022064 Session: Oct-NOV-2025 through THE JAMMU AND KASHMIR BOARD OF SCHOOL EDUCATION. The error has been committed by the Govt Girls High School Kakapora against my M/N as Aabida Bano instead of Abida. Now I have applied for correction in the The Jammu And Kashmir Board Of School Education, New Campus Bemina Srinagar. If any person has any objection in this regard nay file the same in the office of the Assistant Secretary, Sub office Pulwama within seven lays from the date of the publication of this notice, after the expiry of said period, no objection will be entertained.
This is published for the information of the general public. her correct particulars be recorded as under:
Name: Mahveen Farooq
Fathers Name: Farooq Ahmad Bhat
Mothers Name: Abida
Date of Birth: 08-08-2011
Residence:Kakapora

بیاد گارِ مرحوم پیرزادہ محمد یوسف قادری صاحب

آفاق سرینگر

Daily AFAAQ Srinagar

بدھوار۲۹اپریل ۲۰۲۶ء بمطابق ۱۱ذی القعدہ ۱۴۴۷ھ

اقوال زریں

بہادر وہ نہیں جو ڈر سے خالی ہو، بلکہ وہ ہے جو ڈر پر قابو پائے۔نیلسن ہنری ڈار

بچوں کا مستقبل بچانے کی ضرورت

بچے اپنے والدین کے ساتھ ساتھ اپنے ملک کا مستقبل اور سرمایہ حیات ہوتے ہیں۔گھریلو حالات سے تنگ آ کر یہ بچے تعلیم حاصل کرنے کی عمر میں بعض اوقات خود یا والدین کے کہنے پر گھر کا چولہا جلانے کی خاطر سکول جانے کے بجائے دکانوں، ریڑھیوں، کوڑا چننے اور دیگر مقامات پر کام کرنے لگ جاتے ہیں یہ ایک المیہ ہے جو وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ معاشرتی ناسور کی شکل اختیار کر جاتا ہے اور پھر یہ ناسور سماج کی شکل پر داغ دار اور بدنما دھبا بن جاتا ہے گو ساری دنیا اس لعنت کا سامنا کر رہی ہے خصوصاً تیسری دنیا کے غریب ممالک اسکا زیادہ شکار ہیں ہمارے یہاں جہاں اشرافیہ امیر سے امیر تر اور غریب غریب تر ہوتا جا رہا ہے وہاں غریبوں کے بچے سکول جانے کی بجائے دکانوں، ہوٹلوں، بس اڈوں، ورکشاپوں اور دیگر متعدد جگہوں پر مزدوری پر لگا دیے جاتے ہیں۔

اگرچہ سرکاری سکولوں میں تعلیم مفت ہے لیکن اس کے باوجود غریب لوگ اپنے اہل وعیال کا پیٹ پالنے کیلئے بچوں کو بھی کام پر لگاتے ہیں کیونکہ تعلیم کے لیے سکول ہیں تو کتابوں اور فیسوں کے لیے غریبوں کے پاس پیسے نہیں ہیں آج تک درجنوں قوانین بنائے گئے لیکن ٹھوس بنیادوں پر کوئی حکمت عملی مرتب نہ کی جا سکی جس سے چائلڈ لیبر کو روکا جا سکے۔

ہمارے یہاں عوامی حقوق کی بات کو سب ہی سیاسی جماعتیں کرتیں ہیں لیکن چائلڈ لیبر کے خاتمے کے حوالے سے کوئی موثر رول ادا نہیں کیا نہ ہی پہلے سے موجود قوانین پر عمل درآمد ممکن بنایا جا سکا ہے۔چار سے چودہ سال کے ہزاروں بچے آج بھی دکانوں، ورکشاپوں اور دیگر مقامات پر انتہائی نامساعد حالات میں کام کر رہے ہیں۔

مزدور بچوں پر نہ جانے آخری سروے کب کی گئی۔اس سے قبل بھی غیر سرکاری سطح پر جو سروے کی گئی اس میں بتایا گیا ہے کہ سینکڑوں بچے ورکشاپوں اور دکانوں پر کام کر رہے ہیں اور ان میں سے ساٹھ فیصد نے اپنی تعلیم ادھوری چھوڑ دی۔جبکہ یہ صرف باقاعدہ کام کاج کی جگہوں پر کام کرنے والوں کی تعداد ہے مزدور بچوں کی بڑی تعداد تو غیر رسمی شعبہ میں ہے جیسے گھروں اور کھیتوں میں کام کرنے والے جنکا کوئی سروے نہیں کیا جاتا۔سماجی بہبود پر کام کرنے والی ایک تنظیم کے مطابق باقاعدہ شعبوں میں کام کرنے والے مزدور بچوں کی تعداد ہزاروں سے تجاوز کر چکی ہے

یہ ایک المیہ ہے کہ پانچ سے پندرہ سال کی عمر کے ہزاروں بچے سکولوں سے باہر ہیں اور یہ بچے کسی وقت بھی وقت نو عمر مزدور بن سکتے ہیں یہ بچے اکثر گاڑیوں کی ورکشاپوں، فرنیچر کارخانوں، ہوٹلوں اور دکانوں پر کام کرتے دیکھائی دیتے ہیں اس کے علاوہ گھروں میں بھی ان بچوں سے نہ صرف مزدوری بلکہ جبری مشقت بھی لی جاتی ہے۔

ورکشاپوں اور دیگر آلودگی پھیلانے والی فرموں پر کام کے دوران اٹھنے والی دھول نہ صرف ان معصوم بچوں کے پھیپھڑوں میں جاتی ہے بلکہ ان کے لیے موزی امراض میں مبتلا ہونے کا اندیشہ دیتا ہے، اس طرح فرنیچر اور گاڑیوں کی ڈینٹنگ پینٹنگ کے کام میں رنگ اور پالش میں موجود خطرناک کیمیکل بھی ان بچوں کا مقدر بنتے ہیں اور یہ بچے ٹی بی جیسی امراض میں مبتلا ہو جاتے ہیں۔

بچوں کے لیے سب سے زیادہ خطرناک کام ورکشاپ پر ہے جہاں گرد و غبار اور دیگر آلودگی سے بڑی تعداد میں بچوں کے پھیپھڑے متاثر ہوتے ہیں جبکہ قالین بافی میں پنچوں پر بیٹھنے کی وجہ سے اکثر اوقات ان بچوں کے پاؤں مڑ جاتے ہیں اسی طرح ہسپتالوں سے کوڑا کرکٹ، ٹیکے، گندی پٹیاں بھی اٹھاتے ہیں جن کے بارے میں وہ نہیں جانتے کہ وہ کتنی خطرناک بیماریوں میں مبتلا ہو سکتے ہیں بدقسمتی سے ہمارے ہسپتالوں میں کوڑا کرکٹ کو ٹھکانے لگانے کا کوئی انتظام موجود نہیں ہوتا جس کی وجہ سے ماحول متاثر ہونے کا اندیشہ رہتا ہے۔

بچوں کی مزدوری کرنے کی بڑی وجہ غربت ہے اکثر والدین پیسوں کی بجائے صرف اس غرض سے بچوں کو کام پر بھیجتے ہیں کہ وہ کوئی ہنر ہی سیکھ لیں گے۔غیر سرکاری تنظیم کے مطابق قالین بافی میں صرف بائیس فیصد بچے خاندان کی غربت کی وجہ سے تھے جبکہ تعلیم کی طرف راغب کرنے پر پینتالیس فیصد بچوں نے قالین بافی کو چھوڑ کر سکولوں کی راہ لی۔

انٹرنیشنل لیبر آرگنائزیشن کی ایک رپورٹ کے مطابق پوری دنیا میں بچوں سے مزدوری لینے کے کام میں نمایاں کمی واقع ہوئی ہے۔یہاں بھی مزدور بچوں کی تعداد میں نمایاں کمی ہوئی ہے تاہم اس کے باوجود اب بھی بچوں کی ایک بڑی تعداد اب بھی متاثر ہیں

اس بات کا قوی اندیشہ ہے کہ موجودہ صورتحال میں بڑھتی ہوئی مہنگائی، بے روزگاری، تعلیمی اخراجات میں اضافہ اور چائلڈ لیبر پالیسی سے پردہ پوشی کی وجہ سے چائلڈ لیبر کم ہونے کی بجائے بڑھے گی چائلڈ لیبر کے خاتمے کے لیے حکومت کے ساتھ ساتھ معاشرے کو بھی فعال کردار ادا کرنا ہوگا اور غربت کے ہاتھوں مجبور مزدوری کرنے والے بچوں کو مفت تعلیم، علاج معالجہ اور کفالت فراہم کرنے کے ذرائع مہیا کرنے ہونگے۔اس کے علاوہ کروڑوں روپے خرچ کرنے والی این جی اوز کو بھی چائلڈ لیبر اور اسکے اسباب کے خاتمے کے لیے ٹھوس بنیادوں پر اقدامات کرنا ہوں گے۔این جی اوز کو چاہیے کہ محض دکھاوے کی روش کو ترک کریں اور سنجیدگی سے بچوں کی فلاح و بہبود کے لیے عملی اقدامات کریں۔

کشمیر میں بچوں کی شاعری

ارشاد آفاقی
ڈگری کالج سوپور، کشمیر

تعارف:۔اردو زبان میں بچوں کا ادب تخلیق کرنا ناممکن نہ سہی مشکل ضرور ہے کیونکہ یہ بڑی ریاضت، محنت اور جان فشانی کا طالب ہے اور اس میں حوصلہ افزائی کے مواقع بہت کم ہوتے ہیں۔ان ہی وجوہات کی بناء پر اردو کے تمام شعراء نے بچوں کی شاعری پر طبع آزمائی نہیں کی۔جہاں تک صوبہ کشمیر میں بچوں کی شاعری کا تعلق ہے یہاں اگرچہ بچوں کے شعراء کا کال نہیں البتہ ان کو آسانی سے انگلی پر گنا یا جا سکتا ہے۔کیونکہ موجودہ دور تک یہاں صرف پانچ شعراء کا کلام اردو میں دستیاب ہے۔جبکہ کشمیری زبان میں غلام نبی آتش، ایس راٹھی، ایوب صابر، شبیر حسین شبیر، رشید کا نسپوری، حمید سراج، نعیم کشمیری، روحی جان اور اختر منصور نے بچوں کے لیے بہترین اور عمدہ شاعری کی۔ان کے شعری مجموعے بھی منظر عام پر آ کر قارئین و ناقدین سے مناسب داد و تحسین حاصل کر چکے ہیں اور ان میں بیشتر شعراء ساہتیہ اکیڈمی کے انعام سے سرفراز ہو چکے ہیں۔البتہ اردو کے حوالے صوبہ کشمیر کے شعراء کو سنجیدگی سے توجہ دینے کی ضرورت ہے۔کیونکہ یہی ہماری بنیاد ہے۔یہی قوم و ملک کا مستقبل ہے۔آج اگر ان کی بہتر پرورش کی جائے تو کل یہ اپنے گھر والوں کا، سماج کا اور ملک کا نام روشن کریں گے۔اس لیے اس کو بچکانہ ادب سمجھ کر کے نظر انداز نہیں کرنا چاہیے۔

موجودہ صدی کو بجا طور پر الیکٹرونک میڈیا صدی قرار دی جا سکتی ہے۔آج الیکٹرونک میڈیا کے توسط سے بچوں تک جو مواد پہونچایا جا رہا ہے وہ اتنا دلچسپ، حیرت انگیز اور تجسس خیز ہوتا ہے کہ بچے اس کے اسیر بن جاتے ہیں۔بچوں کا رشتہ کتاب اور قلم کے بجائے الیکٹرونک آلات اور جدید ذرائع ابلاغ کی طرف منتقل ہو گیا ہے۔ان کو کتابوں کی طرف راغب ہونے کیلیے انداز میں جدت لانی ہوگی اور ان کا دل بہلانے اور لبھانے کے لیے ایسی اچھوتی نظمیں تخلیق کرنی چاہیے۔جو بچوں کی نفسیات اور دلچسپی کو مدِ نظر رکھ کر لکھی گئی ہے۔غرض ان کے لیے ہمہ پہلو ادب تخلیق کرنا ہوگا جو دورِ حاضر کے تقاضوں سے ہم آہنگ ہو۔جس کے مطالعہ سے بچوں کے اندر موجود تجسس، تفکر اور جستجو کے جذبے کو تسکین ملے اور ان کے تخیل کو قوت پرواز ملے ساتھ ہی ساتھ ان کو آگے بڑھنے کی امنگ ملے۔پال بازوڈ اچھی کتاب کی خوبیاں بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:۔

"وہی کتاب اچھی ہے جو فن کا حق ادا کرتی ہے، جو بچے میں اُپج پیدا کرتی ہے اور علم کا راستہ بتاتی ہے جو پہلی ہی نظر میں خوبصورت معلوم ہو۔

جو ان کی روح میں وہ تحریک پیدا کر دے جو آئیندہ زندگی میں ہمیشہ کام آ سکے۔اچھی کتاب وہ ہے جو بچے کے دل میں عالمی زندگی کے لئے عزت کا جذبہ ابھارے۔جو کھیل کی شجاعت اور نمایاں وقار کی عزت کر سکے، جو بچے دل میں یہ احساس پیدا کر سکے کہ ذہین اور سوجھ بوجھ کی ترتیب اس کی زندگی کا مقصد ہے۔"

(بحوالہ: بچوں کے ادب کی خصوصیات از مشیر فاطمہ، انجمن ترقی اردو (ہند) علی گڑھ، سنہ اشاعت ۱۹۶۲ء، ص۲۲)

اکبر جے پوری:۔ اکبر جے پوری وادی کشمیر کے کہنہ مشق شعراء میں شمار ہوتے ہیں۔اس سے بڑھ کر ان کا امتیاز یہ ہے کہ وہ کشمیر کے پہلے شاعر ہیں جنھوں نے بچوں کے لیے نظمیں لکھی ہے۔ان کا شعری مجموعہ "شگوفے" ۱۹۹۹ء میں شائع ہو چکا۔جبکہ "بچوں کے مشاعرے" از سید شبیب رضوی، "ہم سب بچے" از حسن اظہر، "سبق سبق کہانی" از حمیدہ شاہ اختر، "چندا ماما دور کے" از پرویز مانوس (غیر مطبوعہ) اور روف راحت (چند مطبوعہ نظمیں) بلترتیب ۲۰۰۹، ۲۰۱۲ء اور ۲۰۱۴ء میں منظر عام پر آ چکے ہیں۔اس سے یہ بات عیاں ہو جاتی ہے کہ اکبر جے پوری کشمیر کے پہلے بچوں کے شاعر ہیں۔اکبر جے پوری کو اگر میں نے نہیں پڑھا ہوتا تو شاید سید شبیب رضوی ہی کو کشمیر میں بچوں کے پہلے شاعر سمجھنے کی غلطی کر بیٹھتا۔

اکبر جے پوری کے شعری مجموعہ "شگوفے" میں کل ملا کر سات مشاعرے بعنواں "بہار کا علامتی مشاعرہ"، "مزاحیہ مشاعرہ"، "بہاریہ مشاعرہ"، "خزاں کا مشاعرہ"، "موسم سرما کا مشاعرہ"، "موضوعاتی مشاعرہ"، اور حسینی مشاعرہ" ملتا ہے۔ جن میں بلترتیب سات، بیس، سولہ، تیرہ، پندرہ، اکتیس اور اٹھارہ نظمیں ہیں۔"شگوفے" پر اظہار خیال کرتے ہوئے ڈاکٹر روشن اختر کاظمی لکھتے ہیں:۔

"شگوفے اکبر جے پوری کی ریڈیائی نظموں پر مشتمل ہے، جو بچوں کے احساسات اور مزاج کو ذہن میں رکھتے ہوئے نظم کی گئی ہیں۔

اکبر جے پوری کو بچوں کی نفسیات اور دل چسپیوں کی مکمل آگہی ہے اور وہ انہیں موضوعات کو اپنی نظموں کا موضوع بنا کر پیش کرتے ہیں جن سے بچے پُورے طور پر لطف اندوز ہو سکیں اور سمجھ سکیں۔ساتھ ہی یہ کوشش بھی نمایاں ہے کہ بچے کوئی اور سبق بھی حاصل کر سکیں۔ان کی یہ کوشش اردو ادب کے شائقین کے لیے بھی باعثِ کشش ہے"۔

(شگوفے میری نظر میں از ڈاکٹر روشن اختر کاظمی مشمول: شگوفے (بچوں کی نظمیں) از سید اکبر جے پوری، جے، کے، آفسیٹ پرنٹرس دہلی ۱۹۹۹ء ص ۸۔۹)

ہر شاعر کا اپنا اپنا طرز ہوتا ہے۔وہ اپنے طور پر الفاظ کا چناؤ اور ان کو استعمال کرتا ہے اور اس کے ذریعے دوسروں تک خوبصورتی اور سچائی کا پیغام پہنچاتا ہے۔سید اکبر جے پوری نے بھی موضوع کا انتخاب، الفاظ کی نشست و برخاست اور اندازِ بیان کی شگفتگی کا خاص خیال رکھتے ہوئے بچوں کے لیے ایسا سرمایہ چھوڑا ہے جو قابلِ داد ہے اور قابل مطالعہ بھی۔اس میں بچوں کی خوشی اور مسرت کے سامان ہیں اور ساتھ ہی ان کا دل بہلانے، انہیں متاثر کرنے نیز ان کے ذہن کو مسحور کے لیے ایسی نظمیں لکھی جن میں بچوں کی ضرورت اور ترجیحات، مزاج اور معیار کا خاص خیال رکھا گیا ہے۔ان نظموں میں جہاں شاعر نے وادی کشمیر کے قدرتی نظاروں، آبشاروں، اشجاروں، لالہ زاروں، پھلوں، پھولوں، خوبصورت باغات صحت افزا مقامات، موسموں کی رنگینوں اور تبدیلوں کو آسان زبان میں بیان کیا ہے وہیں بچوں کی شرارتوں، شوخوں، تمناؤں، خواہشات اور جذبات کی سادہ اور دلچسپ زبان میں ترجمانی بھی کی ہے۔جس سے بچوں کو اپنے ماحول سے دلچپی پیدا ہونے کے ساتھ ساتھ قوتِ تخیل میں اضافہ ہو جائیں۔

پہلا مشاعرہ "بہار کا علامتی مشاعرہ" ہے۔اس میں بلبل، چنار، جھرنا، بادام واری، ڈل، گلاب اور باغ جیسے موضوعات پر نظمیں لکھ کر بہار کا حسین و جمیل نقشہ کھینچا گیا ہے۔اس مشاعرے میں بلبل بہار کا مغنی بن کر گلابوں کی محفل سجاتے، گیت گاتے، شہنائی بجاتے ہوئے محبت کا نغمہ سناتے ہیں وہیں بچوں کے لیے یہ پیغام بھی لاتی ہے۔

جو محنت کروگے راحت ملت گی
یہی بات سب کو سناتی ہوں میں
گیا وقت غفلت کا اٹھو ذرا
جو سوئے پڑے تھے جگاتی ہوں میں

'چنار' کشمیر سے اپنے ازلی رشتہ کی داستان بیان کرتے ہوئے کہتا ہے کہ مجھے سبھی لوگ اسی لیے پیار اور عزت کرتے ہیں کیونکہ میں ہر موسم میں انھیں کام آتا ہوں اور کشمیر کو حسین بناتا ہوں۔اس مشاعرے میں 'بادام وادی' اپنی خوبصورتی اور دلکشی کی گیت گاتی ہے اور 'جھیل ڈل' اپنے دلفریب حسن کے نغمے الاپتا ہے۔گلاب اپنی مہک بکھیرتا ہے اور باغ اپنے حسین نظاروں کا نغمہ گاتا ہے۔جھرنا بچوں کو یہ سبق دیتا ہے کہ جس طرح میں پتھروں اور پہاڑوں سے ٹکرا کر سنگلاخ میں بھی راہ بناتا ہوں اور صحرا کو گلستان میں تبدیل کرنے کا حوصلہ رکھتا ہوں اسی طرح آپ بھی ہمت، شجاعت اور بہادری سے کام لے کر اپنا مقصد حاصل کرو۔

بے خوف بہادر ہوں میں ہمت کا دھنی ہوں
بڑھتا ہی چلا جاتا ہوں میں ایسا جری ہوں۔

"مزاحیہ مشاعرہ" بچوں کی فطرت، مزاج اور مذاق کے عین مطابقت ہے کیونکہ بچے کو پڑھائی اور اسکول کی پریشانی، والدین اور ٹیچر کی ڈانٹ ڈپٹ، سبق یاد کرنے اور فیل ہونے کا ڈر رہتا ہے۔جبکہ بِن پڑھے پاس ہو جانا، ہوم ورک نہ ہونا، خیالوں میں آفسر بننا، خوابوں میں امتحان پرچہ دیکھنا اور اپنی مرضی سے اسکول جانا انھیں پسند ہے۔یہ اور اس نوع کے دوسرے موضوعات اس مشاعرے میں اس خوبصورتی اور شگفتہ زبان میں بیان کیے گئے ہیں جو بچوں ہی کی مزاحیہ فطرت کی ترجمانی کرتا ہے اور ان کی ذہنیت کی گواہی دیتے ہیں۔ یہاں بچوں کی دل کی باتیں، شراتیں، شوخیاں، غصے، خوف، خوشی اور دوسرے جذبات کو بیان کرنے کے لیے کبھی کبھی نامور شعراء کے مشہور مصرعوں پر مصرعے لگا دیے ہیں۔اس طرح بچے اساتذہ کے مصرعے زبانی یاد کرنے کے علاوہ لطف اندوز بھی ہوتے ہیں۔مثلاً

بوجھ دل پر، دماغ پر ہوگا
یہ حساب و کتاب رہنے دو
بن پڑھے ہی میں پاس ہو جاؤں
ہے سُہانا یہ خواب رہنے دو
نقل میں خوب لطف آتا ہے
جب کوئی دوسرا نہیں ہوتا
دل کو اُس روز چین ملتا ہے
مدرسہ جب کھلا نہیں ہوتا

"مزاحیہ مشاعرہ" کا مطالعہ کرنے سے یہ بات اظہر من الشمس ہو جاتی ہے کہ سید اکبر جے پوری نے یہ نظمیں بچوں کے بیچ بچہ بن کر تخلیق کی ہے۔وہ بچوں کی ذہنی صلاحتیوں سے واقف تھے۔ان کی نفسیات کے نباض تھے۔ اُن کے تقاضوں اور مسائل سے باخبر تھے۔واقعی یہ مکمل مشاعرہ بچوں کے دماغ سے سوچا گیا اور ان ہی کی زبان سے ادا بھی کیا گیا۔ملاحظ فرمائیں۔

خواب میں ڈرتے ہیں پٹائی سے
نیند آتی ہے پر نہیں آتی
صرف پڑھنے میں ہم نکمے ہیں
ورنہ کیا بات کر نہیں آتی
میرے اسکول پر ہو ایک برس تک بارش
ہاتھ آجائے نہ پڑھنے کا بہانہ سب کو

"بہاریہ مشاعرہ" میں بہار کی آمد، بہار کا منظر، بہار کی رعنائیوں اور رنگینوں کا دلکش نقشہ کھینچا گیا ہے۔اس موسم میں جہاں ہر سو ہریالی اور شادابی نظر آتی ہے وہیں موسم بہار کو کشمیر کے لیے خوشیوں کا موسم کہا ہے کیونکہ اس موسم میں یہاں گلشنوں میں ہریالی، کھیتوں میں فصل، جھیلوں میں شکارے، باغوں میں پھلوار، درختوں پر بلبل گیت گاتے، کوئل شہنائی بجاتے ہوئے نظر آتے ہیں۔یعنی بقول شاعر 'جنت کی تصویر بنا ہے کشمیر'۔اس موسم میں یہاں کے صحت افزا مقامات مثلاً ہارون، نشاط، شالمار، چشمہ شاہی وغیرہ اپنی دلکشی اور جاذبیت سے ہر ایک کا دل مول لیتے ہیں۔غرض شاعر نے کشمیر میں موسم بہار کے دوران دلفریبی اور دل آویزی کی جو صورت دیکھی ہے اس کا خوبصورتی سے نقشہ کھینچا ہے۔

پھول کھلنے لگے چمن میں آج
ہیں بڑی رونقیں وطن ہیں آج
ہر کلی آج مسکرائی ہے
آج شاید بہار آئی ہے
ہر چمن میں مہک ہے پھولوں کی
ہے درختوں پہ دھوم جھولوں کی
لیکے خوشبو کے جام آئی ہے
آج شاید بہار آئی ہے
شور چڑیاں مچا رہی ہیں آج
گیت خوشیوں کے گا رہی ہیں آج
کیسی دلکش فضا یہ چھائی ہے
آج شاید بہار آئی ہے

(جاری)

گواھی (قرآن کی روشنی میں)

ماجد مجید
کشمیر یونیورسٹی

گواہ مطلب، شاہد، ثبوت پہنچانے والا، اسی طرح (گواہی) فارسی لفظ ہے اس کے معنی، شہادت، گواہی کا بیان بلکہ بہت سارے معنی ہیں۔گواہی کے چند مندرجہ ذیل اقسام ہیں۔1)) اسلامی تناظر میں سب سے پہلی گواہی فرشتوں سے لی گئی جب اللہ نے فرمایا میں بنانے والا ہوں انسان اور جب میں اس میں اپنی روح میں سے پھوں کوں تو تم اس کے سامنے سجدے میں گر پڑنا یہ پہلی گواہی اسلام میں تصور کی جاتی ہے۔2))۔دوسری گواہی عالم ارواح میں اولاد آدم سے لی گئی تا کہ حشر کے روز کوئی عذر پیش نہ کریں الاعراف 3) 172) تیسری گواہی تمام انبیاء کرام سے عالم ارواح میں لی گئی ہے آل عمران 81)) انبیاء کرام کی اس گواہی میں آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم موجود نہیں رہے بلکہ اللہ نے تمام انبیاء سے یہ گواہی لی کہ اپنی اپنی باری پر دنیا میں اپنی اپنی امت کو تبلیغ کے ساتھ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کی آمد کی بشارت سے بھی آگاہ کرتے رہنا امیر خسرو نے انبیاء کی اس مجلس کا نقشہ یوں کھینچا ہے "خدا خود میر محفل بود، اندر لامکاں خسرو۔محمد شمع محفل بود، شب جائے کہ من بودم 4) " چوتھی گواہی کسی سے قرض لیتے وقت مقررہ مدت تک لکھ لینا اللہ کا فرمان ہے دو مرد بطور گواہوں کا رہنا لازمی قرار دیا گیا اگر ایک ہی مرد ہو تو اس کے ساتھ دو عورتوں کا گواہ رہنا ضروری ہے ممکن ہے کہ ایک بھول جائے تو دوسری یاد دلائے وہ ناقص ال عقل ہے کیونکہ عورت میں نسیان (بھولنے) کا مادہ زیادہ ہے (البقرۃ 282) 5)) پانچویں گواہی وہ بیوی جو کسی بے حیائی کا ارتکاب کریں تو اپنے میں سے چار گواہ پیش کرنا لازمی ہے اور اگر وہ گواہی دے دیں تو اس بیوی کو گھر میں بند کرنے کا حکم ہے پھر یا اس کو موت لے جائے یا اللہ کوئی اور راستہ نکال دے (النساء 15) 6)) چھٹی گواہی: وہ لوگ جو اپنی بیویوں پر زنا کا الزام لگائیں اور ان کے پاس اپنی ذات کے سوا اور گواہ نہ ہوں تو ایسے شخص کی گواہی یہ ہے کہ اللہ کی قسم کے ساتھ چار بار گواہی دے کہ وہ یقیناً سچا ہے اور پانچویں بار یہ کہے کہ اس پر اللہ کی لعنت ہو اگر وہ جھوٹا ہو۔اور اس عورت سے یہ بات سزا کو ٹال سکتی ہے کہ وہ چار دفعہ گواہی دے اللہ کی قسم کے ساتھ کہ وہ (اس کا شوہر) یقیناً جھوٹا ہے، اور پانچویں دفعہ یہ کہے کہ مجھ پر اللہ کا غضب ہو اگر وہ سچا ہو اس کے بعد ان کے درمیان طلاق واقع ہو جائے گی اور وہ دونوں بطور میاں بیوی اکٹھے نہیں رہ سکیں گے (النور 6-9)۔

7: ساتویں گواہی، واقعہ افک کہ ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا پر تہمت لگائی گئی تو اللہ نے یہ ایک کھلا بہتان قرار دیا اور فرمایا کیوں نہیں وہ لے کر آئے اس پر چار گواہ، تو جب وہ گواہ نہیں لائے تو اللہ کے نزدیک وہی جھوٹے ہیں۔8)) آٹھویں گواہی، حجتہ الوداع کے موقع پر آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں اور صحابہ کرام کے ایک بڑے مجمع عوام سے شہادت لی آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا لوگو ! یاد رکھو میرے بعد کوئی نبی نہیں اور تمہارے بعد کوئی امت نہیں لہذا اپنے رب کی عبادت کرنا پانچ وقت کی نماز پڑھنا رمضان کے روزے رکھنا اپنے مال کی زکوۃ دینا حج کرنا اپنے حکمرانوں کی اطاعت کرنا۔اور تم سے میرے متعلق پوچھا جانے والا ہے تو تم لوگ کیا کہو گے۔مجمع عوام نے کہا، (ہم شہادت دیتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے تبلیغ کر دی پیغام پہنچا دیا اور خیر خواہی کا حق ادا فرمایا) یہ سن کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے انگشت شہادت کو آسمان کی طرف اٹھایا اور لوگوں کی طرف جھکاتے ہوئے تین بار فرمایا، اے اللہ گواہ رہ۔اس کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو آج یہاں موجود ہیں یہ پیغام ان لوگوں تک پہنچاؤ جو یہاں نہیں ہیں یعنی قیامت قائم ہونے تک آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے امت کے کاندھوں پر یہ ذمہ داری ڈالی۔9)) نویں گواہی۔ہر رسول کی اپنی امت کے حق یا خلاف میں گواہی (النساء 41)

اکثر علماء کرام اور مفکروں نے رسول کی اس گواہی کو مختلف انداز میں بیان کیا ہے مثلاً آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مرتبہ اپنے کسی صحابی رضی اللہ عنہ سے قرآن تلاوت کرنے کی فرمائش کی تو صحابی رضی اللہ عنہ سورہ النساء کی تلاوت کرتے جب آیت 41 پر پہنچے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بس کر بس کر جب صحابی رضی اللہ عنہ نے دیکھا تو آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کے چشمان مبارک آنسوؤں سے تر تھیں اور فرمایا حشر کے روز سب رسول اپنی امت کے حق میں یا اپنی امت کے خلاف بارگاہ الہی میں گواہی دیں گے۔10)) دسویں گواہی۔حشر کے روز امت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی گواہی۔اکثر علماء کرام اور مفکروں نے سورہ النساء آیت 41)) کی اپنے اپنے انداز میں تفسیر لکھی ہے اور حدیث رسول صلی اللہ علیہ وسلم میں بھی ذکر ہے کہ (حشر کے روز سب سے پہلے حضرت نوح علیہ السلام اور اس کی امت کو بارگاہ الہی میں پیش کیا جائے گا سوال و جواب ہوں گے نوح علیہ سلام کو اپنی امت میں تبلیغ کے متعلق پوچھا جائے گا وہ جواب دیں گے "بارالہا، میں نے آپ کا پیغام اپنی امت کو پہنچایا "پھر نوح علیہ السلام کی امت کو بھی پوچھا جائے گا کہ لیکن وہ انکار کریں گے کہ نوح علیہ سلام نے اللہ کا کوئی بھی پیغام ہم کو نہیں بتایا یعنی وہ انکاری ہوں گے پھر نوح علیہ السلام سے گواہی طلب کی جائے گی تو وہ التجا کریں گے (بار الہا میرے امت میں تبلیغ کی گواہی امت محمد صلی اللہ علیہ وسلم دے گی۔) اسی طرح ہر امت اپنے اپنے رسولوں کی تبلیغ کا انکار کرتے رہیں گے۔رسول لاجواب ہوں گے اور اپنے تبلیغ کی گواہی امت محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے طلب کریں گے۔

آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا پھر میری امت کو لایا جائے گا اور میری امت تمام رسولوں کے حق میں گواہی دیں گی اس کے بعد آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کو بلایا جائے گا اور کہا جائے گا "یا نبی آخرالزمان صلی اللہ علیہ وسلم! کیا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی امت اس لائق ہے کہ ہم ان کی یہ گواہی تسلیم کریں۔آنحضور صلی اللہ علیہ جواب میں عرض کریں گے کہ ہاں میری امت کی گواہی تسلیم کی جائے) یہ حشر کے روز امت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی فضیلت کا مقام ہے کہ سب عوام الناس ایسی فضیلت کی اپنے لئے تمنا کریں گے۔

یہ چند مندرجہ بالا گواہیاں قرآن اور صحیح احادیث کی روشنی میں قلمبند کیے ہیں۔

دہشت گردی، علیحدگی

کیا جانا چاہیے کیونکہ دوہرے معیار کے لیے کوئی جگہ نہیں ہے۔ وزیر دفاع نے زور دے کر کہا کہ ایس سی او کو ان لوگوں کے خلاف مناسب کارروائی کرنے میں ہچکچاہٹ نہیں ہونی چاہیے، جو دہشت گردوں کو مدد، پناہ گاہیں اور محفوظ ٹھکانے فراہم کرتے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ دہشت گردی، علیحدگی پسندی اور انتہا پسندی کا بغیر کسی استثناء کے مقابلہ کرکے، ہم علاقائی سلامتی کو ایک چیلنج سے امن اور خوشحالی کے ستون میں بدل دیتے ہیں۔ انسداد دہشت گردی کی کوششوں کو ایس سی او کے بنیادی اصول کے طور پر بیان کرتے ہوئے، مسٹر سنگھ نے کہا کہ تنظیم نے اس خطرے کے خلاف مشترکہ لڑائی میں اس طرح کی کارروائیوں اور نظریات کی مذمت کی ہے۔ انہوں نے گزشتہ سال کے تیانجن اعلامیہ کا حوالہ دیا، جس نے دہشت گردی کے خلاف ہندوستان کے مضبوط اور اجتماعی موقف کی عکاسی کی اور اسے دہشت گردی اور اس کے حامیوں کے تئیں اس کی صفر رواداری کی پالیسی کا ثبوت قرار دیا۔ انہوں نے کہا، "اجتماعی اعتباریت کا اصل امتحان مستقل مزاجی میں مضمر ہے۔ ہمیں یہ نہیں بھولنا چاہیے کہ دہشت گردی کی کوئی قومیت اور کوئی مذہب نہیں ہوتا۔ دہشت گردی کے خلاف ممالک کو مضبوط اور اجتماعی موقف اختیار کرنا چاہیے۔"

موسمیاتی تبدیلی

پالیسیوں کو ماحول دوست فصلوں کی حمایت کرنی چاہیے۔ ہمیں لیبارٹری اور کھیتوں کے درمیان فرق کو ختم کرنا ہوگا اور محققین کو ماحول کے موافق انواع کی تخلیق کو اپنی اولین ترجیح بنانا چاہیے۔'' لیفٹیننٹ گورنر نے کہا کہ ہمارے کھیت تہذیب کی بنیاد، معیشت کی ریڑھ کی ہڈی اور مستقبل کی اُمید ہیں۔ انہوں نے کہا: ''ہر پالیسی، ہر مداخلت کو اس بات کا احترام کرنا چاہیے کہ ہمارے کھیتوں اور کسانوں نے صدیوں سے انسانیت کو آگے بڑھایا ہے۔ اب موسمیاتی تبدیلی کا خطرہ کسان کے کھیت سے کہیں آگے بڑھ چکا ہے اور یہ ہر اس زندگی کے لئے خطرہ بن چکا ہے جو زراعت اور اس سے منسلک شعبوں پر انحصار کرتی ہے۔ اس بحران کی فوری نوعیت کسی تاخیر کی اجازت نہیں دیتی۔'' لیفٹیننٹ گورنر نے کہا کہ وزیر اعظم نریندر مودی کی قیادت میں ہندوستان اس جدوجہد میں آگے ہے اور 25-2024 میں زرعی پیداوار 357 ملین ٹن تک پہنچ گئی جو 24-2023 کے مقابلے میں 25 ملین ٹن زیادہ ہے جبکہ باغبانی کی پیداوار 362 ملین ٹن رہی جس میں اعلیٰ قیمتی فصلوں کی تنوع بھی شامل ہے۔ انہوں نے کہا، ''ہندوستان نے سب سے پہلے ملک بھر میں مٹی کی جانچ کا پروگرام شروع کیا اور 25 کروڑ سوئیل ہیلتھ کارڈ تقسیم کئے۔ کسانوں کی کریڈٹ کی حد 3 لاکھ روپے سے بڑھا کر 5 لاکھ روپے کر دی گئی۔ قومی مشن کے تحت 100 کروڑ روپے اعلیٰ پیداوار والے بیجوں کے لئے مختص کئے گئے۔ 14-2013 کے بعد دالوں کی خریداری کم از کم امدادی قیمت (ایم ایس پی) پر 7,350 فیصد اور تیل دار بیجوں کی خریداری 1,500 فیصد بڑھ گئی۔ تاہم موسمیاتی اثرات شدت اختیار کر رہے ہیں اور گزشتہ برس مختلف ریاستوں میں شدید موسمی حالات دیکھنے میں آئے۔'' لیفٹیننٹ گورنر نے سائنسدانوں اور اختراع کاروں سے موسمیاتی طور پر زراعت کے لئے سات نکاتی عزم پر زور دیا جن میں کسانوں کی قیادت میں تحقیق، موسمیاتی انشورنس کی توسیع، گرین کریڈٹ، مقامی موسمی مشورے، روایتی بیجوں کا تحفظ، پالیسی ہم آہنگی اور شفاف جائزہ شامل ہیں۔ انہوں نے درست اور تجدیدی کاشت کاری، پانی کے بہتر انتظام، فصلوں کی تنوع اور ٹیکنالوجی کے انضمام پر بھی زور دیا۔ انہوں نے کہا کہ اختراعات کو زمینی حقائق کی عکاسی کرنی چاہیے اور محض سیمیناروں کی باتوں تک محدود نہیں رہنا چاہیے جبکہ حکومتوں کو بڑھتے ہوئے خطرات سے روزگار کے تحفظ کے لئے اقدامات کو وسعت دینی چاہیے۔ انہوں نے بینکوں سے بھی کہا کہ وہ دیرپا زرعی فائنانسنگ کو ترجیح دیں، روایتی اقسام کے بیجوں کو محفوظ رکھیں، تمام اقدامات کو مربوط انداز میں عملائیں اور ہر پروگرام کا کھلے دل سے جائزہ لے کر اسے بہتر بناتے رہیں۔ لیفٹیننٹ گورنر نے کہا کہ سائنسدانوں اور پالیسی سازوں کو یہ تسلیم کرنا ہوگا کہ چھوٹے اور معمولی کسان موسمیاتی تبدیلی میں سب سے کم حصہ ادا کرتے ہیں لیکن اس کے سخت ترین اثرات سہتے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ کسان صرف اناج پیدا کرنے والے نہیں بلکہ روایت، ثقافت، غذائی تحفظ اور دیرپا مستقبل کے محافظ ہیں۔ انہوں نے کہا، ''ہر کسان کو بروقت موسمی رہنمائی ملنی چاہیے۔ ہر کھیت کو قومی اثاثہ سمجھ کر اس کی حفاظت کی جانی چاہیے۔ زراعت میں ہماری ذمہ داری واضح ہے کہ ہمیں اسے آنے والی نسلوں کے لئے محفوظ رکھنے کی ضرورت ہے۔ یہی ہمارا پختہ عزم ہے۔'' افتتاحی سیشن میں وزیر برائے خوراک، شہری رسدات و امور صارفین، سائنس و ٹیکنالوجی ستیش شرما، وائس چانسلر سکاسٹ جموں پروفیسر بی این ترپاٹھی، ڈائریکٹر جنرل محکمہ موسمیات ہند ڈاکٹر مرتیونجے موہاپاترا، صدر انڈین ایکولوجیکل سوسائٹی پروفیسر اے کے دھون، ڈائریکٹر ریسرچ سکاسٹ جموں ڈاکٹر ایس کے گپتا، آرگنائزنگ سیکرٹری ڈاکٹر سید شیراز مہدی سمیت بڑی تعداد میں سائنسدانوں، ماہرین تعلیم، پالیسی سازوں، ماہرین اور طالب علموں نے شرکت کی۔

عمر عبداللہ کا شیوراج

ہے، وہ دراصل ان کے لوگوں سے قربت اور عوامی بہبود کے لیے ان کی سنجیدگی کی علامت ہے۔ عمر عبداللہ نے کہا کہ ''جموں وکشمیر کے لوگ بھی آپ کو اسی احترام اور عقیدت کے ساتھ دیکھتے ہیں''۔ تقریب میں پردھان منتری گرام سڑک یوجنا کے تحت 3,550 کروڑ روپے مالیت کے 330 ترقیاتی منصوبوں کا باضابطہ آغاز کیا گیا۔ اپنے خطاب میں وزیر اعلیٰ عمر عبداللہ نے کہا کہ ان کی حکومت نے گزشتہ ڈیڑھ برس میں ترقیاتی منصوبوں کے نفاذ میں شفافیت اور رفتار کو یقینی بنایا ہے۔ انہوں نے کہا، ''ہم اس وقت مزید فنڈز کا مطالبہ نہیں کرتے، کیونکہ گزشتہ ایک سال کے دوران پی ایم جی ایس وائی کے تحت آٹھ ہزار کروڑ روپے کے منصوبے پہلے ہی ہمیں مل چکے ہیں۔ اب ہماری ذمہ داری ہے کہ ان فنڈز کا درست اور منصفانہ استعمال کر کے لوگوں کو زیادہ سے زیادہ فائدہ پہنچایا جائے۔'' عمر عبداللہ نے مرکزی وزیر کے تعاون اور دلچسپی کا خصوصی حوالہ دیتے ہوئے کہا کہ انہوں نے ہر مرحلے پر جموں وکشمیر کے ترقیاتی مطالبات کو سنجیدگی سے لیا ہے۔ انہوں نے کہا: ''آپ نے عملی طور پر ثابت کیا ہے کہ آپ جموں وکشمیر کے دوست بھی ہیں اور خیر خواہ بھی۔''

انجینئر رشید کو

نے عدالت کے فیصلے کو ''قانون اور انسانیت کے درمیان قابل مثال توازن'' قرار دیا۔ انہوں نے کہا کہ یہ بروقت اور حساس مداخلت عدلیہ پر عوام کے اعتماد کو مزید مضبوط کرتی ہے۔ انعام اُن نبی کے مطابق عدالت نے یہ واضح کر دیا ہے کہ عدالتی نظام صرف قانون کی تشریح تک محدود نہیں بلکہ انسانی اقدار اور وقار کے تحفظ کا بھی ضامن ہے۔ انہوں نے کہا کہ ایک منتخب عوامی نمائندے کو اپنے بیمار والد سے ملاقات کی اجازت دینا ''رحم دلی اور انسانی ہمدردی پر مبنی انصاف'' کی بہترین مثال ہے۔ انہوں نے مزید کہا کہ اس فیصلے سے یاد دہانی ہوتی ہے کہ جمہوری اداروں کو انسانی تکلیف اور جذبات کے معاملے میں حساس رہنا چاہیے۔ اے آئی پی نے اپنے موقف کو دہراتے ہوئے کہا کہ ہمدردی اور انصاف کا توازن نظام حکمرانی اور عدالتی عمل کا لازمی حصہ ہونا چاہیے، اور پارٹی کو امید ہے کہ آنے والے مراحل میں بھی عدالتی کارروائی منصفانہ انداز میں آگے بڑھے گی۔

دیہی ترقی کے لئے

مودی کی قیادت میں حکومت ہند صرف سڑکیں بنانے تک محدود نہیں بلکہ دلوں کو جوڑنے کے لیے بھی پرعزم ہے۔ انہوں نے مزید کہا کہ جموں وکشمیر کی ترقی کے لیے ''دل کے دروازے بھی کھلے ہیں اور دلی کے دروازے بھی کھلے ہیں''۔ انہوں نے اس بات پر روشنی ڈالی کہ پردھان منتری گرام سڑک یوجنا (پی ایم جی ایس وائی-4) کے پہلے مرحلے میں جموں وکشمیر کو ترجیح دی گئی تھی اور اب دوسرے مرحلے میں بھی اسے فوقیت دی گئی ہے، جو اس خطے کے لیے مرکز کی مضبوط وابستگی اور سنجیدگی کو ظاہر کرتا ہے۔ شیوراج سنگھ چوہان نے کہا کہ ایک ہی سال کے اندر جموں وکشمیر کے لیے تقریباً 8,000 کروڑ روپے کے سڑک منصوبوں کی منظوری ایک تاریخی کامیابی ہے۔ انہوں نے یقین دلایا کہ جیسے جیسے منظور شدہ سڑکوں پر تعمیراتی کام آگے بڑھے گا، مرکزی حکومت باقی درکار راستوں کے لیے بھی مثبت فیصلے کرتی رہے گی۔ انہوں نے اس بات پر زور دیا کہ مقصد صرف سڑکوں کی تعمیر نہیں بلکہ ہر گاؤں، بستی اور دور دراز علاقے کو ترقی کے مرکزی دھارے سے جوڑنا ہے، کیونکہ سڑکیں لوگوں کو اسکولوں، اسپتالوں، منڈیوں اور روزگار کے مواقع کے قریب لے آتی ہیں۔ خواتین کو بااختیار بنانے پر زور دیتے ہوئے مرکزی وزیر شیوراج سنگھ چوہان نے کہا کہ دین دیال انتودیہ یوجنا - نیشنل رورل لائیولی ہڈ مشن (ڈی اے وائی-این آر ایل ایم) کے تحت 24 ریاستوں اور مرکز کے زیر انتظام علاقوں میں خواتین سیلف ہیلپ گروپس کے لیے 4,568.23 کروڑ روپے سے زائد کی ''مد منظوری'' جاری کی گئی ہے۔ جموں وکشمیر کی خواتین سے خطاب کرتے ہوئے انہوں نے کہا کہ ان کا مقصد صرف ''لکھپتی دیدیوں'' کی تعداد بڑھانا نہیں بلکہ انہیں مضبوط اور خود مختار کاروباری خواتین (انٹرپرینیورز) میں تبدیل کرنا ہے۔ اس موقع پر شیوراج سنگھ چوہان اور عمر عبداللہ نے ''لکھپتی دیدیوں'' کو اعزاز سے بھی نوازا۔ زراعت اور کسانوں سے متعلق امور پر بات کرتے ہوئے شیوراج سنگھ چوہان نے جموں وکشمیر میں چھوٹی زمینوں، دشوار گزار جغرافیائی حالات اور موسمی خطرات جیسے چیلنجز کا خاص طور پر ذکر کیا۔ انہوں نے کہا کہ مرکزی حکومت ہولسٹک ایگریکلچر ڈیولپمنٹ پروگرام کے تحت اس خطے کے ساتھ مضبوطی سے کھڑی ہے اور ٹھوس اقدامات کرے گی، جن میں بہتر اقسام کے معیاری اور صحت مند پودے اگانے کے ساز و سامان کا فروغ، اعلیٰ معیار کی نرسریوں کا قیام اور سائنسی بنیادوں پر فصلوں کی تنوع کاری کو آگے بڑھانا شامل ہے۔ انہوں نے یہ بھی اعلان کیا کہ انڈین کونسل آف ایگریکلچرل ریسرچ (بھارتی کونسل برائے زرعی تحقیق) کے سائنسدانوں کی ایک ٹیم کو جموں وکشمیر بھیجا جائے گا، جو وہاں کے موسم، مٹی، آبی وسائل اور زرعی امکانات کا تفصیلی مطالعہ کرے گی اور ایک جامع روڈ میپ تیار کرے گی۔ مربوط کھیتی باڑی (انٹیگریٹڈ فارمنگ) کو کسانوں کی آمدنی میں اضافے کا ایک مؤثر ماڈل قرار دیتے ہوئے شیوراج سنگھ چوہان نے کہا کہ صرف اناج، پھل یا سبزیوں پر انحصار کرنے کے بجائے کسان مویشی پروری، ماہی پروری، بھیڑ اور بکری پالنا، شہد کی مکھیوں کی پرورش اور دیگر معاون سرگرمیوں کو شامل کر کے اپنی آمدنی میں نمایاں اضافہ کر سکتے ہیں۔ انہوں نے مزید کہا کہ مرکزی حکومت جموں وکشمیر حکومت کے ساتھ مل کر ایک جامع پروگرام تیار کرے گی، جس کے ذریعے زراعت کو زیادہ منافع بخش، پائیدار اور روزگار پیدا کرنے والا شعبہ بنایا جا سکے۔

سرینگر میں اسلحہ

ذکر مقدار میں ہتھیار، ہینڈ گرینیڈ، گولیاں، موبائل فون اور دیگر مشتبہ مواد برآمد کیا گیا۔ یہ کارروائی ایسے وقت میں سامنے آئی ہے جب حال ہی میں سرینگر پولیس نے ایک اور گروہ کو گرفتار کیا تھا، جس میں ایک خاتون بھی شامل تھی۔ اس گروہ کو مبینہ طور پر کالعدم تنظیم لشکر طیبہ کے معاونین کے طور پر شناخت کیا گیا تھا اور ان کی گرفتاری ایک بین الریاستی دہشت گرد ماڈیول کے انکشاف کے بعد عمل میں آئی تھی۔ پولیس کا کہنا ہے کہ موجودہ گرفتاریاں اسی سلسلے کی کڑی ہیں اور ان کا مقصد دہشت گرد تنظیموں کے معاون ڈھانچے، خصوصاً اوور گراؤنڈ ورکرز، کو مکمل طور پر ختم کرنا ہے، کیونکہ یہی عناصر عسکری سرگرمیوں کو سہارا فراہم کرتے ہیں۔

جموں تا سرینگر

سری نگر کے درمیان پہلے سے چل رہی وندے بھارت ٹرین کو جموں توی تک توسیع دے گی، جس کے بعد جموں اور سری نگر کے درمیان پہلی بار براہ راست ریل رابطہ قائم ہو جائے گا۔ ریلوے حکام کے مطابق جدید سہولیات سے آراستہ 20 کوچوں پر مشتمل یہ ٹرین جموں توی سے اپنی پہلی سفر کا آغاز کرے گی اور دشوار گزار پہاڑی راستوں سے گزرتے ہوئے سری نگر تک پہنچے گی، جس سے وادی کے مختلف علاقوں کے درمیان رابطہ مزید مضبوط ہوگا۔ اس اہم سروس کے آغاز سے قبل 28 اپریل کو جموں سے کٹرا تک ٹرین کا تجرباتی سفر بھی کامیابی کے ساتھ مکمل کیا گیا۔ افتتاحی دن یہ ٹرین تقریباً 267 کلومیٹر کا فاصلہ طے کرے گی اور مسافروں کو جدید، تیز رفتار اور آرام دہ سفری سہولت فراہم کرے گی۔

مرکزی پیکیج پر کام

میں تیز، مؤثر اور اعلیٰ معیار کے ساتھ مکمل ہوں۔ وزیر اعلیٰ نے کہا، ''میں یقین دلاتا ہوں کہ اس پیکیج پر جلد ہی کام شروع ہو جائے گا اور جموں وکشمیر میں دیہی رابطوں کو مضبوط بنانے کے لئے ان کی مسلسل تعاون کے لئے وزیر کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔'' انہوں نے حکومت کے عزم کا اعادہ کرتے ہوئے کہا کہ فلیگ شپ سکیموں کے فوائد حقیقی استفادہ کنندگان تک بروقت پہنچائے جائیں گے۔ وزیر اعلیٰ عمر عبداللہ نے سڑک رابطے کے تبدیلی کے اثرات کو اجاگر کرتے ہوئے کہا کہ سڑکیں عوام کی زندگی کی شہ رگ ہیں جو صحت، تعلیم اور روزگار جیسی بنیادی سہولیات تک رسائی کو بہتر بناتی ہیں۔ انہوں نے کہا کہ ماضی میں دیہی علاقوں کے لوگوں کو مناسب رابطے کی عدم موجودگی کے باعث طویل فاصلے طے کرنے پڑتے تھے۔ انہوں نے یقین دلایا کہ حکومت جموں وکشمیر کے ہر باقی ماندہ گاؤں اور بستی کو سڑک رابطے سے جوڑنے کے لئے ہر ممکن کوشش کرے گی۔ وزیر اعلیٰ نے قومی دیہی روزگار مشن (این آر ایل ایم) کے رول کو اجاگر کرتے ہوئے کہا کہ یہ خواتین کو سیلف ہیلپ گروپس (ایس ایچ جی) کے ذریعے بااختیار بنانے میں اہم ستون ہے۔ انہوں نے اُمید ظاہر کی کہ ''لکھپتی دیدیاں'' مستقبل میں مزید ترقی کرتے ہوئے ''کروڑ پتی دیدیاں'' بنیں گی جو مسلسل معاونت، تربیت اور اقتصادی مواقع کے ذریعے ممکن ہوگا۔ عمر عبداللہ نے اپنے وسیع تر ویژن کا اعادہ کرتے ہوئے کہا کہ حکومت ایک خوشحال اور ترقی یافتہ جموں وکشمیر (وکست جموں کشمیر) کی تعمیر کے لئے پرعزم ہے جو قومی ہدف 'وکست بھارت' کے ہم آہنگ ہو تاکہ سب کے لئے جامع ترقی اور خوشحالی یقینی بنائی جا سکے۔ تقریب میں نائب وزیر اعلیٰ سریندر کمار چودھری، وزیر برائے دیہی ترقی جاوید احمد ڈار، ممبران پارلیمنٹ چودھری محمد رمضان، غلام علی کھٹانہ، گروندر سنگھ اوبرائے، ست شرما، قائد حزب اختلاف سنیل کمار شرما، متعدد اراکین اسمبلی، مرکزی حکومت کے سیکرٹری دیہی ترقی روہت کنسل، ایڈیشنل چیف سیکرٹری آر اینڈ بی انیل کمار سنگھ، سیکرٹری آر ڈی ڈی محمد اعجاز اور دیگر سینئر افسران نے شرکت کی۔

کشمیر والو کرکٹ بیٹ

مدد کی جا سکے، اس طرح آئی پی ماحولیاتی نظام میں ان کا سفر آسان ہو جائے۔ پروگرام کے اختتامی اجلاس میں جموں وکشمیر رنجی ٹرافی ٹیم کو ان کی تاریخی کارکردگی پر پوش گوئل کی طرف سے مبارکباد پیش کی گئی۔ ٹیم کو 67 سال بعد تاریخی جیت حاصل کرنے پر اعزاز سے نوازا گیا، جس میں آٹھ بار کی چیمپئن ٹیم کرناٹک کے خلاف قابل ذکر جیت بھی شامل ہے۔ اس کامیابی کو فخر کے لمحے کے طور پر اجاگر کیا گیا، جو جموں وکشمیر کی بڑھتی ہوئی کھیلوں کی صلاحیت کی عکاسی کرتا ہے اور پورے خطے کے نوجوان کھلاڑیوں کے لیے ایک تحریک کے طور پر کام کرتا ہے۔ وزیر موصوف نے کہا کہ یہ ترقی جموں وکشمیر میں کھیلوں کو فروغ دینے اور نئے مواقع پیدا کرنے کے لیے حکومت کی مسلسل کوششوں کے پس منظر میں ہوئی ہے۔ انہوں نے اس بات پر روشنی ڈالی کہ بنیادی ڈھانچے میں بڑھتی ہوئی سرمایہ کاری، سیاحت اور صنعت میں مواقع بڑھانے کے ساتھ، کھیلوں سمیت متنوع شعبوں میں نوجوانوں کی زیادہ سے زیادہ شرکت کے قابل بن رہی ہے۔ اس فتح کو نئے اعتماد اور مواقع کے اشارے کے طور پر بیان کیا گیا، خطے کے نوجوان کھلاڑیوں سے توقع کی جاتی ہے کہ وہ آنے والے سالوں میں قومی اور بین الاقوامی سطح پر بہترین کارکردگی کا مظاہرہ کریں گے۔ وزیر موصوف نے کشمیر ولو کرکٹ بلے کی اہمیت پر زور دیتے ہوئے کہا کہ یہ ہندوستان کی دستکاری اور آئی پی کی طاقت کی نمائندگی کرتا ہے۔ انہوں نے اس بات پر روشنی ڈالی کہ یہ ہندوستان کی طرف سے کھیلوں سے متعلق پہلی اور ممکنہ طور پر واحد پروڈکٹ ہے جسے جیوگرافیکل انڈیکیشن (جی آئی) ٹیگ ملا ہے، اور اس نے اپنی عالمی موجودگی کو بڑھانے کے لیے جموں وکشمیر کے اندر اس کی مینوفیکچرنگ کو فروغ دینے کی ضرورت پر زور دیا۔ وزیر موصوف نے میرٹھ کے ساتھ جموں وکشمیر جیسے خطوں میں کھیلوں کے مینوفیکچرنگ کلسٹروں کی ترقی پر زور دیا، اور کھیلوں کے سامان کے شعبے میں کلیدی مرکز کے طور پر ابھرنے کی ان کی صلاحیت کو اجاگر کیا۔ انہوں نے مقامی مینوفیکچرنگ صلاحیتوں کو مستحکم کرنے اور مقامی ویلیو چینز کی حمایت کرنے کے لیے بلے، گیند، ہاکی کے ساز و سامان، تربیتی آلات اور جم کے ساز و سامان سمیت کھیلوں کے سامان کی گھریلو پیداوار کو نمایاں طور پر بڑھانے کی ضرورت پر زور دیا۔ جموں وکشمیر پر توجہ مرکوز کرتے ہوئے، وزیر موصوف نے خصوصی مینوفیکچرنگ ماحولیاتی نظام، خاص طور پر کھیلوں کے سامان میں ترقی کے لیے علاقائی طاقتوں سے فائدہ اٹھانے کے موقع پر زور دیا، جو مقامی معاش کو بڑھا سکتا ہے اور خطے کو قومی اور عالمی منڈیوں میں زیادہ نمایاں طور پر پوزیشن دے سکتا ہے۔ انہوں نے کھیلوں کے فارسیٹس میں اختراعات کی بھی حوصلہ افزائی کی اور مشورہ دیا کہ اس طرح کی اختراعات کی جانچ مناسب دانشورانہ املاک کے تحفظ کے لیے کی جانی چاہیے تاکہ قدر کی تخلیق کو یقینی بنایا جا سکے اور کھیلوں کے شعبے کے وسیع تر اختراع پر مبنی ترقی کی حمایت کی جا سکے۔ وزیر موصوف نے اختراع کاروں، طلباء اور اسٹیک ہولڈرز پر زور دیا کہ وہ ہر نئے خیال کو جلد از جلد آئی پی اثاثہ میں تبدیل کریں اور ملکیت اور قدر کو محفوظ بنانے کے لیے رجسٹریشن حاصل کریں۔ انہوں نے آئی پی رجسٹریشن کے عمل میں درخواست دہندگان کی مدد کے لیے حکومتی سپورٹ میکانزم کی دستیابی پر بھی روشنی ڈالی۔

اردو زبان کے

میں موجود دستاویزات کو پڑھنے اور سمجھنے کے پابند ہوتے ہیں۔ انہوں نے واضح کیا کہ نصاب یا تقرری کے عمل سے اردو کو ہٹانے سے متعلق کوئی نوٹیفکیشن جاری نہیں کیا گیا ہے اور ناقدین کو چیلنج کیا کہ اگر ایسا کوئی دستاویز موجود ہے تو پیش کریں۔ انہوں نے کہا کہ اپوزیشن کو حکومت سے سوال کرنے کا حق ہے لیکن عوام کو گمراہ کرنے سے گریز کرنا چاہیے۔ وانی نے مزید کہا کہ اس معاملے کو بلاوجہ تنازعہ بنایا جا رہا ہے اور میڈیا سے اپیل کی کہ وہ رپورٹنگ کے دوران حکومت کے موقف کو بھی سامنے رکھے۔ قابل ذکر ہے کہ پی ڈی پی جس کی قیادت التجا مفتی کر رہی ہیں، نے آج سری نگر کے شیر کشمیر پارک میں جمع ہو کر اس مبینہ فیصلے کے خلاف احتجاج کیا۔ انہوں نے اسے ثقافت اور تہذیب پر حملہ قرار دیتے ہوئے کہا کہ اگرچہ جموں وکشمیر میں کشمیری، ڈوگری، گوجری اور پہاڑی جیسی مختلف زبانیں بولی جاتی ہیں مگر اردو ان سب کے درمیان ایک مشترکہ رابطہ کا کردار ادا کرتی ہے۔

9مئی تک

مسترد نہیں کیا جا سکتا۔ کاشتکاروں کو مشورہ دیا گیا ہے کہ وہ 28 اور 29 اپریل کے دوران فارم کے کام کو معطل کر دیں۔

جموں وکشمیر حکومت

یا سرکاری معاہدے سے دو برس کے لیے نااہل قرار دے دیا ہے۔ حکومت کا کہنا ہے کہ میڈیکل کلیم پالیسی عوامی مفاد اور سرکاری ملازمین کی فلاح سے جڑی ہوئی ہے، لہٰذا اس میں کسی قسم کی کوتاہی برداشت نہیں کی جا سکتی۔ حکام نے واضح کیا کہ انتظامیہ اس بات کو یقینی بنائے گی کہ آئندہ ایسی اسکیمیں زیادہ شفاف، آسان اور سیکور رہیں، تاکہ ملازمین اور پنشنرز بروقت اور بلا رکاوٹ علاج معالجے کی سہولیات حاصل کر سکیں۔ ذرائع نے مزید بتایا کہ حکومت متبادل انشورنس کمپنیوں کے ساتھ گفتگو کر رہی ہے تاکہ نئی پالیسی کو تجربہ کار، قابل اعتماد اور مؤثر انداز میں نافذ کیا جا سکے۔ محکمہ مالیات نے بھی ہدایات جاری کی ہیں کہ آئندہ کسی بھی سرکاری انشورنس اسکیم کے لیے کمپنیوں کے ٹریک ریکارڈ، مالی استحکام اور سروس ڈیلیوری کو سب سے اہم معیار بنایا جائے۔ سرکاری ملازمین کی تنظیموں نے حکومت کے فیصلے کا خیر مقدم کرتے ہوئے اسے ''درست سمت میں اٹھایا گیا قدم'' قرار دیا ہے۔ ان کا کہنا ہے کہ گزشتہ برسوں کے دوران متعدد ملازمین کو کلیم مسترد ہونے، غیر ضروری تاخیر، اور غلط کٹوتیوں کا سامنا کرنا پڑا، جس کے باعث انشورنس پالیسی بے اثر ہوتی نظر آئی۔ حکومت نے یقین دلایا ہے کہ نہ صرف موجودہ خامیوں کو دور کیا جائے گا بلکہ آئندہ کی پالیسیوں کو زیادہ مضبوط، عوام دوست اور شفاف بنایا جائے گا، تاکہ کسی بھی سرکاری ملازم کو علاج کی سہولت کے لیے مشکلات کا سامنا نہ کرنا پڑے۔

پولیس نے کئی

جس سے چھپائی گئی منشیات کی تیزی سے شناخت کی جا سکتی ہے۔ یہ اقدام نفاذ کے ہتھکنڈوں میں سٹریٹجک اپ گریڈ کی عکاسی کرتا ہے اور منشیات کی فروخت کے نیٹ ورکس کے خلاف ایک مضبوط رکاوٹ کا کام کرتا ہے۔ اس کے ساتھ ہی، اننت ناگ میں، پولیس نے قابل اعتماد انٹیلی جنس معلومات کی بنیاد پر متعدد شناخت شدہ ہاٹ سپاٹ پر وسیع پیمانے پر نارکو چھاپے مارے۔ وقف ٹیموں نے مشتبہ جگہوں کی مکمل تلاشی لی، جبکہ معلوم مجرموں کے خلاف احتیاطی قانونی کارروائی شروع کی گئی۔ سرچ آپریشنز کی کارکردگی کو بڑھانے کے لیے نارکو K9 یونٹس بھی تعینات کیے گئے تھے۔ نفاذ کے اقدامات کے علاوہ، مشتبہ منشیات فروشوں کی منقولہ اور غیر منقولہ جائیدادوں کا تفصیلی سروے کیا گیا۔ اس مشق کا مقصد فنڈنگ کے ذرائع کا پتہ لگانا اور منشیات کی اسمگلنگ سے حاصل ہونے والے اثاثوں کی نشاندہی کرنا ہے، جو قانون کی دفعات کے تحت منسلک ہونے کے لیے ذمہ دار ہوں گے۔ شہریوں پر زور دیا گیا ہے کہ وہ قانون نافذ کرنے والے اداروں کے ساتھ تعاون کریں اور منشیات کی اسمگلنگ یا بدسلوکی سے متعلق کوئی بھی معلومات شیئر کریں، جس سے منشیات سے پاک معاشرے کی تعمیر کے اجتماعی مشن کو تقویت ملے گی۔

منشیات فروشوں کی

29-8/20 کے تحت ایف آئی آر نمبر 39/2022 میں ملوث ہے۔ مذکورہ جائیداد کی نشاندہی منشیات کی اسمگلنگ سے حاصل ہونے والی رقم کے ذریعے غیر قانونی طور پر حاصل کی گئی اثاثہ کے طور پر کی گئی ہے۔ یہ کارروائی جموں وکشمیر پولیس کے منشیات فروشوں کے مالی نیٹ ورکس کو ختم کرنے اور خطے میں منشیات کی لعنت پر قابو پانے کے پختہ عزم کی نشاندہی کرتی ہے۔ شہریوں سے اپیل کی جاتی ہے کہ وہ منشیات کی اسمگلنگ سے متعلق معلومات کا اشتراک کرکے پولیس کی کوششوں میں تعاون جاری رکھیں۔

جاوید رانا نے پونچھ

متاثرہ کنبوں کے لئے امدادی ڈھانچوں کی صورتحال کا جائزہ لیتے ہوئے تاخیر پر تشویش کا اظہار کیا اور حکام کو ہدایت دی کہ وہ مزید تاخیر کے بغیر اس عمل کو تیز کریں۔ انہوں نے حکومت کے عزم کا اعادہ کرتے ہوئے کہا کہ امداد ہر متاثرہ گھر تک پہنچنی چاہیے۔ انہوں نے کہا، ''کوئی بھی متاثرہ فرد پیچھے نہیں رہنا چاہیے۔ حکومت ہر متاثرہ کنبے کو امداد فراہم کرنے کے لئے پوری طرح پرعزم ہے۔'' وزیر جاوید رانا نے طویل المدتی استحکام کی اہمیت کو اجاگر کرتے ہوئے دیرپا بحالی کے اقدامات پر زور دیا جن میں مٹی کا تحفظ، ڈھلوانوں کو مستحکم کرنا، نکاسی آب کی بہتری اور شجرکاری مہم شامل ہیں۔ انہوں نے ہدایت دی کہ وسائل کے زیادہ سے زیادہ استعمال کو یقینی بنانے کے لئے ان اقدامات کو محکمہ جنگلات کے ساتھ ہم آہنگی سے انجام دیا جائے۔ وزیر موصوف نے مینڈھر اور دیگر علاقوں میں غلط پارکنگ کی وجہ سے ٹریفک جام کا سخت نوٹس لیتے ہوئے انتظامیہ کو فوری اصلاحی اقدامات کی ہدایت دی۔ انہوں نے بھاری گاڑیوں کی آمد و رفت کو منظم کرنے پر زور دیتے ہوئے کہا کہ مناسب ٹائمنگ شیڈول نافذ کیا جائے تاکہ سکول بسوں اور ایمرجنسی خدمات بشمول ایمبولینسوں میں خلل نہ پڑے۔ جاوید رانا نے حکام کو ترقیاتی پروگراموں کی منصوبہ بندی اور عمل آوری میں منتخب عوامی نمائندوں کو شامل کرنے کی بھی ہدایت کی۔ انہوں نے اس بات پر زور دیا کہ عوامی نمائندے زمینی سطح کے مسائل کی عکاسی میں اہم کردار ادا کرتے ہیں اور اس لئے انہیں ہر مرحلے پر باخبر رکھا جانا چاہیے اور مشاورت کی جانی چاہیے۔ وزیر موصوف نے لنگلا ویڈ ماڈل رہائشی سکول (ای ایم آر ایس) کے کام کاج کا بھی جائزہ لیتے ہوئے ہدایت دی کہ تمام زیر التوا تعمیراتی کام مقررہ وقت کے اندر مکمل کیے جائیں۔ انہوں نے افرادی قوت کی دستیابی، پانی کی فراہمی کی دیرپائی اور بنیادی ڈھانچے کی بہتری جیسے امور کا جائزہ لیا جن میں لڑکوں اور لڑکیوں کے ہوسٹل اور ڈائننگ ہال کی سہولیات میں بہتری شامل ہے۔ وزیر نے ہدایت دی کہ تمام زیر التوا مسائل کو ترجیحی بنیادوں پر حل کیا جائے تاکہ طالب علموں کے لئے رہائش اور تعلیمی ماحول کو بہتر بنایا جا سکے۔

راجیہ سبھا انتخابات

تنقید کرتے ہوئے کہا کہ جلسوں میں بی جے پی مخالف تقاریر اور عملی طور پر بی جے پی کو فائدہ پہنچانا پی ڈی پی کی دوہری سیاست کا ثبوت ہے۔ این سی نے کہا کہ یہ واقعہ 2014 میں قائم ہونے والی پی ڈی پی۔ بی جے پی مخلوط حکومت کا تسلسل ہے، جب دونوں جماعتوں نے سرعام اتحاد کیا تھا۔ پارٹی کے مطابق، ''جموں وکشمیر کے عوام ایک بار پھر دھوکہ کھا گئے، اور بی جے پی کو پارلیمنٹ میں پہنچانے میں پی ڈی پی نے کلیدی کردار ادا کیا''۔ سیاسی ماہرین کے مطابق، تازہ انکشافات نے اپوزیشن کی صفوں میں نئی ہلچل پیدا کر دی ہے اور آنے والے اسمبلی انتخابات میں یہ معاملہ گرم سیاسی بحث کا حصہ بن سکتا ہے۔

لیفٹیننٹ گورنر نے

سرگرمیوں پر ریڈیو شاردا کے اثرات کو اجاگر کرتی ہے۔ لفٹیننٹ گورنر نے ریچ ثقافت اور اقدار کے تحفظ کیلئے مسٹر رمیش ہانگلو اور ان کی ٹیم کی ستائش کی۔ لفٹیننٹ گورنر نے کہا: ''کشمیری پنڈت برادری نے نسل کشی برداشت کی اور انہیں اپنی آبائی سرزمین سے اکھاڑ پھینکا گیا۔ انہوں نے ثقافت، روایت، عقیدے، تعلیم اور زبان کی روشنی کے ساتھ تمام مادی اثاثے چھوڑے ہیں۔ دو دہائیوں سے زیادہ کے بعد 2011 میں رمیش ہانگلو نے اسے امید اور اتحاد کی کرن میں تبدیل کیا''۔ ریڈیو شاردا کے ذریعے پوری دنیا میں اپنی جڑوں کو کشمیر سے جوڑ دیا۔ لفٹیننٹ گورنر نے کہا کہ ریڈیو شاردا نے گانوں، کہانیوں اور روایات کو محفوظ کیا ہے اور شاعروں، اسکالروں اور فنکاروں کو پلیٹ فارم دیا ہے۔ اس بات کو یقینی بنایا ہے کہ ان کی آواز نئی نسلوں کو ترغیب دیں گی۔

ایڈیشنل چیف سیکرٹری

فلیگ آف سے ہوا جو کہ منشیات سے پاک معاشرے کے لئے مشترکہ عہد کی علامت ہے۔ اس کے بعد تحریک کاری مہم چلائی گئی جسے دیرپا اور صحت مند طرز زندگی کے پیغام کو تقویت ملی۔ دستخطی مہم میں طلباء اور دیگر شراکت داروں نے جوش و خروش کے ساتھ حصہ لیا جس نے اس مقصد کے لئے کمیونٹی کے عزم کو اجاگر کیا۔ پروگرام میں قومی ترانہ اور قومی نغمہ پیش کیا گیا، معزز مہمانوں کا والہانہ استقبال کیا گیا، استقبالیہ خطاب ہوا اور اثر انگیز تقاریر کا سلسلہ بھی جاری رہا۔ ڈاکٹر ورمانے اپنے کلیدی خطاب میں ضلع انتظامیہ اور حصہ لینے والے اداروں کی نشہ مکت ابھیان کے نفاذ میں فعال کردار کی ستائش کی۔ انہوں نے منشیات کے استعمال کی روک تھام کے لئے مسلسل بیداری مہم، عوامی شمولیت اور ادارہ جاتی ذمہ داری کی ضرورت پر زور دیا۔ انہوں نے تمام محکموں کو ہدایت دی کہ وہ مشن موڈ میں کام کریں، تعلیمی اداروں میں باقاعدہ بیداری پروگرام چلائیں اور کونسلنگ و بحالی کے نظام کو مضبوط بنائیں۔ انہوں نے نوجوانوں کو کھیل، ثقافت اور ہنر پر مبنی سرگرمیوں کے ذریعے مثبت سمت میں راغب کرنے کی اہمیت پر بھی زور دیا۔ ڈاکٹر ورمانے مختلف محکموں کے درمیان بہتر تال میل، منشیات کی سمگلنگ کے خلاف سخت کارروائی اور حساس مقامات پر نگرانی بڑھانے کی ضرورت کو بھی اجاگر کیا۔ انہوں نے مہم کے اثرات کو بڑھانے کے لئے مقامی قیادت بشمول پنچایتی راج اداروں اور سول سوسائٹی سے فائدہ اٹھانے پر زور دیا۔ ضلع ترقیاتی کمشنر بڈگام اطہر عامر خان نے اپنے خطاب میں ضلع کو منشیات سے پاک بنانے کے عزم کا اعادہ کیا اور کہا کہ بیداری، قانون عملانے اور بحالی پر مشتمل کثیر جہتی حکمت عملی پر عمل کیا جا رہا ہے۔ انہوں نے یقین دلایا کہ مہم کو نچلی سطح تک مؤثر طریقے سے عملانے کے لئے ہر ممکن تعاون فراہم کیا جائے گا۔ سینئر سپرانٹنڈنٹ آف پولیس بڈگام ہری پرساد کے کے نے منشیات سے متعلق جرائم کے خلاف سخت کارروائی پر زور دیتے ہوئے نگرانی اور قانون عملانے کے اقدامات کو مزید تیز کرنے کا یقین دلایا۔ انہوں نے ایسے معاملات کی نشاندہی اور اطلاع دینے میں عوامی تعاون کے کردار کو بھی اہم قرار دیا۔ اس موقعہ پر پرنسپل ڈگری کالج ڈاکٹر امین نے بھی خطاب کیا۔ پروگرام کا اختتام مہمان خصوصی کی جانب سے منشیات کے خلاف حلف دلوانے اور شکریہ کی تحریک سے ہوا۔ کے کلمات کے ساتھ تقریب میں اے ڈی سی بڈگام، پی او آئی سی ڈی ایس، سی ایچ او، ڈی آئی او، سینئر ضلعی افسران کے علاوہ افسران، اساتذہ، طالب علموں، این ایس ایس رضا کاروں، این سی سی کیڈٹوں اور سول سوسائٹی کے اراکین نے بڑی تعداد میں شرکت کی۔

نفرت ختم کرنے اور

ہوئے کہا کہ وہ جیل ''عوام کے حقوق کے لیے لڑتے ہوئے'' گئے تھے اور وہ اس جدوجہد کو جاری رکھیں گے۔ ان کا کہنا تھا کہ: ''یہ جدوجہد سیاست کی بنیاد پر نہیں بلکہ ایک سوچ، ایک نظریے اور عوامی بہبود کے لیے ہے۔'' انہوں نے نوجوانوں سے اپیل کی کہ وہ آگے بڑھیں اور سیاست میں شامل ہوں، کیونکہ ''سیاست ہی اس ملک اور معاشرے کو بدل سکتی ہے''۔ انہوں نے کہا کہ وہ اکیلے ہیں، مگر نوجوانوں کی شمولیت ہی حقیقی تبدیلی کی بنیاد رکھ سکتی ہے۔ ملک نے مذہبی منافرت پر مبنی سیاست کی مذمت کرتے ہوئے کہا کہ انسانیت سب سے بڑا مذہب ہے۔ ''اگر کوئی افسر بہتر کام کرے تو لوگ اسے مذہب نہیں کام کی بنیاد پر پہچانتے ہیں۔ اصل شناخت کردار ہے، مذہب نہیں۔'' انہوں نے الزام لگایا کہ ان کے خلاف مقدمات صرف انہیں عوامی مسائل اٹھانے سے روکنے کے لیے بنائے گئے۔ ''ہم کیس لڑنے نہیں بلکہ اصلاحات کے لیے سیاست میں آئے تھے، مگر یہاں مقدمات میں الجھانا نظام کا حصہ بن چکا ہے۔'' اپنے آٹھ ماہ کے جیل تجربے کا ذکر کرتے ہوئے انہوں نے کہا کہ اس دوران ریاستی نظام میں کوئی بہتری نہیں آئی۔ ''آپ کسی انسان کو قید کر سکتے ہیں، مگر اس کی سوچ کو نہیں۔ یہ انسانیت اور انصاف کی لڑائی ہے۔'' ملک نے کہا کہ موجودہ حالات میں کھل کر بولنا مشکل ہو گیا ہے اور جو بھی حکومتی پالیسیوں پر سوال اٹھائے، اسے نشانہ بنایا جاتا ہے۔ تاہم انہوں نے زور دیتے ہوئے کہا کہ بغیر سیاسی عمل کے کوئی تبدیلی ممکن نہیں۔ انہوں نے تعلیم یافتہ اور باشعور لوگوں کو سیاست میں آنے کی دعوت دیتے ہوئے کہا کہ پالیسی سازوں کے پاس اگر وژن نہ ہو تو معاشرہ ترقی نہیں کر سکتا۔ ملک نے کہا کہ وہ جلد ہی عوامی رابطہ مہم دوبارہ شروع کریں گے اور پورے خطے میں جا کر لوگوں سے ملیں گے۔ انہوں نے آخر میں کہا کہ بے روزگاری نوجوانوں کا سب سے بڑا مسئلہ ہے اور صرف نعرے بازی کافی نہیں، ٹھوس پالیسی سازی ضروری ہے۔ انہوں نے یقین دلایا کہ وہ عوامی فلاح کے مشن پر پہلے کی طرح قائم ہیں اور یہ سفر جاری رہے گا۔

سرینگر میں ایک خاتون

نجیب آباد کے رہائشی ہیں۔ بتایا جاتا ہے کہ بیرون ریاستوں اور علاقوں کے لوگ منشیات کے دھندوں میں ملوث پائے جاتے ہیں اور ان کی منشیات کی سپلائی سے یہاں کے مقامی باشندے بھی متاثر ہو رہے ہیں اور منشیات کا رجحان آئے روز بڑھتا جا رہا ہے۔ اس کے بنیادی وجوہات یہی ہیں کہ منشیات کی درآمدگی اور برآمدگی جاری ہے۔

تین کمروں سے امید

میں محض تین چھوٹے کمروں اور ایک بڑے خواب کے ساتھ شروع ہوا تھا یہ خواب کہ اس دور دراز سرحدی علاقے کے بچوں کو معیاری تعلیم فراہم کی جائے۔ برسوں کی محنت، لگن اور ثابت قدمی کے ذریعے انہوں نے اس چھوٹی سی شروعات کو کرناہ اور ضلع کپواڑہ کے کامیاب ترین تعلیمی اداروں میں تبدیل کر دیا۔ آج یہ اسکول اُمید اور ترقی کی علامت بن چکا ہے، جہاں 250 سے زائد طلبہ زیر تعلیم ہیں۔ شمولیت اور مساوات کے قابل تعریف اقدام کے تحت، 10 سے زائد مستحق طلبہ کو مفت تعلیم فراہم کی جا رہی ہے۔ تعلیم کے ساتھ ساتھ، مسرت بانو نے مقامی نوجوانوں کو بااختیار بنانے میں بھی اہم کردار ادا کیا ہے۔ ایک ایسے خطے میں جہاں روزگار کے مواقع محدود ہیں، ان کا ادارہ تقریباً 25 نوجوانوں کو روزگار فراہم کر رہا ہے، جو مقامی معیشت اور سماجی ترقی میں نمایاں کردار ادا کر رہا ہے۔ ان کے سفر میں بے شمار مشکلات آئیں جیسے شدید موسمی حالات، جغرافیائی تنہائی اور محدود وسائل مگر ان کے عزم نے کبھی ہار نہیں مانی۔ بلکہ انہوں نے ہر رکاوٹ کو اپنی طاقت میں بدل دیا۔ آج دیا جانے والا یہ اعزاز صرف ایک ایوارڈ نہیں بلکہ ان کی مسلسل محنت، بصیرت افروز قیادت اور تعلیم کے ذریعے معاشرے کو بلند کرنے کے مشن کا اعتراف ہے۔ مسرت بانو کی یہ داستان اس بات کی روشن مثال ہے کہ ایک فرد کا پختہ ارادہ بھی دور دراز علاقوں میں بڑی تبدیلی لا سکتا ہے۔ ان کا سفر آج بھی کئی لوگوں کے لیے مشعل راہ ہے اور یہ ثابت کرتا ہے کہ حوصلہ اور لگن کے ساتھ کوئی خواب ناممکن نہیں۔

گورنمنٹ ڈگری کالج

حسین رضوی نے یادگاری لیکچر پیش کیا، جبکہ چیئرمین کشمیر کنسرن فاؤنڈیشن ایڈوکیٹ عبدالرشید ہانجورہ، ہیلپ فاؤنڈیشن کی بانی و چیئرپرسن نگہت شفیع پنڈت اور دیگر معزز شخصیات ایوان صدارت میں موجود تھے۔ اپنے خطاب میں کفایت حسین رضوی نے مرحوم محمد شفیع پنڈت کو زبردست خراج عقیدت پیش کرتے ہوئے کہا کہ انہوں نے سرکاری خدمات سے سبکدوش ہونے کے بعد بھی معاشرے کے محروم طبقات کی فلاح و بہبود کے لیے اپنی جدوجہد جاری رکھی۔ انہوں نے تقریب میں موجود طلبا کو تلقین کی کہ اگر زندگی میں کچھ حاصل کرنا چاہتے ہو تو اپنے اندر شاہباز و شاہین کی طرح اونچی پرواز بھرنے کا شوق اور تڑپ پیدا کریں۔ ایک با مقصد زندگی کے لیے تم کو نہ صرف compete بلکہ excell بھی کرنا ہوگا۔ انہوں نے کہا کہ موجودہ AI کے دور میں وقت نے ایک بڑی کروٹ لی ہے جہاں IAS,KAS کی جگہ اب جدید سائنسی علوم نے لی ہے۔ اب اسی کا نام ہوگا جس کا کام بڑا ہوگا۔ انہوں نے کہا کہ مرحوم کی قیادت میں ایک ایسا تعلیمی ماحول تشکیل پایا جس سے پسماندہ طبقات کے نوجوان خاص طور پر مستفید ہوئے۔ ایڈوکیٹ عبدالرشید ہانجورہ نے اپنے خطاب میں مرحوم کو ایک ہمدرد اور انصاف پسند سول سروسز آفیسر قرار دیا، جن کی پوری زندگی پسماندہ طبقات کی بھلائی کے لیے وقف رہی۔ انہوں نے امید ظاہر کی کہ اس یادگاری لیکچر سے دیہی علاقوں کے سول سروسز کے خواہشمند طلبہ کے لیے مثبت اور تعمیری نتائج برآمد ہوں گے۔ ہیلپ فاؤنڈیشن کی بانی و چیئرپرسن نگہت شفیع پنڈت نے کہا کہ مرحوم کے مشن کو جوش و جذبے کے ساتھ جاری رکھا جائے گا۔ سرکردہ ادیب اور صحافی ناظم نظیر نے بھی مرحوم محمد شفیع پنڈت کو خراج عقیدت پیش کیا اور ان کی شخصیت اور خدمات کو مشعل راہ قرار دیا۔ تقریب کے دوران کشمیر کنسرن فاؤنڈیشن اور ہیلپ فاؤنڈیشن کی جانب سے 20 کو اسناد شرکت سے نوازا گیا، جن کا تعلق گورنمنٹ ڈگری کالج چاڈورہ اور علاقے کے زوہامہ، واتھورہ اور حیات پورہ کی ہائر سیکنڈری اسکولوں سے تھا۔ اس موقع پر احاطہ وقار، چھانہ پورہ کی جانب سے چند مستحق لڑکیوں میں سلائی مشینیں بھی تقسیم کی گئیں تاکہ وہ اپنے پیروں پر باعزت روزگار حاصل کر سکیں۔ کشمیر کنسرن فاؤنڈیشن کی جانب سے سید کفایت حسین رضوی اور محترمہ نگہت شفیع کی عزت افزائی کے طور پر mementos پیش کیے۔ نامور قلمکار اور افسانہ نگار رحیم رہبر کو بھی کشمیری زبان و ادب کیلئے گرانقدر خدمت انجام دینے کے اعتراف میں عزت افزائی کی گئی۔ تقریب کے اختتام پر کشمیر کنسرن فاؤنڈیشن کے صدر عبدالرحمان لطیف نے شکرانے کی تحریک پیش کی۔

رانا نے پونچھ میں

منصوبہ بندی کی ضرورت پر زور دیا۔ انہوں نے عہدیداروں کو ہدایت دی کہ وہ رکاوٹوں کی فوری نشاندہی کریں اور رفتار کو برقرار رکھنے کیلئے ان کے بروقت حل کو یقینی بنائیں۔ ضلع کے کچھ حصوں میں پیش رفت کی سست رفتار پر تشویش کا اظہار کرتے ہوئے وزیر موصوف نے افسران کو جاری کاموں میں تیزی لانے اور تمام رکاوٹوں کو دور کرنے کی ہدایت دی۔ انہوں نے خاص طور پر دور دراز اور پسماندہ علاقوں میں قابل اعتماد اور مساوی بجلی کی فراہمی کو یقینی بنانے کیلئے حکومت کے عزم کا اعادہ کیا۔

منشیات فروشوں اور

تمام عناصر کے خلاف سخت ترین کارروائی جاری رکھی جائے گی تاکہ معاشرے کو ان ناسور طاقتوں سے پاک رکھا جا سکے۔

فوج اور

اسکریننگ شامل تھیں۔ مجموعی طور پر 483 مریضوں کا معائنہ اور علاج کیا گیا۔ تفصیلات کے مطابق ماہر ڈاکٹروں اور پیرا میڈیکل عملے کی ایک ٹیم، جس میں چک کیگام آرمی کیمپ کے ریجمنٹل میڈیکل آفیسر بھی شامل تھے، نے عمومی صحت کے معائنے، تشخیصی جائزے اور مفت ادویات فراہم کیں۔ اس اقدام کا مقصد بنیادی طبی ضروریات کو پورا کرنا تھا، جس میں خاص توجہ دائمی بیماریوں کے علاج اور صفائی و احتیاطی تدابیر سے متعلق آگاہی پر دی گئی۔ مقامی باشندوں نے چک کیگام بٹالین اور ایلفا انٹیلیجنس این جی او کا شکریہ ادا کیا کہ انہوں نے ان کے دروازے پر ضروری طبی سہولیات فراہم کیں۔ اس پروگرام نے نہ صرف طبی امداد فراہم کی بلکہ بھارتی فوج اور مقامی آبادی کے درمیان اعتماد اور تعاون کو بھی مزید مضبوط کیا۔ طبی کیمپ ایک مثبت پیغام باہمی تعاون، نگہداشت اور کمیونٹی ترقی کے ساتھ اختتام پذیر ہوا۔ اس موقع پر ''نشہ مکت بھارت'' کے موضوع پر ایک آگاہی لیکچر بھی منعقد کیا گیا، جس کا مقصد طلبہ میں منشیات کے مضر اثرات کے بارے میں شعور بیدار کرنا تھا۔ یہ لیکچر ڈاکٹر مجید وانی نے دیا اور اس کا ہدف ایک صحت مند اور منشیات سے پاک معاشرے کی تشکیل کے لیے اجتماعی کوششوں کو فروغ دینا تھا۔ اس تقریب میں طلبہ، اساتذہ، سماجی کارکنان اور سول سوسائٹی کے اراکین نے شرکت کی، جنہوں نے منشیات کے بڑھتے ہوئے خطرے کے خلاف مشترکہ جدوجہد کا عہد کیا۔ اس اقدام نے بھارتی فوج اور مقامی آبادی کے درمیان تعلقات کو مزید مستحکم کیا اور نوجوان نسل کو منشیات کے نقصانات سے آگاہ کیا۔

جموں وکشمیر میں

میں اسسٹنٹ لیبر کمشنر اور اینٹی ہیومن ٹریفکنگ یونٹ پر مشتمل ایک مشترکہ ٹیم نے بچے کا سراغ لگایا اور اسے بچا کر ایک سرکاری شیلٹر ہوم منتقل کر دیا، جہاں وہ اب محفوظ ہے۔

نشا مکت جے اینڈ کے

بین کی۔ ناربل کے علاقے میں ڈرگ انسپکٹر نے انچارج پولیس پوسٹ ناربل کی موجودگی میں سی سی ٹی وی کیمروں کی عدم تنصیب اور ڈرگ کنٹرول ریگولیشنز کے تحت طے شدہ دیگر اصولوں کی عدم تعمیل سے متعلق مبینہ خلاف ورزیوں پر پانچ میڈیکل شاپس کو سیل کر دیا۔ معائنہ مہم کا مقصد بے ضابطگیوں کی نشاندہی کرنا اور ادویات کی غیر قانونی فروخت اور غلط استعمال کو روکنا تھا، خاص طور پر کنٹرول شدہ اور نشے کی دوائیں، جو کہ خاص طور پر نوجوانوں میں منشیات کے استعمال میں حصہ ڈال سکتی ہیں۔ تمام میڈیکل شاپ مالکان کو ہدایت کی گئی کہ وہ ریگولیٹری اصولوں پر سختی سے عمل کریں اور قانون کے تحت ضروری دستاویزات کو برقرار رکھیں۔ جموں و کشمیر پولیس نے اس بات کا اعادہ کیا کہ جوابدہی کو یقینی بنانے، قانونی طریقوں کو فروغ دینے اور صحت عامہ اور حفاظت کو یقینی بنانے کے لیے جاری پہل کے تحت اس طرح کی مشترکہ معائنہ مہم جاری رہے گی۔

جموں میں شدید گرمی

لائف وارڈن کے مطابق نہانے، تیرنے اور پینے کے لیے وافر پانی مہیا کیا گیا ہے جبکہ عملے کو ہدایت دی گئی ہے کہ گرمی کے شدید اوقات میں جانوروں کی صحت پر خصوصی نظر رکھیں اور کسی بھی ہنگامی صورتحال میں فوری کارروائی کریں۔ محکمہ موسمیات نے آئندہ 24 گھنٹوں میں جموں، سانبہ، کٹھوعہ، ریاسی اور ادھم پور اضلاع میں خشک اور گرم موسم کے برقرار رہنے کی پیشگوئی کی ہے، جبکہ بعض علاقوں میں ہیٹ ویو کی صورتحال مزید شدت اختیار کر سکتی ہے۔ شہریوں کو تخت دھوپ سے بچنے اور زیادہ پانی استعمال کرنے کی ہدایت دی گئی ہے۔ گزشتہ ماہ چھتیس گڑھ کے اٹل نگر نانا زولوجیکل پارک سے لائے گئے دو دریائی گھوڑے (ہپوپوٹمس) اب زائرین کی خصوصی توجہ کا مرکز بنے ہوئے ہیں۔ اس وقت جموں زو میں 32 اقسام کے جانور موجود ہیں، جن میں شیر، چیتے، مگرمچھ، گھڑیال، سانپ اور ریچھ شامل ہیں۔ انتظامیہ نے آئندہ مہینوں میں مزید جانور شامل کرنے اور سیاحتی سہولیات بہتر بنانے کا منصوبہ بھی ظاہر کیا ہے۔ شدید گرمی کے اس دور میں جموں زو میں کیے گئے یہ اقدامات جانوروں کو ممکنہ ہیٹ اسٹروک اور تھکن سے بچانے میں اہم کردار ادا کر رہے ہیں۔

پی ایس اے

یوس اور کشمیر و جموں کے ڈائریکٹرز اسکول ایجوکیشن کر رہے ہیں، پر زور دیا کہ وہ ان مسائل کے حل کے لیے فوری اور تعمیری اقدامات کریں۔ اس پریس کانفرنس میں ایسوسی ایشن کی مرکزی قیادت اور ضلعی نمائندگان نے شرکت کی، جن میں جی این وار (بانی صدر، چیف پیٹرن اور تاحیات چیئرمین)، بلال احمد بٹ (صدر)، منظور احمد (سینئر نائب صدر و ترجمان)، ایم سیدوانی (جنرل سکریٹری)، ایڈوکیٹ غلام حسن راتھر (نائب صدر، کشمیر ڈویژن)، ڈاکٹر یاسر رمضان (جوائنٹ سیکریٹری)، بلال احمد خان خزانچی، ڈاکٹر اویس متو (ڈائریکٹر میڈیا و کمیونیکیشنز) اور بشیر احمد شاہ (پی اے شاہ) بطور پبلک ریلیشنز آفیسر شامل تھے۔ ضلعی نمائندگان میں کپواڑہ سے مشتاق شاہین، پلوامہ سے ڈاکٹر شیخ ارشاد احمد، سرینگر سے عادل حبیب، بارہمولہ سے عادل احمد، گاندربل سے شیخ جاوید سعادت، اور شوپیاں سے محمد امین علی سمیت دیگر اراکین اور متعلقہ فریقین بھی موجود تھے۔ ایسوسی ایشن نے حکومت کے سامنے اپنے مطالبات باضابطہ طور پر پیش کیے، جن میں اسکولوں کی رجسٹریشن اور تجدید کے عمل کو آسان اور منظم بنانا، طویل عرصے سے زیر التوا این او سی مسائل کا جلد حل، مختلف این او سیز کے حصول کے لیے سنگل ونڈو کلیئرنس نظام کا نفاذ، نجی اسکولوں کو درپیش اراضی سے متعلق مسائل کا ترجیحی بنیادوں پر ازالہ، اسکول رجسٹریشن کی مدت کو 5 سال سے بڑھا کر 10 سال کرنا، اسکول ٹرانسپورٹ (وینز) پر پابندی اور ان کے متبادل کے حوالے سے مناسب وقت اور عملی فریم ورک فراہم کرنا تاکہ والدین اور طلبہ کے مفادات کا تحفظ یقینی بنایا جا سکے اور نجی اسکولوں کو باضابطہ طور پر تعلیمی شراکت دار تسلیم کرنا شامل ہیں۔ اس موقع پر اظہار خیال کرتے ہوئے پرائیویٹ اسکولز ایسوسی ایشن نمائندگان نے کہا کہ جموں وکشمیر میں نجی اسکول معیاری اور طلبہ مرکوز تعلیم کی فراہمی میں کلیدی کردار ادا کر رہے ہیں اور طلبہ کی ہمہ جہت ترقی کو فروغ دینے میں اہم حصہ ڈال رہے ہیں۔ پی ایس اے کے ترجمان نے کہا ہماری اولین ترجیح یقینی بنانا ہے کہ ہر بچے کو محفوظ اور سازگار ماحول میں معیاری تعلیم حاصل ہو۔ یہ بھی نہایت اہم ہے کہ نجی اسکولوں کے کردار کو تسلیم کیا جائے اور تعمیری پالیسی سازی کے ذریعے اس کی حمایت کی جائے۔ پرائیویٹ اسکولز ایسوسی ایشن نے اس بات پر زور دیا کہ وہ جموں وکشمیر میں نجی اسکولوں کی واحد مستند اور نمائندہ تنظیم ہے، جو اس شعبے کے اجتماعی مفادات کے تحفظ کے ساتھ ساتھ تعلیمی معیار اور طلبہ کی فلاح کو یقینی بنانے کے لیے سرگرم عمل ہے۔ ترجمان نے مزید کہا کہ ہم تمام رکن اسکولوں سے اپیل کرتے ہیں کہ وہ ایک پلیٹ فارم کے تحت متحد رہیں۔ باہمی احترام اور ہم آہنگی ہماری اجتماعی کوششوں کی بنیاد ہونی چاہیے۔ اس تنظیم کی اصل طاقت اس کی وحدت اور اتفاق میں مضمر ہے۔

نشہ مکت مہم جاری

اسے حراست میں لے لیا گیا۔ اونتی پورہ میں کارروائی: تھانہ ترال کی پولیس پارٹی نے گلزار احمد میر ولد حمزہ میر ساکن لریار ترال کو گرفتار کیا۔ تلاشی کے دوران اس کے قبضے سے بھاری مقدار میں منشیات برآمد ہوئی، جن میں 30 گرام چرس کی اسٹکس، 190 گرام چرس پاؤڈر اور 1 کلو 155 گرام بھنی ہوئی بھنگ شامل ہیں۔ ہندوارہ کی کارروائی: لانگٹ علاقے میں پولیس نے ایک ناکہ چیکنگ کے دوران ایک اور مشتبہ شخص کو حراست میں لیا۔ ملزم کی شناخت افروز احمد شاہ ولد بشیر احمد شاہ ساکن چیک لانگٹ کے طور پر ہوئی۔ پولیس کے مطابق اس کی تلاشی لینے پر ہیروئن نما مادہ برآمد کیا گیا۔ اننت ناگ میں گرفتاری: پولیس اسٹیشن مٹن کی ایک ٹیم نے کہری بل روڈ پر ہنگول ریسٹورنٹ کے قریب قائم ناکہ کے دوران ایک مشتبہ شخص کو روکا۔ اس کی شناخت محمد عباس ریشی ساکن کہری بل کے طور پر ہوئی۔ پولیس نے بتایا کہ اس کے قبضے سے تقریباً 250 گرام چرس پاؤڈر برآمد ہوا۔ پولیس نے تمام واقعات کے حوالے سے متعلقہ تھانوں میں قانونی دفعات کے تحت مقدمات درج کر کے تحقیقات شروع کر دی ہیں۔ پولیس نے عوام سے اپیل کی ہے کہ وہ منشیات فروشوں کے خلاف جاری کارروائی میں تعاون کریں اور اس سلسلے میں کوئی بھی متعلقہ اطلاع ہو تو فوراً پولیس کو آگاہ کریں تاکہ معاشرے سے منشیات کے ناسور کا مکمل خاتمہ ممکن بنایا جا سکے۔

ضلع انتظامیہ سرینگر

(Curtain Call Theatre) نے نشہ مکت پر ایک فکر انگیز اور سبق آموز ڈرامہ ''آلو'' پیش کیا۔ اس ڈرامے میں نہایت مؤثر انداز میں منشیات کے افراد، خاندانوں اور معاشرے پر پڑنے والے تباہ کن اثرات کو پیش کیا گیا، جسے حاضرین نے بے حد سراہا۔ ڈرامے میں شبیر حکاک، بلال احمد خان، نجمین انکساری، شاہد شال، ناظم میران اور سمیر ڈار نے اپنے فن کا مظاہرہ کر کے حاضرین سے داد و تحسین حاصل کی۔ اس موقعے پر پرنسپل ایس پی ہائر سیکنڈری اسکول سرینگر نے اپنے خطبے میں ایسے پروگراموں کی اہمیت کو اجاگر کرتے ہوئے طلبہ پر زور دیا کہ وہ منشیات سے دور رہیں اور معاشرے کو اس لعنت سے پاک بنانے میں اپنا کردار ادا کریں۔ انہوں نے ضلع انتظامیہ، کلچرل اکیڈمی کے ساتھ ساتھ فنکاروں کی کاوشوں کو سراہتے ہوئے اس اقدام کو نہایت بامعنی اور سماجی طور پر اہم قرار دیا۔ اسکول کے اساتذہ اور طلباء نے بھی اس اقدام کو سراہا اور اس بات پر زور دیا کہ نوجوانوں میں بیداری پیدا کرنے کے لیے اس نوعیت کے مزید پروگرام منعقد کئے جانے چاہئیں۔ پروگرام کے اختتام پر تمام شرکاء نے اجتماعی طور پر عہد کیا کہ وہ نشہ مکت بھارت مہم کے تحت منشیات سے پاک اور صحت مند معاشرے کی تشکیل میں اپنا بھرپور کردار ادا کریں گے۔ تقریب کی نظامت کے فرائض کلچرل اکیڈمی کے اسسٹنٹ ایڈیٹر ڈاکٹر سید افتخار نے انجام دئے۔

وادی بھر میں

طالبات کو ''منشیات سے نفرت، صحت سے محبت'' کا پیغام پھیلانے کیلئے ترغیب دی۔ اسکول انتظامیہ نے اس کوشش کو سراہتے ہوئے آئندہ بھی مکمل تعاون کا یقین دلایا۔ بڈگام میں اسپنگ بڈز ایجوکیشنل انسٹی ٹیوٹ، اوپورہ میں پولیس - ٹیچر انٹرایکشن میٹنگ کا انعقاد کیا گیا۔ اس میٹنگ میں اساتذہ، والدین اور پولیس اہلکاروں نے طلبہ میں منشیات کے رجحان، رویوں میں تبدیلی اور اس کے اثرات پر تفصیلی گفتگو کی۔ انجانے اشاروں، ذہنی دباؤ، وقت پر کونسلنگ اور والدین کی چوکسی پر خاص زور دیا گیا۔ اسی کے ساتھ بڈگام پولیس نے مختلف دیہات میں پولیس کمیونٹی پارٹنرشپ گروپ کی کئی میٹنگیں منعقد کیں جن میں عوامی تعاون، مقامی مسائل کے حل اور دیہاتی سطح پر منشیات کے خلاف مشترکہ جدوجہد پر بات ہوئی۔ لوگوں نے پولیس کے اقدامات کو قابل تحسین قرار دیتے ہوئے مکمل تعاون کا یقین دلایا۔ بارہمولہ میں پولیس نے پلہالان پٹن سے گوش گھ پٹن تک ایک شاندار اینٹی ڈرگ بائیک ریلی نکالی جس کا عنوان تھا: ''منشیات کو نہیں، زندگی کو ہاں کہیں''۔ ریلی میں نوجوانوں کی بھرپور شرکت نے اس عزم کو نمایاں کیا کہ معاشرے کا مستقبل محفوظ بنانے کے لیے نوجوانوں کا مثبت کردار ناگزیر ہے۔ گاندربل میں پولیس اسٹیشن صفاپورہ اور پولیس اسٹیشن کھیر بھوانی کی حدود میں متعدد آگاہی سرگرمیاں انجام دی گئیں۔ صفاپورہ مارکیٹ میں گورنمنٹ کالج آف انجینئرنگ اینڈ ٹیکنالوجی صفاپورہ کے تعاون سے منشیات مخالف ریلی نکالی گئی جس میں طلبہ، اساتذہ، پولیس اہلکاروں اور عام لوگوں نے حصہ لیا۔ اس کے علاوہ ہفتہ اسلامیہ پبلک اسکول سہ پورہ میں ایک آگاہی پروگرام منعقد کیا گیا جس میں طلبہ اور اسٹاف کو منشیات کے مضر اثرات سے آگاہ کیا گیا اور سماج کو اس وبا سے پاک کرنے میں فعال کردار ادا کرنے کی اپیل کی گئی۔ تمام پروگرام کامیابی کے ساتھ اختتام پذیر ہوئے جن میں عوامی شمولیت خاص طور پر نمایاں رہی۔ جموں وکشمیر پولیس نے اعادہ کیا ہے کہ منشیات کے خاتمے کے لیے آگاہی مہمات، کمیونٹی تعاون، نوجوانوں کی رہنمائی اور منشیات فروشوں کے خلاف سخت کارروائی بلا وقفہ جاری رہے گی تاکہ ایک صحت مند، محفوظ اور نشہ مکت معاشرہ تشکیل دیا جا سکے۔

روزنامہ آفاق سرینگر

SPORTS NEWS

Daily Afaaq Kashmir
Wednesday 29 April 2026

29 اپریل 2026ء 11 ذوالقعدۃ 1447ھ بدھ وار

کھیل کی خبریں

آئی پی ایل: ممبئی انڈینز کے لیے بقا کی جنگ، حیدرآباد کی طوفانی بیٹنگ روکنا بڑا چیلنج

ممبئی، 28اپریل (یو این آئی) انڈین پریمیر لیگ کا 41واں میچ بدھ کے روز وانکھیڑے اسٹیڈیم میں کھیلا جائے گا، جہاں پانچ بار کی چیمپئن ممبئی انڈینز کا سامنا اس وقت زبردست فارم میں موجود سن رائزرز حیدرآباد سے ہوگا۔ ممبئی کے لیے یہ مقابلہ کرو یا مرو سے کم نہیں ہے، کیونکہ ٹورنامنٹ میں برقرار رہنے کے لیے انہیں اب ہر قیمت پر جیت درکار ہے۔ سات میچوں میں صرف دو فتوحات کے ساتھ ممبئی کی ٹیم پوائنٹس ٹیبل پر انتہائی نازک پوزیشن میں ہے۔ کپتان ہارد ک پانڈیا کی قیادت کے لیے یہ کڑا امتحان ہے کیونکہ ٹیم کی بیٹنگ اور بالنگ میں ہم آہنگی کا فقدان نظر آ رہا ہے۔ ٹیم کی امیدیں روہت شرما کے تجربے اور سوریا کمار یادو کی جارحانہ بلے بازی پر لگی ہیں۔ جسپریت بمراہ کے علاوہ دیگر گیند بازوں میں وہ دھار نظر نہیں آ رہی جو حریف بلے بازوں کو دباؤ میں لا سکے۔ مڈل اوورز میں وکٹیں نہ لینا ممبئی کے لیے سب سے بڑا درد سر بن چکا ہے۔ دوسری جانب، پیٹ کمنز کی قیادت میں حیدرآباد نے اب تک شاندار کھیل پیش کیا ہے۔ آٹھ میچوں میں پانچ فتوحات کے ساتھ وہ پلے آف کی دوڑ میں مضبوطی سے شامل ہیں۔ ابھیشیک شرما اور ٹریوس ہیڈ کی جوڑی حریف باؤلرز کے لیے ڈراؤنا خواب ثابت ہو رہی ہے۔ ہینرک کلاسن اپنی جارحانہ بیٹنگ سے کسی بھی وقت میچ کا نقشہ بدلنے کی صلاحیت رکھتے ہیں۔ ٹیم اس سیزن میں کئی بار 200 سے زائد کا اسکور بنا کر اپنی بیٹنگ کی گہرائی کا ثبوت دے چکی ہے۔ اگرچہ موجودہ فارم حیدرآباد کے حق میں ہے، لیکن ریکارڈز بتاتے ہیں کہ گزشتہ چھ مقابلوں میں سے پانچ میں ممبئی نے حیدرآباد کو شکست دی ہے۔ تاہم، اس سیزن میں دونوں ٹیموں کی کارکردگی میں واضح فرق کی وجہ سے یہ ریکارڈز شاید زیادہ اہمیت نہ رکھیں۔ وانکھیڑے کی پچ روایتی طور پر بلے بازوں کے لیے سازگار سمجھی جاتی ہے جہاں باؤنڈریز چھوٹی ہیں۔ یہاں پہلی اننگز کا اوسط اسکور 187 رنز کے قریب رہا ہے۔ پچھلے نو میچوں میں سے پانچ میچ دوسری بیٹنگ کرنے والی ٹیموں نے جیتے ہیں۔ اس لیے ٹاس جیتنے والا کپتان پہلے باؤلنگ کرنے کو ترجیح دے گا تاکہ شبنم کے اثرات اور لائٹس میں بیٹنگ کا فائدہ اٹھایا جا سکے۔ ممبئی کے لیے یہ مقابلہ اپنے وجود کو بچانے کی لڑائی ہے، جبکہ حیدرآباد اپنی پوزیشن مزید مستحکم کرنے کی کوشش کرے گا۔ بلاشبہ اس سنسنی خیز مقابلے میں سن رائزرز حیدرآباد کا پلہ تھوڑا بھاری دکھائی دے رہا ہے۔

تھامس اور اوبیر کپ 2026: چین کی سخت چیلنجز پر فتح، تھکن اور بیماری کو ہرا دیا

ہورسینز، ڈنمارک، 28اپریل (یو این آئی) چین کی مردوں اور خواتین کی ٹیموں نے پیر کو 2026 کے تھامس اور اوبیر کپ فائنلز میں ایک یادگار جیت درج کی۔ مصروف شیڈول اور رات دیر تک چلنے والے میچوں کے باوجود، چینی کھلاڑیوں نے اپنی پیشہ ورانہ مہارت کا ثبوت دیتے ہوئے حریفوں کو دھول چٹا دی۔ گروپ 'اے' کے دوسرے راؤنڈ میں چین کا مقابلہ کینیڈا سے تھا۔ میچ شروع ہونے سے قبل چین کو اس وقت بڑا دھچکا لگا جب ان کے ٹاپ سیڈ کھلاڑی شی یوکی معدے کی تکلیف کے باعث دستبردار ہو گئے۔ قوانین کے مطابق فہرست جمع ہونے کے بعد تبدیلی ممکن نہیں تھی، جس کی وجہ سے کینیڈا کو 0-1 کی ابتدائی برتری حاصل ہوگئی۔ تاہم، چین نے شاندار واپسی کی۔ ڈبلز مقابلہ میں لیانگ وائیکنگ اور وانگ چانگ کی جوڑی نے کڑا مقابلہ کرتے ہوئے جیت سمیٹی۔

اعصاب کی جنگ میں ناکامی؟ امایوسی پیچھا کرتی رہی اکشر پٹیل نے ٹیم کی ناکامی کی وجہ بتادی

نئی دہلی، 28اپریل (ایجنسیز) دہلی کیپٹلز کے لیے آئی پی ایل کا یہ سیزن کسی ڈراؤنے خواب سے کم ثابت نہیں ہو رہا۔ ہفتے کے روز پنجاب کنگز کے خلاف 264 رنز کا ہمالیہ جیسا اسکور بنانے کے باوجود شکست کھانے والی دہلی کی ٹیم پیر کے روز رائل چیلنجرز بنگلور کے سامنے ریت کی دیوار ثابت ہوئی۔ جوش ہیزل ووڈ اور بھونیشور کمار کی قاتلانہ باؤلنگ کے سامنے دہلی کی پوری ٹیم محض 75 رنز پر ڈھیر ہوگئی۔ میچ کے بعد پریس کانفرنس کرتے ہوئے کپتان اکشر پٹیل نے اس عبرتناک شکست کا ملبہ خراب بیٹنگ کے ساتھ ساتھ 'بدقسمتی' اور 'ذہنی دباؤ' پر ڈالا۔ اکشر کا کہنا تھا کہ پنجاب کے خلاف 264 رنز بنا کر ہارنے کے بعد ٹیم ذہنی طور پر صدمے میں تھی۔ کھلاڑیوں کو لگ رہا تھا کہ اگر اتنا بڑا اسکور بھی محفوظ نہیں ہے، تو پھر جیت کیسے ممکن ہے۔ دہلی کی ٹیم نے محض 23 گیندوں کے اندر اپنے 6 اہم کھلاڑی گنوا دیے تھے۔ کپتان کے مطابق کوئی بھی بلے باز سیٹ ہو کر آؤٹ نہیں ہوا بلکہ شروع سے ہی وکٹیں گرنے کا ایسا سلسلہ شروع ہوا جس نے سنبھلنے کا موقع نہ دیا۔ اکشر نے بتایا کہ پچ دو دن پرانی پچ جیسی ہی لگ رہی تھی، لیکن رات کا وقت اور ہوا چلنے کی وجہ سے ہیزل ووڈ اور بھونیشور کو غیر معمولی سوئنگ ملا، جس کی بلے بازوں کو توقع نہ تھی۔ آٹھ میچوں میں یہ دہلی کی پانچویں شکست تھی۔ سیزن کا آغاز دو لگاتار فتوحات سے کرنے والی دہلی کی ٹیم اب پلے آف کی دوڑ سے باہر ہونے کے قریب ہے۔ اکشر پٹیل خود بھی بلے اور گیند سے آؤٹ آف فارم نظر آ رہے ہیں، جس کی وجہ سے ان کی کپتانی پر سوالات اٹھ رہے ہیں۔

اوبر کپ 2026: ہندوستانی خواتین ٹیم کا سفر ختم، چین کے ہاتھوں شکست کے بعد ٹورنامنٹ سے باہر

ہورسینز، ڈنمارک، 28اپریل (یو این آئی) ہندوستانی خواتین بیڈمنٹن ٹیم کا اوبر کپ 2026 میں سفر گروپ اسٹیج پر ہی تمام ہوگیا۔ گروپ 'اے' کے اپنے آخری اور فیصلہ کن معرکے میں ہندوستان کو طاقتور حریف چین کے ہاتھوں 0-5 سے عبرتناک شکست کا سامنا کرنا پڑا، جس کے نتیجے میں ہندوستانی ٹیم کوارٹر فائنل کی دوڑ سے باہر ہوگئی۔ دنیا کی 12ویں نمبر کی کھلاڑی اور سابق عالمی چیمپئن پی وی سندھو نے ٹاپ رینکنگ کھلاڑی وانگ ژی یی کے خلاف شاندار کھیل کا مظاہرہ کیا۔ سندھو ایک موقع پر فیصلہ کن گیم میں 12-18 کی مستحکم برتری پر تھیں، لیکن چینی کھلاڑی نے لگاتار 7 پوائنٹس حاصل کر کے پانسہ پلٹ دیا اور 21-16، 21-21، 19-21، 19-21 سے میچ جیت کر ہندوستان کی امیدوں کو پہلا دھچکا پہنچایا۔ سنگلز مقابلوں میں ہندوستان کی دیگر کھلاڑیوں نے بھی بھرپور مزاحمت کی۔ دنیا کی 38ویں نمبر کی کھلاڑی ایشارانی بروا نے سابق اولمپک چیمپئن چین یوفی کو پہلے گیم میں 20-22 تک کھینچا، مگر تجربے کی بنیاد پر چینی کھلاڑی 13-21 سے فتح یاب رہیں۔ دیویکا سہاگ نے بھی ژو وینجنگ کے خلاف ایک گیم جیتا، مگر آخر میں 21-19، 17-21، 10-21 سے مات کھا گئیں۔ ڈبلز مقابلوں میں بھی تنیشا کراسٹو اور کوی پریا کی جوڑی نے پہلا گیم جیت کر سنسنی پھیلائی، لیکن وہ بھی تین گیمز کے طویل مقابلے کے بعد ہمت ہار گئیں۔ ہندوستان یوکرین کے خلاف اپنی جیت کے باوجود ڈنمارک سے 2-3 کی قریبی شکست کی وجہ سے پہلے ہی دباؤ میں تھا۔ چین اور میزبان ڈنمارک نے گروپ سے کوارٹر فائنل کے لیے کوالیفائی کرلیا ہے، جبکہ ہندوستان تیسرے نمبر پر رہا۔ خواتین کے برعکس ہندوستانی مردوں کی ٹیم نے تھامس کپ میں شاندار کارکردگی دکھاتے ہوئے کینیڈا اور آسٹریلیا کو شکست دے کر پہلے ہی کوارٹر فائنل میں جگہ پکی کرلی ہے۔ اب بدھ کے روز بھارت اور چین کے درمیان گروپ ونر بننے کے لیے بڑا مقابلہ متوقع ہے۔

ورلڈ کپ 2026: بوسٹن میں فٹ بال اسٹیڈیم کے باہر 'فین زونز' میں جشن کا گرین سگنل

بوسٹن، 28اپریل (یو این آئی) امریکہ، میکسیکو اور کینیڈا میں ہونے والے فیفا ورلڈ کپ 2026 کے حوالے سے شائقین کے لئے بڑی خوشخبری سامنے آئی ہے۔ فیفا ورلڈ کپ 2026 کی میزبان کمیٹی نے اعلان کیا ہے کہ فٹ بال میچوں سے قبل بوسٹن سٹیڈیم کے پارکنگ ایریا میں شائقین کو "ٹیل گیٹنگ" یعنی گاڑیوں کے پاس جمع ہو کر کھانے پینے اور جشن منانے کی اجازت ہوگی۔ فیفا نے اس سے قبل ٹورنامنٹ کے تمام 104 میچوں کے دوران اس طرح کی سرگرمیوں پر پابندی کا ابتدائی فیصلہ کیا تھا، تاہم اب اس فیصلے کو واپس لے لیا گیا ہے۔ میزبان کمیٹی کے مطابق گلٹ سٹیڈیم میں مقامی پالیسیوں کے تحت شائقین اسی طرح جشن منا سکیں گے جیسے وہ امریکی فٹ بال (این ایف ایل) کے میچوں کے دوران مناتے ہیں۔ رپورٹ کے مطابق ورلڈ کپ کے دوران پارکنگ کے لئے جگہ کافی محدود ہوگی، جہاں عام طور پر 20 ہزار گاڑیوں کی جگہ ہوتی ہے، وہاں ورلڈ کپ کے دوران صرف 5 ہزار پارکنگ اسپاٹس دستیاب ہوں گے۔ انتظامیہ نے شائقین کی سہولت کے لئے ٹرین اور بس سروس کے کرایوں کا اعلان بھی کر دیا ہے، تاہم یہ کرایہ عام میچوں کے مقابلے میں چار گنا زیادہ رکھا گیا ہے۔ واضح رہے کہ گلٹ سٹیڈیم میں گروپ مرحلے کے 6 میچوں سمیت 9 جولائی کو ایک بڑا کوارٹر فائنل بھی کھیلا جائے گا۔

کھلاڑیوں کے لیے ریلیف: فیفا ورلڈ کپ میں یلو کارڈ ایمنسٹی کا نیا فارمولا لانے کو تیار

وینکوور، 28اپریل (ایجنسیز) فٹ بال کی عالمی تنظیم فیفا 'ورلڈ کپ 2026' کے لیے یلو کارڈز کے قوانین میں نرمی لانے پر غور کر رہی ہے۔ 'دی ایتھلیٹک' کی رپورٹ کے مطابق، فیفا کی جانب سے ٹورنامنٹ کے دوران کھلاڑیوں کے لیے دوسری 'ایمنسٹی' (معافی) کی مدت متعارف کرانے کا منصوبہ بنایا گیا ہے تاکہ اہم کھلاڑیوں کو ناک آؤٹ مرحلے میں معطلی سے بچایا جا سکے۔ فیفا کونسل کا اہم اجلاس منگل کے روز وینکوور میں منعقد ہو رہا ہے، جس میں فٹ بال کی تاریخ کے پہلے 48 ٹیموں پر مشتمل ورلڈ کپ کے لیے نئے قواعد و ضوابط پر بحث کی جائے گی۔ اس اجلاس میں یلو کارڈز کا دائرہ کار بڑھانے کی تجویز زیر غور ہے تاکہ کارڈز جمع ہونے کی وجہ سے کھلاڑیوں کی میچوں میں شرکت پر پابندی کے امکانات کو کم کیا جا سکے۔ ماضی کے ورلڈ کپ مقابلوں میں کھلاڑیوں کے یلو کارڈز صرف کوارٹر فائنل کے بعد ختم کیے جاتے تھے، لیکن نئے منصوبے کے تحت اب کارڈز کو گروپ اسٹیج کے اختتام پر بھی ختم کیا جائے گا۔ اس کے بعد کوارٹر فائنل مکمل ہونے پر بھی کارڈز کا ریکارڈ دوبارہ صاف کر دیا جائے گا۔ عام طور پر دو یلو کارڈز ملنے پر کھلاڑی پر ایک میچ کی پابندی عائد کر دی جاتی ہے۔ چونکہ 2026 کا ورلڈ کپ وسیع پیمانے پر کھیلا جائے گا اور اس میں ایک اضافی ناک آؤٹ راؤنڈ (راؤنڈ آف 32) شامل کیا گیا ہے، اس لیے کھلاڑیوں کے پاس سیمی فائنل سے پہلے کارڈز جمع ہونے کا خطرہ بڑھ گیا تھا۔ دوبارہ ایمنسٹی ملنے کی صورت میں ایک کھلاڑی صرف اسی صورت معطل ہوگا اگر وہ گروپ اسٹیج کے تین میچوں میں دو یلو کارڈز حاصل کرے۔ یا پھر سیمی فائنل سے پہلے کے تین ناک آؤٹ راؤنڈز میں دو یلو کارڈز لے لے۔ اس اقدام کا مقصد یہ یقینی بنانا ہے کہ شائقینِ فٹ بال سیمی فائنل اور فائنل جیسے بڑے مقابلوں میں اپنے پسندیدہ اسٹار کھلاڑیوں کو ایکشن میں دیکھ سکیں۔

ورلڈ کپ 2002: ارجنٹائن کی غیر متوقع رخصتی اور وہ میچ جس نے ڈیوڈ بیکہم کو انگلینڈ کا 'ولن' سے 'ہیرو' بنا دیا

نئی دہلی، 28اپریل (یو این آئی) فٹ بال کی تاریخ میں 2002 کا ورلڈ کپ ارجنٹائن کے لیے ایک ایسے خواب کی طرح تھا جو تعبیر سے پہلے ہی چکنا چور ہوگیا۔ جنوبی امریکی کوالیفائرز میں 18 میں سے 13 میچز جیت کر اور 42 گول داغ کر ٹورنامنٹ میں قدم رکھنے والی ارجنٹائن کی ٹیم کو عالمی اعزاز کے لیے سب سے مضبوط امیدوار قرار دیا جا رہا تھا۔ مارسیلو بیسالا کی نگرانی میں ارجنٹائن کے پاس گیبریل باتیستوتا، ہرنین کرسپو، ایریل اورٹیگا، جوان سباسٹیان ویرون اور ڈیاگو سیمونی جیسے مایہ ناز کھلاڑیوں کا دستہ موجود تھا۔ دفاع میں زانیٹی اور سیموئل جیسے تجربہ کار کھلاڑی اسے ایک "مکمل ٹیم" بنا رہے تھے۔ انہیں نائجیریا، سویڈن اور انگلینڈ کے ساتھ 'گروپ آف ڈیتھ' میں رکھا گیا تھا۔ ارجنٹائن نے نائجیریا کو 0-1 سے ہرا کر آغاز تو اچھا کیا، لیکن اصل ڈرامہ انگلینڈ کے خلاف میچ میں ہوا۔ یہ 1998 کے ورلڈ کپ کا ری میچ تھا، جہاں 23 سالہ ڈیوڈ بیکہم کو ریڈ کارڈ دکھا کر باہر کیا گیا تھا اور انگلینڈ کی شکست کا ذمہ دار ٹھہرایا گیا تھا۔ 2002 میں بیکہم نے اپنی تقدیر بدل ڈالی۔ ہاف ٹائم سے قبل مائیکل اوون کے گرنے پر ملنے والی متنازع پنالٹی کو بیکہم نے خاموشی سے گول میں بدل دیا۔ انگلینڈ نے یہ میچ 0-1 سے جیتا اور بیکہم نے چار سال پرانے داغ دھو کر اپنے ناقدین کو خاموش کر دیا۔ آخری گروپ میچ میں ارجنٹائن کو ہر حال میں سویڈن کے خلاف جیت درکار تھی۔ سویڈن نے دوسرے ہاف میں فری کک کے ذریعے برتری حاصل کر لی۔ ارجنٹائن نے تابڑ توڑ حملے کیے، یہاں تک کہ انہیں ایک پنالٹی بھی ملی اور ٹیگا کی ہٹ گول کیپر نے روک لی، تاہم ہرنین کرسپو نے ری باؤنڈ پر گول کر کے مقابلہ 1-1 سے برابر کر دیا۔ لیکن ارجنٹائن کو جس دوسرے گول کی ضرورت تھی، وہ نہ مل سکا اور ٹیم پہلے ہی مرحلے میں ٹورنامنٹ سے باہر ہوگئی۔ ارجنٹائن کی یہ رخصتی 1962 کے بعد پہلی بار گروپ اسٹیج پر ہوئی تھی۔ جس ٹیم نے کوالیفائرز میں گولز کی برسات کی تھی، وہ ورلڈ کپ کے 3 میچوں میں صرف 2 گول کر سکی۔ ارجنٹائن اکیلی بڑی ٹیم نہیں تھی، دفاعی چیمپئن فرانس تو ایک بھی گول کیے بغیر باہر ہوگئی تھی۔ جہاں ارجنٹائن اور فرانس ناکام ہوئے، وہیں برازیل نے رونالڈو اور رونالڈینیو کی قیادت میں پانچواں عالمی اعزاز اپنے نام کیا۔ 2002 کا ورلڈ کپ اس بات کی یاد دہانی تھا کہ فٹ بال کاغذ پر نہیں، میدان میں کھیلا جاتا ہے۔ رینکنگ اور شہرت کسی فتح کی ضمانت نہیں، بلکہ دباؤ میں بہتر کارکردگی اور حالات کے مطابق ڈھل جانا ہی کامیابی کی کنجی ہے۔

سری لنکا کی برتری: پہلے ٹی 20 میں بنگلہ دیشی ٹیم ڈھیر، شورنا کی فائٹنگ اننگز ضائع

سلہٹ، 28اپریل (یو این آئی) بنگلہ دیشی بیٹر شورنا اختر کی شاندار پہلی نصف سنچری بھی اپنی ٹیم کو فتح نہ دلا سکی اور سری لنکا نے تین میچوں کی سیریز کے پہلے مقابلے میں بنگلہ دیش کو 25 رنز سے شکست دے کر 0-1 کی برتری حاصل کر لی ہے۔ سلہٹ انٹرنیشنل کرکٹ اسٹیڈیم میں کھیلے گئے اس میچ میں بنگلہ دیشی ٹیم 162 رنز کے تعاقب میں مقررہ 20 اوورز میں 7 وکٹوں کے نقصان پر 136 رنز ہی بنا سکی۔ بنگلہ دیش کی جانب سے شورنا اختر نے تن تنہا جدوجہد کرتے ہوئے 45 گیندوں پر 60 رنز کی دلکش اننگز کھیلی، جس میں 4 چوکے اور 2 چھکے شامل تھے۔ تاہم، دوسرے اینڈ سے کسی کھلاڑی نے ان کا ساتھ نہیں دیا جس کی وجہ سے ٹیم ہدف سے دور رہ گئی۔ اس میچ میں بائیں ہاتھ کی اسپنر ناہیدہ اختر نے اپنا 100واں ٹی 20 انٹرنیشنل میچ کھیل کر ایک اہم اعزاز حاصل کیا۔ وہ نگار سلطانہ جوتی کے بعد یہ سنگ میل عبور کرنے والی دوسری بنگلہ دیشی خاتون کرکٹر بن گئی ہیں۔ اس سے قبل سری لنکا نے پہلے بیٹنگ کرتے ہوئے 4 وکٹوں پر 161 رنز کا مجموعہ ترتیب دیا، جو بنگلہ دیش کے خلاف ٹی 20 میں ان کا اب تک کا سب سے بڑا اسکور ہے۔ سری لنکا کی اننگز کی خاص بات ہرشیتا سماراوکرما (61 رنز) اور ایمیشا ڈولانی (55 رنز) کی شاندار بیٹنگ تھی۔ دونوں کے درمیان 80 رنز کی شراکت داری نے سری لنکا کو مضبوط پوزیشن میں پہنچا دیا۔ کپتان چماری اتاپتھو نے بھی 32 رنز کا حصہ ڈالا۔ بنگلہ دیش نے ہدف کا تعاقب جارحانہ انداز میں شروع کیا اور اوپنرز دلارا اختر اور جوریہ فردوس نے محض 3.3 اوورز میں 39 رنز جوڑے۔ لیکن جوریہ کے آؤٹ ہوتے ہی بیٹنگ لائن ریت کی دیوار ثابت ہوئی اور صرف 12 گیندوں کے وقفے میں بنگلہ دیش نے 4 اہم وکٹیں گنوا دیں۔ شورنا اختر اور سبحانہ مستری نے اننگز کو سنبھالنے کی کوشش کی لیکن بڑھتے ہوئے رن ریٹ کے دباؤ نے میزبان ٹیم کو جیت سے محروم کر دیا۔ ملکی مدرا، میتھالی ایودھیا اور چماری اتاپتھو نے 2، 2 وکٹیں حاصل کیں۔ سیریز کا دوسرا میچ اسی مقام پر جمعرات کو کھیلا جائے گا۔

ٹی 20 ورلڈ کپ: انگلش کپتان نیٹ سائیور برنٹ عالمی اعزاز کا قحط ختم کرنے کے لیے پرعزم

لندن، 28اپریل (ایجنسیز) انگلش ویمن کرکٹ ٹیم کی کپتان نیٹ سائیور برنٹ کا کہنا ہے کہ 2017 کا ورلڈ کپ جیتنے کے بعد سے انگلینڈ کی کارکردگی توقعات کے مطابق نہیں رہی، لیکن اب وہ جون میں اپنی ہوم گراؤنڈ پر ہونے والے ٹی 20 ورلڈ کپ میں اس صورتحال کو بدلنے کے لیے پرعزم ہیں۔ 33 سالہ نیٹ سائیور برنٹ نے گزشتہ سال اپریل میں ہیتھر نائٹ کی جگہ تینوں فارمیٹس کی کپتانی سنبھالی تھی۔ یہ ان کی قیادت میں دوسرا بڑا آئی سی سی ایونٹ ہوگا، جبکہ بطور کپتان ہوم گراؤنڈ پر یہ ان کا پہلا عالمی مقابلہ ہے۔ یاد رہے کہ گزشتہ سال بھارت اور سری لنکا میں کھیلے گئے 50 اوورز کے ورلڈ کپ میں انگلینڈ کو جنوبی افریقہ کے ہاتھوں سیمی فائنل میں شکست کا سامنا کرنا پڑا تھا۔ بی بی سی اسپورٹس سے گفتگو کرتے ہوئے نیٹ سائیور برنٹ نے کہا "ہم نے ماضی میں جتنا سوچا تھا اتنی فتوحات حاصل نہیں کر سکے، اور ہم اس موسم گرما میں اس ریکارڈ کو بدلنا چاہتے ہیں۔ اس ٹورنامنٹ میں ایک جیت اس ملک میں خواتین کی کرکٹ کا نقشہ بدل سکتی ہے، اور یہ مقصد کسی بھی کھلاڑی کے لیے بہترین ترغیب ہے۔" انہوں نے مزید کہا کہ وہ چاہتی ہیں کہ انگلینڈ محض ایک ایونٹ جیتنے کے بجائے ایک مستقل مزاج اور مضبوط ٹیم کے طور پر ابھرے، اور اس کا آغاز وہ ٹی 20 ورلڈ کپ کی ٹرافی سے کرنا چاہتی ہیں۔

ایران کے حسین وفائی کا بڑا دھماکہ ٹرمپ کو دبوچ لیا

شیفیلڈ، 28اپریل (یو این آئی) ایران کے اسٹار کھلاڑی حسین وفائی نے رواں ورلڈ اسنوکر چیمپئن شپ کا سب سے بڑا اپ سیٹ کرتے ہوئے عالمی نمبر ون انگلینڈ جڈ ٹرمپ کو اعصاب شکن مقابلے کے بعد ٹورنامنٹ سے باہر کر دیا۔ پیر کے روز کھیلے گئے اس دلچسپ میچ کے آخری فریم میں فتح حاصل کر کے حسین وفائی پہلی بار کوارٹر فائنل میں پہنچ گئے ہیں۔ حسین وفائی نے غیر معمولی اعصاب کا مظاہرہ کرتے ہوئے فیصلہ کن (25ویں) فریم میں 91 کا شاندار بریک کھیلا اور میچ 12-13 سے اپنے نام کر لیا۔ 2019 کے چیمپئن جڈ ٹرمپ ایک موقع پر 7-10 اور پھر 11-12 سے برتری حاصل کیے ہوئے تھے، لیکن وفائی نے ہمت نہ ہاری اور پہلے سنچری بریک کے ذریعے مقابلہ 12-12 سے برابر کیا اور پھر فیصلہ کن فریم جیت کر سب کو حیران کر دیا۔ برطانوی حریف جڈ ٹرمپ نے اپنی ہار کو کشادہ دلی سے قبول کیا اور ایرانی کھلاڑی کو گرمجوشی سے مبارکباد دی، جبکہ کروسیبل تھیٹر میں موجود شائقین نے کھڑے ہو کر وفائی کو خراج تحسین پیش کیا۔ ایران کے واحد پیشہ ور اسنوکر کھلاڑی حسین وفائی نے ٹورنامنٹ سے قبل مشرق وسطیٰ کی کشیدہ صورتحال کا ذکر کرتے ہوئے کہا تھا کہ ان کے لیے اس ایونٹ کی تیاری ذہنی طور پر بہت مشکل تھی۔ انہوں نے کہا، "میں اپنے ملک اور اپنے خاندان کے لیے لڑ رہا ہوں اور اپنی پوری جان لڑا دوں گا۔"

کلائی کی انجری کے باعث ہسپانوی اسٹار کارلوس الکاراز کی فرنچ اوپن میں شرکت مشکوک

میڈرڈ، 28اپریل (ایجنسیز) اسپین کے شہرہ آفاق ٹینس اسٹار، دفاعی چیمپئن اور عالمی نمبر ٹو کارلوس الکاراز کی دائیں کلائی کی انجری کے باعث رواں سال کے دوسرے بڑے گرینڈ سلیم ایونٹ فرنچ اوپن میں ان کی شرکت مشکوک ہوگئی ہے۔ ان کا کہنا ہے کہ آئندہ چند دنوں میں ہونے والے طبی معائنے فیصلہ کن ہوں گے کہ وہ گرینڈ سلیم ٹورنامنٹ میں حصہ لے سکیں گے یا نہیں فٹنس سے مشروط ہوگا۔ میڈرڈ میں رواں ماہ لوریس ایوارڈز کی تقریب کے دوران ہسپانوی ٹینس اسٹار کارلوس الکاراز نے اپنی دائیں ہاتھ کی کلائی کو پٹی سے باندھ رکھا تھا۔ انہوں نے جاری میڈرڈ اوپن سے بھی دستبرداری اختیار کی ہے۔ کارلوس الکاراز نے ہسپانوی ٹی وی سے گفتگو کرتے ہوئے کہا کہ اگلا طبی ٹیسٹ انتہائی اہم ہوگا، ہم ہر ممکن کوشش کر رہے ہیں کہ یہ بہتر نتائج دے۔ ہم صبر کے ساتھ انتظار کر رہے ہیں۔ چند دنوں میں مزید ٹیسٹ ہوں گے جن کے بعد انجری اور آئندہ کے لائحہ عمل کا فیصلہ ہوگا۔ مردوں کے سنگلز مقابلوں کی عالمی رینکنگ میں دوسرے نمبر پر موجود کارلوس الکاراز نے بارسلونا ٹورنامنٹ سے بھی انجری کے باعث واپسی اختیار کی تھی، جہاں میچ کے دوران کلائی کے علاج کے بعد انہیں ابتدائی راؤنڈ میں کامیابی ملی تھی، تاہم بعد ازاں وہ مقابلے سے باہر ہو گئے تھے۔ فرنچ اوپن کے بعد ان کا اگلا ممکنہ ایونٹ اٹالین اوپن ہے، جسے انہوں نے گزشتہ سال جیتا تھا۔ 22 سالہ ہسپانوی کھلاڑی نے کہا کہ وہ صورتحال کے باوجود مثبت رہنے کی کوشش کر رہے ہیں، تاہم انجری کے باعث حالیہ دن ان کے لیے کافی مشکل گزر رہے ہیں۔

آفاق

DailyAfaaqKashmir

Wednesday 29 April 2026

بین الاقوامی خبریں

8

بدھوار ۲۹ اپریل ۲۰۲۶ء

بمطابق ۱۱ ذی قعدہ ۱۴۴۷ھ

ایران آبنائے ہرمز کو بطور 'معاشی ایٹمی ہتھیار' استعمال کر رہا ہے: مارکو روبیو

امکان ہے کہ حماس غیر مسلح ہو جائے گی

واشنگٹن، 28 اپریل (یو این آئی) امریکی وزیر خارجہ مارکو روبیو نے کہا ہے کہ ایران آبنائے ہرمز کو دنیا کے خلاف معاشی ایٹمی ہتھیار' کے طور پر استعمال کر رہا ہے، اس لیے کوئی بھی معاہدہ ایران کے جوہری پروگرام کو شامل کیے بغیر ممکن نہیں۔ مارکو روبیو نے ایک انٹرویو کے دوران کہا ہے کہ ایران 25 فیصد عالمی توانائی کو روکنے کی صلاحیت پر فخر کر رہا ہے اور اگر اسے جوہری ہتھیار مل گیا تو صورت حال مزید خطرناک ہو جائے گی۔ انہوں نے کہا کہ ایران جوہری صلاحیت حاصل کر کے خود کو ناقابل دسترس بنانا چاہتا ہے جس سے خطے میں موجود گروہوں کو بھی تقویت ملے گی۔ مارکو روبیو نے الزام لگایا کہ ایران نا صرف اپنے ملک بلکہ پورے خطے پر اثر و رسوخ بڑھانا چاہتا ہے اور اس کے مختلف علاقائی گروہوں سے روابط ہیں۔ ان کا کہنا ہے کہ ایران کی قیادت کا نظریہ خطرناک ہے اور یہی بات معاہدے میں رکاوٹ بن رہی ہے، ایران موجودہ اندرونی مسائل کی

وجہ سے وقتی ریلیف چاہتا ہے اور مذاکرات میں وقت حاصل کرنے کی کوشش کر رہا ہے، اگر معاہدہ نہ ہوا تو آئندہ لائحہ عمل کا فیصلہ امریکی صدر کریں گے۔ دوسری جانب بین الاقوامی میڈیا رپورٹس میں بتایا جا رہا ہے کہ ایران نے آبنائے ہرمز کھولنے اور کشیدگی کم کرنے کے بدلے پابندیاں ختم کرنے کی تجویز دی ہے جبکہ جوہری پروگرام پر بات چیت بعد میں کرنے کی پیشکش کی گئی ہے۔ وزیر خارجہ مارکو روبیو نے کہا ہے کہ فلسطینی مزاحمتی گروہ حماس کے غیر مسلح ہونے کے حوالے سے حوصلہ افزا اشارے "موجود ہیں۔

یو اے ای نے تیل پیدا کرنے والے ممالک کی تنظیم اوپیک اور اوپیک پلس سے علیحدگی کا اعلان کر دیا

متحدہ عرب امارات تیل کی فروخت کی پالیسی میں خود مختاری حاصل کریگا، حکام

ابوظہبی/۲۸ اپریل (آفاق نیوز ڈیسک) متحدہ عرب امارات (یو اے ای) نے تیل پیدا کرنے والے بڑے ممالک کی تنظیم اوپیک اور اوپیک پلس سے علیحدگی کا اعلان کر دیا۔ اماراتی خبر ایجنسی کے مطابق یہ فیصلہ یکم مئی 2026 سے نافذ العمل ہوگا۔ اس فیصلے کے عالمی تیل مارکیٹ پر بھی فیصلے کے اثرات متوقع ہیں۔ خبر ایجنسی کے مطابق حکام کا کہنا ہے کہ متحدہ عرب امارات تیل کی فروخت کی پالیسی میں خود مختاری حاصل کریگا۔ خیال رہے کہ تیل پیدا کرنے والے ممالک کی تنظیم اوپیک کا قیام 1960 میں عمل میں آیا تھا، سعودی عرب، ایران، عراق اور کویت اوپیک کے اہم رکن ہیں۔ اوپیک پلس کا قیام 2016 میں عمل آیا تھا جب اوپیک ممالک اور نان اوپیک ممالک میں اتحاد ہوا، اس میں روس سمیت دیگر ممالک شامل ہیں۔ اوپیک اور اوپیک پلس تیل کی پیداوار اور قیمتوں کا تعین کرتے ہیں اور اندازے کے مطابق یہ دنیا کے تقریباً 40 سے 50 فیصد تیل کی پیداوار کو کنٹرول کرتے ہیں۔ خام تیل کی عالمی منڈی کے حوالے سے معروف امریکی نیوز ویب سائٹ آئل پرائس ڈاٹ کام کے مطابق اوپیک کے تیسرے سب سے بڑے تیل پیدا کرنے والے ملک کی جانب سے تنظیم سے علیحدگی کا اعلان ایسے وقت میں سامنے آیا ہے جب تیل کی عالمی منڈی پہلے ہی غیر مستحکم ہے۔ ایران جنگ اپنے نویں ہفتے میں داخل ہو چکی ہے اور آبنائے ہرمز عملی طور پر بند ہے، جب کہ خام تیل کی قیمت 110 ڈالر فی بیرل سے اوپر جا چکی ہے۔ رپورٹ کے مطابق یو اے ای نے یہ فیصلہ اچانک نہیں کیا بلکہ کافی عرصے سے اس کی تیاریاں جاری تھیں، کیونکہ پیداوار کی حد کے معاملے پر اس کے سعودی عرب کے ساتھ اختلافات بڑھ رہے تھے۔ آئل پرائس ڈاٹ کام کے مطابق اوپیک پلس معاہدے کے تحت امارات کی

پیداوار تقریباً 30 لاکھ بیرل یومیہ تک محدود تھی، جب کہ اس کی اصل صلاحیت 40 لاکھ بیرل یومیہ سے زیادہ ہے اور امارات 2027 تک پیداوار 50 لاکھ بیرل یومیہ تک لے جانا چاہتا ہے۔ ماہرین کے مطابق قلیل مدت میں اس کا اثر اتنا بڑا نہیں ہوگا کیونکہ آبنائے ہرمز کے بحران کی وجہ سے فی الحال بہت سی پیداوار ویسے ہی رکی ہوئی ہے اور امارات جتنا تیل نکال سکتا ہے، اتنا برآمد نہیں کر سکتا، لیکن طویل مدت میں اس کے اثرات بہت اہم ہو سکتے ہیں۔ اس سے قبل قطر، ایکواڈور، انڈونیشیا اور انگولا بھی اوپیک سے نکل چکے ہیں تاہم امارات جیسے بڑے اور پرانے رکن کا الگ ہونا اہمیت رکھتا ہے۔

عالمی منڈی میں خام تیل کی قیمتیں بے قابو: 110 ڈالرز سے تجاوز کر گئیں

عالمی توانائی مارکیٹ میں شدید ہیجان پایا جا رہا ہے

لندن، 28 اپریل (ایجنسیز) بین الاقوامی منڈی میں خام تیل کی قیمتوں بے قابو ہو گئیں اور برینٹ خام تیل کی قیمت

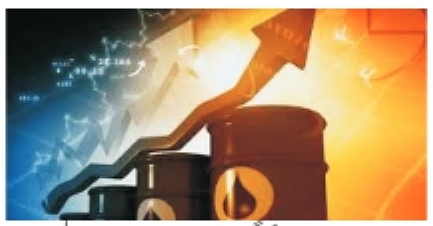

110 ڈالرز سے تجاوز کر گئی۔ تفصیلات کے مطابق عالمی منڈی میں خام تیل کی قیمتوں میں اضافے کا رجحان آج بھی برقرار ہے، جس کے باعث عالمی توانائی مارکیٹ میں شدید ہیجان پایا جا رہا ہے۔ ایران کے ساتھ جاری کشیدگی اور جنگی صورتحال نے قیمتوں کو حالیہ برسوں کی بلند ترین سطح پر پہنچا دیا ہے۔ آج کے تجارتی سیشن کے دوران خام تیل کی دونوں بڑی مارکیٹوں میں نمایاں تیزی دیکھی گئی، برینٹ خام تیل کی قیمت میں 1.68 فیصد اضافہ ریکارڈ کیا گیا، جس کے بعد اس کی قیمت 110.03 ڈالرز فی بیرل کی سطح عبور کر گئی۔ امریکی خام تیل کی قیمت 2.29 فیصد بڑھ کر 98.63 ڈالرز فی بیرل تک پہنچ گئی ہے۔ ایران کے ساتھ حالیہ جنگی صورتحال نے تیل کی قیمتوں میں زمین آسمان کا فرق پیدا کر دیا ہے۔ اعداد و شمار کے مطابق جنگ شروع ہونے سے پہلے یہ تیل صرف 67.02 ڈالرز پر دستیاب تھا، جو اب تقریباً 100 ڈالرز کے قریب پہنچ چکا ہے جبکہ جنگ سے پہلے برینٹ خام تیل کی قیمت 73 ڈالرز فی بیرل تھی، جس میں اب تک 37 ڈالرز سے زائد کا ہوشربا اضافہ ہو چکا ہے۔ ماہرین معاشیات کا کہنا ہے کہ تیل کی قیمتوں میں اس مسلسل اضافے سے عالمی سطح پر مہنگائی کا ایک نیا طوفان آ سکتا ہے۔ خاص طور پر وہ ممالک جو اپنی توانائی کی ضروریات کے لیے درآمدی تیل پر منحصر ہیں۔

ایران صدر ٹرمپ کی مذاکرات کی درخواست پر غور کرنے کو تیار، ایرانی وزیر خارجہ

ڈونلڈ ٹرمپ ایران کی تجویز سے ناخوش ہیں: نیویارک ٹائمز کا دعویٰ

ماسکو، 28 اپریل (یو این آئی) ایرانی وزیر خارجہ عباس عراقچی کا کہنا ہے کہ صدر ٹرمپ کی مذاکرات کی درخواست پر غور کر رہے

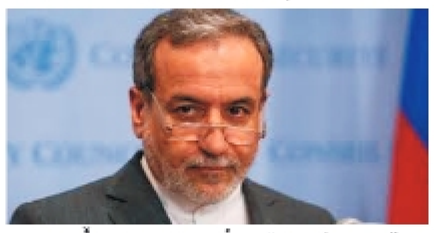

ہیں۔ تفصیلات کے مطابق ایرانی وزیر خارجہ عباس عراقچی نے روسی میڈیا سے گفتگو کرتے ہوئے ایران صدر ٹرمپ کی جانب سے مذاکرات کی درخواست پر سنجیدگی سے غور کر رہا ہے۔ ایرانی وزیر خارجہ کا کہنا تھا کہ امریکہ ماضی میں اپنے مقاصد حاصل کرنے میں ناکام رہا ہے، اسی لیے اب مذاکرات کی درخواست کی گئی ہے۔ انہوں نے واضح کیا کہ ایرانی عوام امریکی حملوں کے خلاف ڈٹ کر کھڑے ہونے کی مکمل صلاحیت رکھتے ہیں۔ گذشتہ روز روس پہنچنے پر ایرانی وزیر خارجہ نے پاکستان اور عمان کے کردار کی تعریف کرتے ہوئے کہا کہ پاکستان نے ایران اور امریکہ کے درمیان رابطوں اور بات چیت کو آگے بڑھانے میں انتہائی اہم اور مثبت کردار ادا کیا ہے۔ دوسری جانب پاکستان کے نائب وزیر اعظم اور وزیر خارجہ اسحاق ڈار نے بھی عالمی سطح پر سفارتی رابطے تیز کر دیے ہیں: برطانوی وزیر خارجہ یوویٹ کوپر سے گفتگو میں خطے کی صورتحال پر تبادلہ خیال کیا گیا، برطانوی وزیر خارجہ نے پاکستان کی سفارتی کوششوں اور مذاکراتی کردار کو سراہا۔ اسحاق ڈار نے مصری وزیر خارجہ بدر عبدالعاطی سے بھی رابطہ کیا، جس میں دونوں ممالک نے خطے میں امن کے لیے مسلسل سفارتی رابطے جاری رکھنے پر اتفاق کیا۔ ادھر امریکی اخبار نیویارک ٹائمز نے دعویٰ کیا ہے کہ امریکی صدر ڈونلڈ ٹرمپ ایران کی تجویز سے ناخوش ہیں، وہ ایران کی آبنائے ہرمز کھولنے کی پیشکش سے مطمئن نہیں۔

چین کا امریکی ٹیکنالوجی کمپنی میٹا کو بڑا جھٹکا

2 ارب ڈالر سے زائد مالیت کا معاہدہ منسوخ کرنے کا حکم جاری

بیجنگ، 28 اپریل (یو این آئی) چین نے میٹا کو اے آئی اسٹارٹ اپ مانس "خریدنے سے روک دیا اور 2 ارب ڈالر سے زائد مالیت کا معاہدہ منسوخ کرنے کا حکم جاری کر دیا۔ تفصیلات کے مطابق چین نے امریکی ٹیکنالوجی کمپنی میٹا' کو بڑا جھٹکا دیتے ہوئے اسے چینی اے آئی اسٹارٹ اپ مانس "خریدنے سے روک دیا ہے۔ الجزیرہ ٹی وی نے بتایا کہ چینی حکومت نے 2 ارب ڈالر سے زائد مالیت کے اس بڑے معاہدے کو منسوخ کرنے کا باقاعدہ حکم جاری کر دیا ہے۔ چینی حکام نے اس ڈیل کو روکنے کی بنیادی وجہ قومی سلامتی" کو قرار دیا، بیجنگ کا موقف ہے کہ مانس "اے آئی ایک حساس اور جدید ترین خودکار ٹیکنالوجی ہے اور اس کی ملکیت امریکی کمپنی کو منتقل ہونے سے چین کی اہم ٹیکنالوجی بیرون ملک منتقل ہونے کا شدید خدشہ ہے۔ الجزیرہ ٹی وی کی رپورٹ میں کہا گیا کہ مانس" کو مصنوعی ذہانت (AI) کے شعبے میں ایک انقلابی پیش رفت سمجھا جاتا ہے جو خودکار نظام کو چلانے کی غیر معمولی صلاحیت رکھتی ہے۔ میٹا اس اسٹارٹ اپ کو خرید کر اے آئی کی عالمی دوڑ میں اپنی برتری قائم کرنا چاہتا تھا لیکن چین کے اس فیصلے نے میٹا کے منصوبوں پر پانی پھیر دیا ہے۔ اس فیصلے کو امریکہ اور چین کے درمیان جاری طویل ٹیکنالوجی جنگ میں ایک اہم موڑ قرار دیا جا رہا ہے۔ ماہرین کا کہنا ہے کہ جہاں امریکہ چینی ایپس (جیسے ٹک ٹاک) پر پابندیاں لگا رہا ہے، وہیں اب چین نے بھی اپنی اہم اے آئی کمپنیوں کے حصول کو روک کر اینٹ کا جواب پتھر سے دینا شروع کر دیا ہے۔

اسرائیل نے تازہ جنگ بندی کی خلاف ورزی کرتے ہوئے جنوبی لبنان میں چار افراد کو قتل کر ڈالا

حزب اللہ نے اسرائیل کے ساتھ براہِ راست مذاکرات کو 'سنگین گناہ' قرار دیا

بیروت، 28 اپریل (یو این آئی) وزارتِ صحت عامہ کے مطابق، توسیع شدہ زخمی کیا، جن میں سے تین بچے تھے۔ لبنانی سرکاری میڈیا نے پیر کو اطلاع دی

جنگ بندی کی تازہ خلاف ورزی میں اسرائیل نے جنوبی لبنان میں ایک خاتون سمیت چار افراد کو ہلاک اور 51 دیگر کو کہ شام کے وقت جنوب لبنان کے متعدد مقامات پر اسرائیل نے فضائی حملے کیے۔ لبنان کی قومی نیوز ایجنسی نے رپورٹ کیا ہے کہ اسرائیلی جنگی طیاروں نے صیدہ ضلع کے علاقے مجدل زون کو نشانہ بناتے ہوئے حملہ کیا۔ ایجنسی نے یہ بھی کہا کہ اسرائیلی فوج نے ہانن میں گھروں کو منہدم کیا اور یحمین میں ایک اور بڑے دھماکے کے ساتھ کارروائی کی۔ ایجنسی کے مطابق فضائی حملوں نے حداثہ، براچیت اور حارس علاقے کو بھی نشانہ بنایا۔ لبنانی صدر جوزف عون نے ایک بیان میں کہا کہ میرا مقصد اسرائیل کے ساتھ 1948 کی عرب-اسرائیل جنگ کے بعد 1949 کے جنگ بندی معاہدے کی طرح اس کے انجام تک پہنچانا ہے۔ عون نے کہا میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ میں ذلت آمیز معاہدے کو قبول نہیں کروں گا"۔ اس سے قبل، حزب اللہ کے سربراہ نے حکومت پر سخت تنقید کرتے ہوئے اسرائیل کے ساتھ براہ راست مذاکرات کو سنگین گناہ' قرار دیا۔ حزب اللہ کے سربراہ نعیم قاسم نے ایک بیان میں کہا کہ ہم قطعی طور پر اسرائیل کے ساتھ براہِ راست مذاکرات کو مسترد کرتے ہیں، اور جو لوگ اقتدار میں ہیں انہیں معلوم ہونا چاہیے کہ ان کے اقدامات لبنان یا ان کے اپنے لیے فائدہ مند نہیں ہوں گے۔" انہوں نے حکام سے اپیل کی کہ وہ اس سنگین گناہ سے باز آ جائیں جو لبنان کو بے چینی کے گھمبیر چکر میں ڈال رہا ہے۔

انڈونیشیا میں دو ٹرینوں میں تصادم سے 14 مسافر ہلاک، درجنوں زخمی

جکارتہ، 28 اپریل (ایجنسیز) انڈونیشیا میں دو ٹرینوں میں ہونے والے خوفناک تصادم کے نتیجے 14 مسافر ہلاک جبکہ درجنوں زخمی ہو گئے۔ غیر ملکی ذرائع ابلاغ کے مطابق انڈونیشیا کے دارالحکومت جکارتہ سے ملحقہ شہر بیکاسی میں 2 ٹرینوں کے درمیان خوفناک تصادم ہوا۔ ریلوے حکام کے مطابق یہ تصادم بیکاسی کے ریلوے اسٹیشن پر پیش آیا جس میں اب تک 14 افراد کی ہلاکت کی تصدیق کی جا چکی ہے۔ رپورٹس کے مطابق ٹرینوں کے ٹکرانے کا واقعے میں 84 افراد زخمی بھی ہوئے جنہیں طبی امداد کیلئے فوری اسپتال منتقل کیا گیا۔ حکام کے مطابق ایک ٹرین میں 240 افراد سوار تھے جو محفوظ ہیں جبکہ حادثے کا شکار ہونے والی دوسری ٹرین کے مسافروں کو ریسکیو کرنے کے اقدامات جاری ہیں۔ ٹرینوں کے آپس میں ٹکرانے کی وجہ معلوم کرنے کیلئے تحقیقات شروع کر دی گئی ہیں۔

ایٹمی عدم پھیلاو معاہدے کے نفاذ سے متعلق کانفرنس،

ایران کے نائب صدر منتخب ہونے پر امریکہ سیخ پا

اقوام متحدہ۔ 28 اپریل (ایجنسیز) اقوام متحدہ میں ایٹمی عدم پھیلاو کے معاہدے کے نفاذ سے متعلق کانفرنس میں ایران کو بھی نائب صدر منتخب کر لیا گیا۔ ایران کے نائب صدر منتخب ہونے پر امریکہ کی جانب سے شدید اختلاف سامنے آیا، اور اس موقع پر امریکہ اور ایرانی مندوبین کے درمیان تلخ جملوں کا تبادلہ بھی ہوا۔ امریکی نمائندے کرسٹوفر یئو نے کہا کہ ایران کا انتخاب ایٹمی عدم پھیلاو کے معاہدے کی توہین ہے۔ ایران کے نمائندے رضا نجفی نے امریکی مندوب کے بیان کو بے بنیاد اور سیاسی نقطہ نظر کی ترجمانی قرار دیا۔ انہوں نے کہا کہ امریکا دنیا کی واحد ریاست ہے جو ایٹمی ہتھیار استعمال کر چکی ہے اور اب ایٹمی عدم پھیلاو کے نفاذ کے لیے ثالث بھی بننا چاہتی ہے۔ رضا نجفی کا کہنا تھا کہ ایران دنیا کے ان ملکوں میں شامل ہے جنہوں نے ایٹمی عدم پھیلاو کے معاہدے این پی ٹی پر دستخط کر رکھے ہیں جب کہ اسرائیل نے اب تک اس معاہدے پر دستخط نہیں کیے۔ این پی ٹی کے نفاذ پر منعقدہ گیارہویں کانفرنس کے دوران دنیا کے مختلف ملکوں نے 34 نائب صدور کا انتخاب کیا گیا۔

امریکی فوج نے ایک اور جہاز کو ایرانی

بندرگاہ کی طرف جانے سے روک دیا

واشنگٹن، 28 اپریل (یو این آئی) امریکی فوج نے ایک اور جہاز کو ایرانی بندرگاہ کی طرف جانے سے روک دیا۔ سینٹکام کی طرف سے 2 جہازوں کی تصویر کے ساتھ جاری بیان میں کہا گیا ہے کہ یہ اقدام امریکی ناکہ بندی کا حصہ ہے۔ میرین ٹریفک کے مطابق ایم ٹی اسٹریم ایرانی پرچم بردار ٹینکر ہے، اس سے پہلے ایرانی وزارت خارجہ نے سمندر میں ایرانی آئل ٹینکروں پر امریکی قبضے کی مذمت کی تھی۔ ترجمان ایرانی وزارت خارجہ کا کہنا تھا امریکی اقدامات بحری قزاقی اور اسکھلا قانونی جواز بخشنے کے مترادف ہیں۔

امریکہ کو غیر قانونی وغیر معقول شرائط ترک کرنا ہونگی: ایرانی نائب وزیرِ دفاع

پروگرام کو شامل کیے بغیر ممکن نہیں۔ مارکو روبیو نے ایک انٹرویو کے دوران کہا ہے کہ ایران 25 فیصد عالمی توانائی کو روکنے کی صلاحیت پر فخر کر رہا ہے اور اگر اسے جوہری ہتھیار مل گیا تو صورت حال مزید خطرناک ہو جائے گی۔

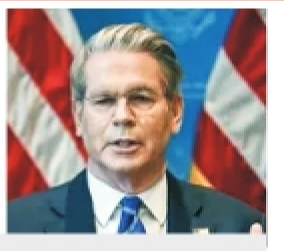

تہران، 28 اپریل (ایجنسیز) ایران کے نائب وزیر دفاع رضا طلائی نیک کا کہنا ہے کہ امریکہ کو اپنی غیر قانونی اور غیر معقول شرائط ترک کرنا ہوں گی۔ ایرانی سرکاری میڈیا کا کہنا ہے کہ کرغزستان میں شنگھائی تعاون تنظیم کے وزرائے دفاع کے اجلاس کے موقع پر گفتگو کرتے ہوئے نائب وزیرِ دفاع رضا طلائی نیک نے کہا ہے کہ امریکہ اب دوسرے ممالک پر اپنی پالیسی مسلط کرنے کی پوزیشن میں نہیں رہا۔ انہوں نے کہا کہ ایران آزاد ممالک خصوصاً شنگھائی تعاون تنظیم کے رکن ممالک کے ساتھ دفاعی ہتھیاروں کی صلاحیتیں شیئر کرنے کے لیے تیار ہے۔ واضح رہے کہ امریکی صدر ڈونلڈ ٹرمپ کو ایران کے خلاف جاری فوجی کارروائی کے حوالے سے یکم مئی کی اہم ڈیڈ لائن کا سامنا ہے، امریکی قانون وار پاورز ایکٹ کے تحت صدر کانگریس کی منظوری کے بغیر 60 دن سے زیادہ فوجی کارروائی جاری نہیں رکھ سکتے۔ دوسری جانب امریکی وزیر خارجہ مارکو روبیو نے کہا ہے کہ ایران آبنائے ہرمز کو دنیا کے خلاف معاشی ایٹمی ہتھیار' کے طور پر استعمال کر رہا ہے، اس لیے کوئی بھی معاہدہ ایران کے جوہری

وائٹ ہاؤس کورسپانڈنٹس ڈنر میں فائرنگ کرنے والا ملزم کول ایلن عدالت میں پیش

ملزم کو 3 الزامات پر مبنی کیس میں اسلحے سے متعلق الزامات کا بھی سامنا

واشنگٹن، 28 اپریل (ایجنسیز) وائٹ ہاؤس کورسپانڈنٹس ڈنر میں فائرنگ کرنے والے ملزم کول ایلن کو عدالت میں پیش کر دیا گیا۔ رائٹرز کے مطابق ملزم کول ایلن پر صدر ڈونلڈ ٹرمپ پر قاتلانہ حملے کی کوشش کا الزام عائد کیا گیا ہے، ملزم کو 3 الزامات پر مبنی کیس میں اسلحے سے متعلق الزامات کا بھی سامنا ہے۔ 27 اپریل کو واشنگٹن میں کول ایلن پر فرد جرم عائد کی گئی کہ اس نے ٹرمپ کو قتل کرنے کی کوشش کی اور اگر جرم ثابت ہو گیا تو اسے عمر قید کی سزا ہو سکتی ہے۔ 31 سالہ کول ٹامس ایلن نے واشنگٹن کی وفاقی عدالت میں اپنی پہلی پیشی کے دوران جیل کی نیلی وردی پہن رکھی تھی۔ حکام کے مطابق اس نے دو دن پہلے وائٹ ہاؤس کورسپانڈنٹس ایسوسی ایشن کے ڈنر میں فائرنگ کی کوشش کی تھی، جو صحافیوں اور سیاست دانوں کی سالانہ تقریب ہوتی ہے، مگر حملہ ناکام رہا۔ استغاثہ کی وکیل جوسلین بیلنٹائن نے عدالت کے سامنے کہا اس نے امریکہ کے صدر ڈونلڈ جے ٹرمپ کو قتل کرنے کی کوشش کی۔ امریکی عدالت نے ملزم کو عارضی طور پر حراست میں رکھنے کا حکم دے دیا ہے۔ صدر ٹرمپ پر حملے کی تحقیقات جاری ہیں، کیس کی مزید سماعت جمعرات کو ہوگی۔ حملہ آور کول ٹامس ایلن ممکنہ طور پر امریکی صدر اور انتظامیہ کے اعلیٰ

عہدے داروں کو نشانہ بنانا چاہتا تھا۔ امریکی محکمہ انصاف نے مشتبہ ہتھیاروں کی تصاویر بھی جاری کر دی ہیں، حملہ آور سے شاٹ گن، پستول اور چاقو سمیت متعدد چھریاں برآمد ہوئیں۔ یہ واقعہ امریکہ میں بڑھتے ہوئے سیاسی تشدد کے رجحان کی ایک اور مثال ہے۔ گزشتہ سال ستمبر میں قدامت پسند سیاسی کارکن چارلی کرک کو ایک ریلی میں گولی مار کر ہلاک کر دیا گیا تھا، جب کہ اس سے کچھ ماہ قبل مینیسوٹا کی ایک ڈیموکریٹ قانون ساز اور ان کے شوہر کو بھی قتل کر دیا گیا تھا۔ خود ٹرمپ بھی 2024 کے صدارتی انتخابات کے دوران دو قاتلانہ حملوں کا نشانہ بن چکے ہیں۔ قائم مقام اٹارنی جنرل ٹوڈ بلانچ کے مطابق تفتیش کاروں کا خیال ہے کہ ایلن نے ٹرمپ کو اس لیے نشانہ بنایا کیوں کہ اس نے واقعے کی رات اپنے رشتہ داروں کو بھیجے گئے ایک ای میل میں صدر کو غدار کہا تھا اور دیگر توہین آمیز الفاظ استعمال کیے تھے۔

جنوبی کوریا کی شمالی کوریا کے جوہری پروگرام کو

حل کرنے کے لیے عالمی سطح پر فوری کارروائی کی اپیل

سیئول، 28 اپریل (ایجنسیز) یونہاپ نیوز ایجنسی نے منگل کو رپورٹ کیا کہ جنوبی کوریا نے شمالی کوریا کے جوہری پروگرام کے حل کے لیے تیز بین الاقوامی کارروائی کا مطالبہ کیا، جسے عالمی غیر پھیلاؤ کے نظام کے لیے سب سے زیادہ فوری خطرہ قرار دیا گیا ہے۔ نائب وزیر خارجہ جونگ یون-دو نے نیو یارک میں جوہری عدم پھیلاؤ کے معاہدے کے حوالے سے منعقدہ ایک کانفرنس میں اس بات پر زور دیا کہ پیانگ یانگ نے معاہدے سے دستبرداری کے بعد بھی اپنے جوہری ہتھیاروں کو فروغ دینے کے عمل کو جاری رکھا، اس لیے وہ ایک منفرد چیلنج بنا ہوا ہے۔ انہوں نے بین الاقوامی برادری پر زور دیا کہ وہ ایک متحدہ پیغام بھیجے کہ شمالی کوریا کا سلامتی اور معاشی مستقبل، معاہدے کے فریم ورک میں واپس لوٹنے پر منحصر ہے۔ جونگ نے روس سے بھی کہا کہ وہ پیانگ یانگ کے ساتھ فوجی تعاون روک دے، اور خبردار کیا کہ اس طرح کے تعلقات اقوام متحدہ کی سلامتی کونسل کی قراردادوں اور وسیع غیر پھیلاؤ کے نظام کو نقصان پہنچاتے ہیں۔ 1970 سے نافذ العمل این پی ٹی ایک بنیادی عالمی معاہدہ ہے جس کا مقصد جوہری ہتھیاروں کے پھیلاؤ کو روکنا اور پر امن جوہری توانائی کو فروغ دینا ہے۔

آبنائے ہرمز میں جہاز رانی کا تحفظ مشترکہ عالمی ذمے داری: سعودی عرب

توانائی، خوراک، ادویات کی ترسیل کے اہم راستوں کی حفاظت ناگزیر

اقوام متحدہ، 28 اپریل (یو این آئی) اقوام متحدہ میں مستقل سعودی مندوب ڈاکٹر عبدالعزیز الواصل نے کہا ہے کہ آبنائے ہرمز میں جہاز رانی کا تحفظ مشترکہ عالمی ذمے داری ہے، توانائی، خوراک، ادویات کی ترسیل کے اہم راستوں کی حفاظت ناگزیر ہے۔ اقوام متحدہ میں سعودی مستقل مندوب نے کہا کہ آبنائے ہرمز عالمی معیشت کے لیے نہایت اہم آبی گزرگاہ ہے، دنیا اس وقت آبنائے ہرمز سے متعلق غیر معمولی کشیدگی اور تنازع کا سامنا کر رہی ہے۔ ان کا کہنا ہے کہ ریاستوں کی خود مختاری کا احترام کیا جائے، طاقت کے استعمال یا اس کی دھمکی سے گریز کیا جائے، حسن ہمسائیگی کے اصولوں کی پاسداری پر زور دیا جائے۔ سعودی عرب نے ایران کی مبینہ خلاف ورزیوں کے خلاف مؤثر اقدامات اٹھانے اور آبی گزرگاہوں، خصوصاً توانائی اور خوراک کی ترسیل کے راستوں کی حفاظت کو یقینی بنانے کی ضرورت پر بھی زور دیا ہے۔ اقوام متحدہ میں سعودی عرب کے مستقل مندوب ڈاکٹر عبدالعزیز الواصل نے سلامتی کونسل سے خطاب میں کہا ہے کہ خلیج عرب کے خطے میں تیزی سے بدلتی صورتِ حال نے آبنائے ہرمز کے گرد ایک غیر معمولی تنازع کو جنم دیا ہے۔

Printer,PublisherandChiefEditor:GhulamJeelaniQadri,Printedat:AafaqPrintersNowhattaSrinagar,Publishedfrom11,PratabParkPressEnclaveLalchowkSrinagar190001
R.N.INo.43732/85,P.No.K/77,Phone:0194-2452028,Fax:0194-2475279.Email:afaaqkashmir@yahoo.com